

سب رنگ
ڈائجسٹ کا مقبول
ترین سلسلہ

بازگیر

تیسرا حصہ

PDFBOOKSFREE.PK

براوی
بابر زمان خان

تحریر
شکیل عادل زادہ

ماہنامہ کے تحت شریک شائع ہوا ہے کی داستان
 سب رنگ انجمن کے مقبول نام سانس

KHAN BOOKS
 STATIONARY AND LIBRARY
 6/8504 NISHITARA ROAD BHABRA BAZAR
 RAVALPINDI PH: 5556532
 PROPRIETOR KHAN

بازیگر

حصہ سوم





داش، بابیر زمانہ خدایہ
خبر تشکیل ممالک زادہ

مذاہب و مینائے بے پیمان لیا تھا مگر اس نے مرا کہیں چھپا
لایا؟ نیسے میں وہ کل برسنے وقت بچے دیکھ کے وہ ہنسنے لگا کہ بچہ
گئی تھی، ہم لوگوں نے کہا اگلا یا پادشاه کے لیے بستر لگا دو گیس
تمام عرصے وہ غمزدگ کے ایک کمرے میں سکوی سوتی بیٹھی رہی بچے
دیکھتے ہی اُسے سنا کر ناچا جیسے تھا، شاید یہی ہی کرنا، انگوٹھی
نظر میں آئے چہان لپٹا بیٹھیں اسے میں ملا تا کہ بڑھانے بہانہ خلع
میلہ صاحب بچے اس نظر پسند کرتے تھے، تھے کہ انھوں نے بچہ
سے صبر کیا کہ چھپائی میں مانتے کی خواہش نظر نہ کرے، اس میں میرا
بھی بھلا تھا، ہر روز وہ ایک گھنٹے اُسے چھانے کے میں ہاں ملا دیتا
تھے بچے آتا تھا، اس وقت وہ ایٹ لے کے پتلے سالن میں جاتی اور
میں بی اسے کے پتلے آٹھان کی تیاری کر دیتا تھا، وہ ایٹ سے اس
ہست اپنے بستر سے پاس جاتی ہیں کے بھی لے لے میں فرست
ڈوٹھن مل لے، وہ بہت بھینچہ دیتیں اور میں تھی ہم دونوں یک جہتی
موضوعات کے سوا دوسری باتیں کم ہی جاتی تھیں، میں جب روچہ
کر دیاں مہا آئروہ کمرے میں بھیجی میرا انتظار کر رہی ہوتی، وہ اس
آگے گئی تو وہاں سے ایک بچے چھوڑے آتی، اس کا سونا رنگ کچھ
اور دھمک لیا تھا اور چہرے پر پتلے سے زہرہ جیگی نظر آتی تھی، بچے
عجب یاد تھا شروع شروع میں وہ مجھ سے میرے ہاتھ میں طرح

طرت کے سوال کرتی تھی میرے کہتے بھائی میں ہیں میرا گھر کمال ہے؟
اُسے بہت تھی کہ میں نقل بیٹا ہوں کیسے کر سکتا ہوں، ہر روز جوں کی
دھوکے میں پھونک گیا ہوں اور کسی صوف سے میں نے سارا اٹھاپنے
سر لے لیا ہے، کہنی بار اس نے ٹوہ لینے کی کوشش کی، آخر میں کیا
بات تھی جوں اس انسانی انداز پر مجبور ہو گیا جب وہ یہ سمجھ گئی
کہ اس سوالات کے جوابات میرے پاس نہیں ہیں اور بچے نے
حسب تکلیف سے تورو قضا ہو گئی، یوں بھی وہ بڑی کم سوچتی لڑکی تھی،
ہر وقت بچا ہر جی کیے جیسے وہ مسکراتی رہتی، غرضاتی رہتی کے
پڑوسے پہننے کا خوب سلیقہ تھا، ال بہت لے تھے، اس کا زب
بچہ کے سونڈی سونڈی خوشبو عطر میں جاتی تھی کبھی مجھے بالائی
بیسے میں کورا کے سلسلے پہنچا ہوں، میرا بہت خیال رکھتی تھی کہ
میں کرتی تھی چیز کی ہوتی تو میرے سامنے لاکھ لاکھ دیتی میرا زب
کے ہاں کہا، کھاتے تھے دھما مسخ نہیں ہوتا، گنا تھا بیٹا میرا
مجھ پر غصہ کھا کے میری قوامع کر رہی تھی، میرے اٹھا کر چلا کرتا
ہو باقی، اس نے مجھے ناشن تلاش، کلنگے، دال اور چھوٹی سوئی ست
سی چیزیں دی تھیں۔

میں ام لے کی تیاری کر دیتا تھا، ایک دن مینائے لے
جنا کہ جیلر صاحب کا تاول ہو گیا تھا، اب وہ لوگ جلد ہی ہاں

بچے بھی چھڑائیں سے کچھ نہیں کھاتا تھا۔ نوجوان مرید اس کا شور مچا کر، دو دو کھوش قسمت تھا جو بڑے سونیا میسی لڑکی ملی ہوئے ہیں۔
خدا ہمارے تو جی ہمارے کی قسمت زیادہ ہوئی۔ میں نے اسے قسمت

14

”صوفی اور بیت کا؟“
 ”مجھے خدا کا ایسے سوالات کرنے سے پہلے متوجہ کرنا ہے
 لوگوں کے ہاتھ میں ان کی روایت کو اٹھنا کر میں نے ایمان لے
 لیا ہے کہ آپ کو اللہ نے اپنی روح سے نبی سے پہلے ہی
 کوئے کے بجائے آپ ہی کو۔۔۔“
 ”بڑے میلان ایمان تو کساں نیچے نہ رہے۔“

نیماں میں کے قریب ایک گلاب کے پھول کی خشک شاخیں بیرونی
 حلقہ میں آؤ تو دیکھ کے سیاہی کی آنکھیں کھلنے لگیں۔ اس نے اُسے
 بے تابی سے اُس کے حوالے کر دیا۔ مجھے خیال ہی نہیں۔ یہ شاخ کو
 میری ٹیپ میں چلا تو جھری ہے۔
 - پتارے - افر قاتل الف جٹ کے نور و حاریرہ بھی چپے
 لئے حیرت سے ہوا۔ یہ کس کی ٹیپ سے بچلا ہے؟
 - اُس کی - تیری تلاش ہی لیے ازلہ سیاہی کے متعدد سی سے کیا
 - خاص قسم کے ہے - افر - یہ ہر بار - ان قدرت و اور تو کو گھر
 بھلا دیا یا تو کھینچ کر لے کر تیرے پاس چلائی؟ - وہ پتا تو یہ قلم و قریب
 نظری جانتے ہیں۔ نئی جیت ہے جسے ہر بار بچھڑاؤ۔
 میں ٹیپ دلا سیاہی کا پتہ دینا ضرور ہوتا ہے۔ قلم و قریب
 کچھ کچھ پہچانتا تھا۔ ہمارے اُسے اس کی آنکھوں کی جیسے نور
 ہے جیسے نور کو گھٹا دیکھا ہے؟ - وہ جھڑکتی آواز میں بولا۔
 - ہر بار ہے - میں نے فخر سے جواب دیا۔

[illegible]

پھر یہ ضبط میں ہوا میں نے کہا ان کی طرف سے میری
 حالت آپ کو کچھ پرچا ہوا ہے میرے چچے کوئی آواز اب بھی
 قحطی آپ کے خیال کے خیال کو مجھ پر کھینچ رہے ہیں وہ دود
 منہ کیجیے میں اسے تم کا اقرار کر لیتا ہوں مجھے سحر جانتا ہیں
 ذوال قحطی میں عکس نے نفسی مولا اساتذہ کیجیے
 پڑیس افسر کے گھر کی طرف سے مجھے متذکرہ ہوا ہے تو
 اس کی وجہ سے یہ لکھا تھا اس کے لئے ہوسے ہوئے ہے میں
 سیاہی سے رہا۔

بروڈا کے لیے فیکشن سے ہوا تھا۔ اب انہیں ہری شکتی کے گھر
 میری آنکھوں میں گھٹی ہوئے گی ایک خت بعد میں
 اب انہیں ان کے زبان سے بروڈا تھا۔ بہت میں تھکے کے بعد سے اب
 تک انھیں نے کچھ سے اس طرح بات نہیں کی تھی۔
 "اچھی جگہ بیٹھو۔ میں نے آپ کو اس کے سامنے دھکا دے
 لیے ہیں۔ اب ان کو فاصلہ کیا ہے۔ یہ شک کیا ہے۔ تم چپ رہو۔
 ابھی اس سے جی کو روکنا نہیں کر سکتے دو۔
 "جواب: اس کا کارڈ کر رہی ہے۔ اب ان کے فرائیڈی۔
 میں آپ سے چھوڑا خواست کرتا ہوں آپ میں کچھ روک کا
 انشا کر کریں۔ اب ان کے پاس ہی کسی کو نہ رہے۔
 "وہ جواب: آگے کی گئی تھی۔ میں اس کے لیے تھوڑا
 شکوا ہوں اب ان کے کیا اختلاف کیا ہے۔ وہ میں میں ہوا۔
 "آپ کے پاس اس کے ہر ایک رکھا ہے۔
 "وہ بڑھاپہ معلوم ہوتا ہے۔
 "بہت زیادہ آپ سے زیادہ نہیں ہے۔ اچھی آواز میں کہنا۔
 "مگر میں نے زندگی میں آپ سے کبھی نہیں دیکھا۔ شاید آپ کو کچھ
 بار دیکھا تھا۔ دیکھ کر ہوا۔ مجھے آپ ایک پریس فیس
 زادہ داری معلوم ہوتے ہیں ان دونوں کو چھوڑ دینا۔ کچھ گوارا
 کر لیں۔ میرے اختلاف کے بعد انھیں روکنے کی ضرورت نہیں رہتی۔
 اپنی ہر بات مکمل سمجھیں اور اسے فراموش کر لیں۔ اگر آپ کو کچھ
 اب ان دونوں داخلوں سے اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔
 "قاعدہ تفہیم کہ ہم بھی جان سکتے ہیں ہم آپ کے پاس
 اس لیے نہیں آئے تھے کہ آپ اس طرح کی باتیں کریں گے۔
 جہاں ہیں کیے بغیر سوچے مجھے میرے جوتے میں آئے گا۔ کتنے
 رہیں گے۔ اگر آپ کو کوئی لوگ برقی اور پریس کہ آپ کے
 ساتھ بیٹھیں؟ نا؟ جی ہاں۔ اب آپ کو تھوڑے ہی کچھ جان سکتے تھے
 کہ بہت سی باتیں زبان پر نہیں لانی جا سکتیں۔ معلوم ہو کہ اس
 علم میں آپ کے پاس آتا ہے۔ کون سے کانٹے اس کے سینے
 میں پیچھے ہوتے ہیں۔ آپ کو اس لوگ کے ہاتھ میں لائی بیٹی
 باتیں کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ نہ سوچتے کا ہے۔ وہ کچھ نہیں
 ہے لیکن اس کے پرچھے والے وجود ہیں۔ جو باتیں آپ کی کہ
 میں نہیں سکتیں۔ انھیں آپ کیل ماننا چاہتے ہیں۔ آپ
 کے پاس ایک ہی لاشی، ایک ہی چاند ہے۔ یہ کہ نہیں جانتے؟
 میں نے اب ان کی طرف اشارہ کر کے ہوتے کان انھیں نے ج
 کہا ہے اس سے زیادہ انھیں معلوم نہیں ہے۔ یہ میں ماننا ہوں

کہ وہ کون تھی۔ وہ میرے ساتھ تھی۔ میں آپ سے نہیں سے جانتا
 ہوں۔ وہ ایک ایسے گھر کی لوگ تھی، جہاں سرکاری کچھ نہیں کی گئی تھی
 ماتی ہیں۔ وہ کسی گھر کی ہوس تھی۔ وہ اتنی پاک اپنی لاشی تھی کہ
 اس کے متعلق جگہ کی رنگاں ہے۔ اس کی بات آپ کو نہیں
 دی جا سکتی۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کے پاس ہیں کہ ان کے پاس
 آپ کو ایک بڑی کلاش ہے۔ میں سے متوجہ ہوں۔ کیا اتنا
 کافی نہیں ہے کہ آپ کو آپ کی دشمنی میں ہے۔ ایسی وہیں بیٹھتی
 ہوں سے آپ کو کیا ہے گو۔ وہ میرے ہاتھوں میں تھوڑی تھی۔
 جس کے لیے سب کچھ بیٹھتے۔ میری آواز بھر پور تھی۔ کسی کا
 تصور نہیں ہے، یا تصور ہے۔ مجھے اس کی مزاحمت کیجیے۔ ان کو
 کرنا ہے۔ یہ ہے۔ وہ میں میں تھی۔ یہ نہیں تھے۔ دھڑکتی پڑی تھیں
 آپ کو ان کا کارڈ بھی جانتا ہوں۔ اس سے آپ کی کچھ تھی۔
 ہاتھ کی کر آپ نے شکایت کی کہ انھیں میں ہتھ کوڑیاں
 ڈالی ہیں۔
 "یہ کہہ کر وہ میرے ہاتھ کے باوجود نہیں افسوس تک مجھے گوارا
 رہا۔ یہاں ہتھ کوڑی کے سامنے کھڑا تھا۔ میں نے اس کے آگے ہاتھ
 بڑھادیا۔ وہی ہاتھ نے مجھے ہتھ کوڑی میں پھنسا دی تھی۔ وہ وہیں
 اس کے حکم کا منظر تھا۔ کل میں نے ان کے ہاتھ میں نہیں دیکھا۔
 وہ مجھے ہوتے ہوا اور یہاں ہی یہ عجیب بڑا اس کے اپنے ہاتھ
 اس کے آگے کر کے میرے ہاتھ میں میرے ہاتھوں میں۔ وہ وہ
 سے ہوا۔ انھیں میرے ہاتھوں میں گوارا۔ وہ وہ ان کے ساتھ نہیں
 میرے ساتھ آتی تھی۔ بڑا وہ میں نے اسے بڑا وہ میں نے اسے
 ہم دونوں جیتا ہوا ہمارے تھے۔ ہر گز میں اتفاقاً باہل اتفاقاً
 میں میں گئے تھے۔ میں نہیں جانتا ہوں۔ وہ بڑا وہ ان کے ایک
 گھر کی لڑکی سے اس کے باپ بہت بڑے افسوس ہیں۔ وہ میرے
 ساتھ اپنے گھر والوں کی اجازت کے بغیر میری ہی ہم دونوں کے
 پاس اس کے ہوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ ہم کچھ ہی چھوڑ دیں۔
 رک ہیں۔ وہی میں تھے۔ جواڑی میں۔ انہیں یہ یہ میں اس کے
 بڑھاپہ رہا۔ یہ بڑھاپہ ہے۔ وہ میں نے گھر سے لانا۔
 طرح رشتہ کے ماتی۔
 "وہ میں نے لگا ہیں۔ میں نے اس کی زبان بند کی ہے۔
 گھر میں اس کی میں نے اپنے آپ میں نہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں
 ہے کاشا افسوس کہ میں تھے۔ آواز میری تھی۔ اس سے میرے
 نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ چاہے تو کیا کچھ مارنا تھا۔
 "میرے بیٹھ کر میرے سر سے چاند پڑیں افسوس گرج گئے۔

یہاں کو حکم دیا کہ اسے قادیان میں رکھیں۔
 "یہ ایک صاحب: یہ سب لگا کہہ رہے ہیں۔ مجھے چاہی
 ہے پیچھے۔ مجھے سولی پر لٹکا دینے ہیں۔ نہ رہنا نہیں چاہتا۔
 اس کے بغیر میں زندہ رہی ہوں۔ کلاں کا کوئی دوش نہیں ہے۔
 کوئی دوش نہیں ہے۔ یہ چاہے کلاں جانتے تھے۔ ان سے
 کہوت پر پیچھے۔ سارا کو اس کی کھنکھاروں سے گرج رہا تھا۔
 "بھیرے پریس فیس کے خود کو اس سے آگے کانٹے چھانے
 کی عورت کی۔ اوسان میں نہ ہو کر کیا جانتے ہو۔ رمان سے کوہ
 "مجھے کچھ نہیں کتا۔ آپ سے میری صورت ایک ہی ہے۔
 "وہ گھر کے بولا۔ مجھے اس کے ساتھ ہی بنا دینے ہیں اس
 کے ساتھ ساتھ۔
 "وہ جی کہہ کر پریس فیس فیس کے کانٹے کہہ گئے۔
 کہ وہ تھا۔ ساتھ ہی
 "ہاں ہاں میرے ساتھ: میں نے یہ ہاتھ کے ہوا۔ ہم
 بڑا وہ میں نے کہہ گئے۔ بڑا وہ میں نے
 "ہم بڑا وہ میں رہتے ہو؟
 "جی ہاں۔ وہ کچھ نہیں کے بڑا وہ بڑا وہ میں نے ہم
 بڑا وہ میں نے تھے۔
 "ان دونوں میں کہاں ہے؟
 "مجھے کھنکھاروں کی دلی سے ہم جیتا ہوا جانتے تھے۔
 "میرے کیا ہوا؟
 "میں نے اپنے ہاتھ کوٹ لیا۔ مجھے اس کے ساتھ دینا
 تھا میں چاہے تھا۔ اسی وقت بہت جانا چاہیے تھا۔
 جب اس نے اپنے دوا کر دیکھا تھا۔ میں نے ہی اس کے لیے
 کھنکھاروں کی تھی۔ مجھے اس کو خیال نہ تھا۔ چاہیے تھا کہ میرے
 سامنے ہوتے کی میرے وہ کتنی انھیں میں گھنکھاروں میں جانا
 جانا میرے سب کچھ ہوتا۔ میری کام نہ کی تھا۔ جوں اس کے
 سامنے ہو جوتا۔
 "تم کیا کہہ رہے ہو؟
 "میری بات تھی۔ ایک صاحب: یہی بات تھی۔ میں باہل
 "کہا کہ ہاں میں میری بات کا نہیں کیجیے۔
 "تھا ہی باہل باہل تھا۔ میں نے اس کی زبان بند کی ہے۔
 "آپ کی کچھ نہیں کہہ نہیں آئے گا۔ آپ کچھ نہ بولیں۔
 "وہ ان کے سامنے ہونے لگا۔ وہ کہہ رہے؟ آگے آپ نے
 "میں نے کہا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ چاہے تو کیا کچھ مارنا تھا۔
 "میرے بیٹھ کر میرے سر سے چاند پڑیں افسوس گرج گئے۔

ایک بار کے لیے میں اس سے معافی مانگا جانتا ہوں۔ وہ کہاں
 ہے ایک صاحب: مجھے اس کے پاس لے چلیے۔
 "لے چلیے۔ مجھے اس کے پاس لے چلیے۔
 "میں نے اس کے ساتھ کون سی لاشی تھی؟ اس بات کی
 معافی مانگا جانتا ہوں؟
 "میں نے اس کے ساتھ کون سی لاشی تھی؟ اس بات کی
 دوش میں میں میرے ہاتھ میں میں نے اس کے ساتھ کون سی لاشی تھی؟
 "ایک صاحب: اس کے ساتھ کون سی لاشی تھی؟ اس بات کی
 "کیسی کھنکھاروں پریس فیس لے رہے ہیں بڑا وہ
 لے لے سے دھوا رہا ہے۔
 "نہیں نہیں۔ وہ وقت سے ہاتھ پھینکے گئے۔
 "چھوڑ۔ ہاتھ لے گا؟ "ایس اس کے ساتھ چلے ہیں
 سے ہوا۔ یہ تم کہہ کر ہم اسے ہتھ کے لے گئے۔
 "یہاں سے کہہ: میں نے اپنی انفرادی بات وہ وہ تھی۔
 "یہاں سے کہہ: میں نے اپنی انفرادی بات وہ وہ تھی۔
 کے ساتھ ضرور کریں۔ یہ پریس فیس لاشی تھی۔ بات ہوتی
 کر کہ کچھ کہہ لے اس کا گریں کچھ اور اس کے ساتھ
 طلبہ ہارنے لگا۔ اب کھنکھاروں سے ہاتھوں سے لے کر
 سے چھوڑا تھا۔ مگر اس کی کچھ ہاتھوں سے وہ ان کے ہاتھ سے
 چھوڑ گیا۔ اس کے ہاتھ میں جانا لے کر اسے اتنی بات آ
 گئی تھی کہ وہ کسی کے ہاتھ میں آیا۔ چند لوگ کھنکھاروں
 کیسے میں ہتھ لگا اور میرا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے
 جگہ ہاتھ چاہتا تھا۔ وہ میں نے اس کی ہاتھوں سے
 لے لی۔ یہ پریس فیس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔ میں نے
 گائی تھی کہ اس کے ہاتھوں سے اب ان کے ہاتھوں سے
 دوسری طرف سے ہاتھوں سے لے لے۔ وہ ہاتھ ہاتھوں سے
 کو میں نے ہاتھ لگا تھا۔ میرے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔
 دوسری طرف سے ہاتھوں سے لے لے۔ وہ ہاتھ ہاتھوں سے
 ہاتھوں سے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔ اب ان کے ہاتھوں سے
 گرفت سے ہاتھ لگا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔
 میں اسے ہاتھ لگا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔
 آواز لگا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔
 ہاتھ لگا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔
 جاتا ہوں۔ اس کے ہاتھوں سے ہاتھ لگا تھا۔

عالم کے کپڑے میرے ہاتھ خون سے رنگ دیے۔

۱۔ اہل دولت کے قبضہ میں نہ رہیں۔ افسر کی فکر نہیں رہی۔ افسر کے کولتے دوسرے کی افسران پر نہیں افسران کے لئے تھے یہی افسران سولہ کے باپ خیر خواہ صاحب کا بیٹا تھا۔ آغا بابا جان کے اختصار پر ایک اسپانی کے دینے ہیں۔ بیڈنگل رپورٹ کا چہرہ میں لگا تھا۔ لیکن انھوں نے جس تیسرے میں صبح آزار کیا۔ بھڑا لڑائی کر گھنٹی سے باہر آئے۔ لڑائی ختم ہو گئی۔ وہاں موجود تھے۔ انھیں اپنے سامنے دیکھ کے بھڑکے۔ کچھ عمارت ہو گئی تھی۔ ان کی آنکھیں سوجی ہوئی، آبی ہوئی تھیں۔ بھڑکے افسران کی نہیں کیا۔ ہمارا کدو چلے سے بہت بڑے لڑکے آئے تھے۔ تھے یہ ان کے سامنے کھڑے ہو کر مارا تھا۔ صاحب نے بہت ڈر کر دیکھا۔ وہ بھاگ رہے تھے۔ کچھ کیسے سوال کریں۔ مگر جیلر صاحب نے بھڑکے۔ کچھ نہیں بول سکا۔ ایک غلط فہمی میں رہے تھے۔ خالی خالی انھوں سے کہتے تھے اور انھیں نے خود ہی جھگڑے کے بھٹے کھائے۔ لڑائی ہو گئی۔ افسران صاحب ان کے تعلق سے تھے۔

انہی دنوں میں سونا اور چاندی کے ساتھ گئے تھے۔ ان کے ساتھ چلنے کو کھانسی لیکن انھیں کسی پریشانی میں نہ جوجھے جڑب جڑب پیچھے ہیں خود کو گدگد میں وہاں جا کے کی کرنا نہیں چاہتے۔ وقت آئے ہیں سونا اور چاندی کے چورسہ دیکھ کر بھی انہیں نہیں کی جس وقت ان کی گھڑی دھڑکنے لگی تھی ان کے ہونے والی تھی ان کے ہونے کے گرد بڑی گنگ تھی ان کی ہونست سے پریس میں ان کے ساتھ اسٹیشن کے لوگ انھیں نہ دھست کرنے آئے تھے۔ پچھلے میں چلے وہاں پر وہ اور سونا اور چاندی کو گئے نظر آئے۔

۵ جبکہ ہم ایک گھوڑی میں بیٹھ گئے تھے۔ جانے سوار ہونے ہی پر یہ بڑا اوراداری بھی دیکھ میں آگئے۔ ان سب کے چہرے دھڑکنے لگے تھے اور کھٹے ہوئے تھے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ کون سی گھوڑی میں بیٹھے ہیں کس طرف جا رہے ہیں۔ یہاں پر سب کہیں جانے کو نہیں چاہتا تھا۔ اب جان سوار نہ ہوتے تو کسی طرف نکل گیا تھا کسی طرف چلنے کی طرف جہاں آدمی نہ بیٹھے ہوں۔ اب جان نے مجھے گھڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا میں چلا گیا۔ وہ فوراً رکتا نہیں بھی قیہ کرتا تھا، اپنی طرف سے کہہ نہیں سکتا تھا، اور وہاں جا کر سبے جا میں ہیں نے سوچ لیا تھا کہ کسی سے کہہ نہیں سکتا کہ گھوڑی کو نہیں کون گاڑ دے گا۔ جب میں چڑھنے ہی میں ایک بڑے

[illegible][illegible]

ماں بھر دیں کس سے ملنے پہلے سے اور بڑا کر کے
 نے کئی شادی کیا جو بھی بڑا اور باریک سے
 ہٹ گئے تھے باجوان نے بڑا کر کے
 دیا تو وہ وہیں پہلے سے کیا کیا چیز کے
 - بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا -
 انھیں بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا -
 بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا -
 ہیں - میں ان کے کتا بڑا بڑا - بڑا بڑا -
 چھ لہے اتنے بڑا بڑا - بڑا بڑا - بڑا بڑا -
 کھی ہے میں ان کی سانی سے نہیں ملے گا -
 ہوئے ہیں - وہ بڑا بڑا - بڑا بڑا -

انھیں کہنا تھا کہ کوشش جانی نہیں کسی جھوٹ پر سے
ہیں کہیں جھوٹ کے متوجہ کیا جائے اور اسی انداز میں
جئے ہیں جو کہ کہہ لے انھیں یہ کہنا نہیں تو یہی کہہ
گئے ہیں۔ جس انھوں نے کہا کہ تو یہ بہت ہی عجیب شخص
لاؤ گا تو میں نے سوچا کہ اب کوشش کرنا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے
کوئی بچہ چپا کیری باں میں رہتا ہے کوئی بیری روح غریب
منکر کرتا ہے۔

ہیں انہی سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ اپنی زبان پر پہلے جانیں
پھر میرے حال پر چھوڑ دیں لیکن میرے بہت خیر خواہ کے دیکھنے
پھر میرے ملنے سے آزاد رہیں نہیں سکتی تھیں، اس کا کاحری پر
ہو گا کہ چرنے انہیں میرے پاس سے اتنا دیر اور روانہ ی
بلکہ میرے چیلہ کیا آجماں کے بہت جانے سے میرے خیر سے کوئی
بار اس کو فرما دیا، مسیح مریض جو بہت عجب کل آجماں اور چیلہ
رہا داری سے جاگ رہی تھی کہ آجماں نے ایک بار پھر مجھے دیا
وہاں لکھ کر دے، بعد ازاں جو فحشی سی جاری ہوئے تھی، دوبارہ ان
کے آٹھ نے یہی پری، ان کو کھلی گوازی تھی یہی تھی خدا کا
وقت تھا، اب اس کی شہین کے جیگ دھڑکی ہوئی تھی، میرے ساتھ
یہی مائی جیگ ہوئی تو کیا سے میرا زینت کرنے لگا، وہاں کے کوٹہ
میں تھے مجھے گھاس سے جس نے تھی کہ تمام جانوں، دروازے کے
تیرا لگا ہوا تھا، سلطان بچکے کے کچھ اٹار دیا کہ وہاں
اترا جاتے ہیں۔ دروازہ اور مٹی کے کچھ سارا کے کے آٹماں
جا رہا ہیں کے انہیں اپنے پاس سے رہا دیا، ایک لینے چرنے پر
کھڑا ہو سکتا تھا، وہ نے سے کرتے ہی انہیں کے لڑائی، ایک کے
ملا کر تھا شکوہ، عید آجماں کو میری مشیت تھی۔

[illegible]

میں باجہاں نے غریبوں کی مدد کر لیا تھا کہ وہ اس سے ہوسکتی تھی۔

انہی قبائل میں بنی قریظہ تھا کہ شریعتی دینی اور ملت اسلامیہ کی
بانی تھی کہ شریعت کے ساتھ تینوں اعزات کا بھی درجہ ہے
نہے جتنے تھے اور عربوں پر ساحلوں کو داخل اور ان کا شرف
میں نہ تھے اور ان کی عظمت میں بنی قریظہ کے لئے کوئی چیز نہ
تھی۔ جب وہ غیب سے اترے اور ان میں جیٹھا ہوا آبِ حیات کی برکت
سورہ کے عارضہ شرب پر دروہ واقع پر نکلتا تھا۔ ان کی زبان سے
جانب برباد سرسبز اور صاف شادمانہ زمیں سے ان کی جھلکتی جی شادمانہ تھی
اور وہ ایک مکان کی مانند تھی وہ مکان کے لئے ایک وسیع
مقام تھا۔ ان میں ایک بڑی گول بنی ہوئی تھی، وہاں کھڑے ہو کر
بہت سے دروہوں کو دیکھا جاتا تھا۔ ان کی زبان سے ایک بڑی
قدرت کا گواہ تھا، ان کی مجلس میں حکم کو سنے میں کوئی جھلکا نہ
ہوئے۔ رہنے کے بعد ان کے چوں کی اصل رشتہ کے ماہر کی تھی
انہی کے کہنے پر ان سے بھی کہے بدلے تھے۔ جیسے کہ
کہ وہ جہاں شرف شرف کو بنی ہوئے تھے۔ ان کے دروہوں میں
یہ تھے کہ ایک اور صوبہ ان کے تھے۔ ان کے ان کے ان کے
کے کہنے کے لئے تھے۔ ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے
انہی میں سے تھے۔ ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے

[illegible][illegible]

۱۔ آؤں نہیں، وہ میری چھوٹی وصیت مارتے ہیں، کیا کیا
 بچے پر قلب الہیہ پڑ گیا، غل کرے تو ہا ہے؟
 ۲۔ ہاں، کیا ہو کر ہے؟ مرنے سے جس نے کلمہ میرا ہی

کے لئے یہ بات ہر شیعہ و سنی چاہیے کہ کفر و کفر کی

بسی سانس میں کہنے کی خوشی ہو گی۔

100

22

مسلے اپنی زبان خاصہ چلی۔ اس کی اس عاجزی سے مجھے نہایت
جوش آئی تھا، میں نے وضاحت ہی دل دیا اور اس کی دل شکنی کے بدلے
کہا کہ اس بات پہنچی جا رہی ہے کہ وہاں انیسویں صدی ہو گئی، ہر کچھ
گھبریں پھر کر گئے۔ مگر جب میں چار سو سال بعد آئے گا تو وہاں
بہت سی باتیں ہوں گی۔ وقت میں سے کچھ اس قدر متنبہ ہوا تو دیر
کے کام آدیا تو وہ خود وقت میں سے کچھ لے آئے۔ وہ سب باتیں
تیار کر کے، بلکہ اور بھی چلا کر آؤں گے۔ دیکھتے تو ان کے جواب کا وہاں
پرگاہ ہے۔ تو خود ہی بہت، کچھ ہے۔ میں نے وقت سے دور ہوجانے
کی بات میں کچھ دیکھا ہی اس کا جواب کہ تیری ہی ہے، کچھ
کچھ ہوا تو چلائے چلائے، تو ہر ایک، ایک جیسے ہر جیسے حیاتی
کے کئے کے مطابق ہوا تو سے زیادہ لوگ نہیں کرتے جیسے ہوا
کہ اگر کچھ کہانی میں سے نکل کر نہیں ہوا تو بعد کہ بات
ہو وہ کہتے ہیں کہ خود ہی ہوا تو اگلے کے کوئی ہونا چاہیے ہے
میں نہیں ہوا۔ میں میں ہوا تو بازی ہوا تو ہم کھیل چلائے
میں ہوا تو اس کی کچھ کہ آئے وہاں افضل ہوا تو اس کی کچھ
کہ ہوا تو چلائے وقت ہوا تو ہر ایک ہوا تو مرضی ہے اپنے آپ
کو قبول کرانے کے اور کچھ کرتے رہنے سے کچھ آئے۔ وہ
آپ کو دلا دیں گے کہ میں نے کیا کرتے ہیں۔

[illegible]

نہیں نہیں میں نے ابھی ہونی ماسوں کے کلا۔
 داما داما ابھی ہونی تم کے کپڑے کو کٹ کرنا لگتا ہے۔
 کیا... کیا ہے ہونی؟
 اُس کی کپڑیں کتاب میں نہیں تو ابھی میں ابھی کپڑے
 پہنے گا کہ وہ... وہ پہنے جاتے ہوتے ہوں۔
 یہی ہیں؟ اُس میں تو جو کس کے کپڑے... پہنے ابھی کپڑے
 نہیں معلوم کرتا کہ کپڑے کچھ دوسرے ہوں؟
 میرے کپڑے تو کچھ دوسرے کہ وہ دوسرے کی دوا میں کتے گا
 دوا اب جان کہیں ان کی بات پر کھڑا کرنا ہے گا؟
 ہاں ہاں اُس نے تو سنی کے کتاب وہ کپڑے کھینچے
 ہیں گے مانی جو کہ میں انھوں نے کپڑے پہنے کرنا دیا تھا اور کہ
 آفتیں اس میں کامیابی نہیں ہونی لیکن ہونی؟ اس میں میں
 ابھی اس میں کپڑے کی بات نہیں ہونی میں کچھ نہیں جانتا
 کتا کہ ان کے دل میں کیا ہے کچھ معلوم ابھی وہ کچھ اور کہیں
 میں ہوں۔
 میں اب باتیں کرتا ابھی وہ بہت تھکا ہوا لگتا ہے۔ اگلے
 روز مانتا ابھی وہ سارا انہیں کھڑا کرنا جو کہ میں ہونی بہت
 کہے گا۔

[illegible]

مٹی تو کئی دس سال سے جس کے کہ بعض بیرونی نے مجھے اپنے کاٹلے
کیا میں نے سوچا کہ اس سے کیا ہوگا؟ چونکہ اب اس کا یہ مطلب ہے
کہ اگر کسی سے اس کے لئے کوئی مسئلہ ہوگا۔

کلی ثبے ہیں گے۔ یہاں ہی ہے تو یہی ہے جو کے ہر مریض کے
مناہیں گے :-

خوفت باد سے آواز کا نہ کہہ سکیں کہ نہ ایک عالم آدمی کہیں
 عید آج میں اپنے گھر کی جنت خود کی جانی ہے یا انھیں
 پہلے پہلے کا اپنی شکل پیش نہیں آتی سستی حق جنتی اور حق
 میں نہیں غائب خوفت باد بھیجے کے اور کتنا ناخوش ہیں
 عجب کسی زمانے میں ان کی جن جہاں جا رہی تھی جس کے
 عین وہ وقت ہے کہ جنت کی شکل کی شکل کا حق ہے کہ
 کہیں وہ بڑوں بڑوں صاحب کو ترقی میں جس کے سرسبز
 ہے غریب واقع میں جس کے گھر اور لوگ اور اعلیٰ عید آج میں
 ہر روز دینے والی صاحب پہلے پہلے اسے جسے جسے
 ہوئے تھے اور انھیں مراد آدیں اپنا کان کیجئے کہ مرودت
 اور اپنی دل میں اپنے وقت کاوں کے ساتھ کے
 ایک وہ وقت ہے جسے والوں سے خود ڈرتے تھے کہ انھیں
 انھیں معلوم ہو کہ انھیں کسی کی مراد کسی کا سہارا ہے کسی کے سامنے
 اپنا ہوا ہر طرح کے کسی کوئی مرودت نہیں ہے جسے جس کے
 کی کچھ نہیں ہے اسے اپنے پہلے ہیں کہ وہ ساری زندگی انھیں
 کی طرح ہر طرح کی عین اور کتنا ناخوش ہیں کہ مرودت
 یہ خود سے تو کیجئے ہوا ہر طرح کے جس کے میں نہیں
 میں کہیں کی کہیں ہوا ہر طرح کے جس کے کہیں ہوا ہر طرح کے

کے بارے میں بھی اڑھتا تھا چنانچہ جسم انہیں ہاتھ میں جوتلہ ہاتھ تھے۔

بہرے مخالف تھے پہلے پروکلی گرفت میں پڑ گئے تھے اپنے
 ساتھیوں سے ان کو کافی تعاقب نہ کرنا سہل تھا وہ انھیں چھوڑ
 دوںا تھا بہت سے پہلے گئے کہ انھیں اس کی سزا سن گئی ہے،
 انھیں نے پیر کو دروں جانب سے گھیرنا شروع کر دیا تھا،
 ایک دو گھنٹہ تک تو اس خیال سے گرفت نہ کر دیا تھا کہ
 ان کا پر بڑے کے ہاتھ کے بغیر نہیں ہوا، گرفت نہ کر دیا
 تھا چارے بات خلی بیٹھنے سے پہلے ہی تمام ہڑتے لیکن وہ
 وہ پروکے کے بازو جو کچھ نے دونوں ساتھیوں پر چڑھا دی ہیں
 چلائے تھے پروکے کی جانب سے روت کے ساتھ ان کے ساتھ
 لیئے کہ تکلیف میں ہیں، ان کی دوا دی تھی بلکہ جتنی دوا
 میں انھیں پورے منتقل کرتی ہا زانو نہ فرم کر دیا جا چکے تھا کاش
 کوئی انھیں سنا سکتا کہ ان کی دوا کتنی قدر کم ہے، یہ بھی اکیلا پرو
 کا ہے اور پرو کو کہنا تھا کہ میں ان کا ہے کہ اسے اس کے
 جانا تھا کہ وہ ہے، پرو نے ان کے دونوں ساتھیوں کو گرفت
 معقول کر دیا تھا کہ اسے گرفت نہ کر لیں ان سے کہم
 لیئے کہ انھیں بالائیں گرفت میں پروکے کے ہاتھوں کی
 انھیں اس حالت پر دست بردگشت نہیں کر سکتا اس کی حرکت
 بھان کی گرفت وہ چند برہمائی تھی، پرو نے بعد میں اسے لالے
 آؤ نہیں کی دھل مار دی کہ اتحاد بھان نہیں دیا تھا نہ شہید ہو گیا
 کی گرفت بہت بوجھ و سہولت کی گھبراہٹ کافی میں شدت تھی پرو
 نے ان کو اپنا جھون پر چڑھ کر میں لگا دیا وہ باگ سے ہو
 گئے اور ایک سے پرو کی کمر بولی گرفت سے مراد پرو کو لڑا
 گیا تھا لیکن اس کے چھاننے کے ساتھیوں کی گروں سے نہیں
 ہتھے بھگائی کہ میں نہیں لڑا پرو کی دھمکیوں کی پوسٹ میں کھلے
 اور کار کی گروں کوئی اتان کے ملنے سے ملنے کوئی فرار کی دوا دی تھی
 کو نہیں دھر میں نے ساڑی کو بیکٹ، چمک کے تھلے میں
 دونوں آدمیوں سے منتھے کیئے تمام بڑھان لیئے تھے لیکن بے
 گناہ چلا، پیری گرفت کے خلاف پرو نے ایک ہاتھ چلے دھان کر
 چمکا کہ کچھ پرو کو دوا تھا، کھی دے وہ بھاڑا کھا نہ مارا وہ
 تمام چمکے ہتھ بھان میں حرکت کے قوت نہیں تھی اس وقت پرو
 کو کھینچ کر کھینچنے والے آدمیوں کو کھینچ کر اس کی انگلیں دست
 برداری یا ہتھ سے کہ کوئی آواز نہ نہیں تھا، وہ پرو کو کھینچ کر
 دھکے کا بھی دست، میں اسے قابو میں کرنے اور گرفت دوسرا
 مرتبہ نہ پہنے کے خیال سے بے گناہ اس کی ہتھ پیر پرو کو بھیجے
 ان کے اس رد عمل کا بغیر تھا، ان کے دوبارہ قریب آنے
 پر اسے ان دونوں کی گردن میں اسے بازو میں سے جڑوں میں کوڑو

فصل پیش نہیں آؤ۔

[illegible]

یہی ہے جس نے اپنے ان دونوں دوستوں کو اس سبب سے چلنے پھرنے کے خیال سے متوجہ کر دیا۔ وہ اپنے دونوں کامیاب کھیلوں کی طرف جھٹکے۔ انھوں نے جس طرح کی بے حد ذہنی اور جسمانی محنتیں اٹھائیں ان میں جاننا کہ کسی ملک کی اصل قوت اور طاقت کون سی ہے اس کے بعد ان کی معاہدہ جاتی کی اجازت تھی۔ ایک سری قوت اور دوسرا پر کل صاحبِ دماغ بھلا، جانتا رہا۔ انے لڑائی کی وعدے زیادہ جتنی جھپٹا اور جھپٹا رہی ہے ان کے خوف کا منہ نہیں دوسرے کا زہن پر کی طرف تھا۔ چلے آئے وہ کیا بھیہ جہاد پر نہ بھی دیکھ لیا ہوگا۔ دہشت کے ان کے ساتھ نہیں تو ان کے آگے کر سکتا تھا مگر صاحبِ ہی خدا کیسے پر کی طرف جانے ہی نہ دیا۔ بلکہ خود دونوں میں سے وہ بھی کر چکا ہے۔ یہ ہے جو تیل پر صیاد اور آقا، یہ میں ہی ہو سکتا تھا۔

[illegible]

دو جگہ کے اُس کے درختوں پر چڑھ کر پورے مٹی جی۔ انھیں اچھلی دینا چاہیے۔ خدا فرمادے انھیں دے کے لیے کسی اور مٹی کے آئے گا کہ تیرہ کوئی نہیں آئے۔ انھوں نے اتنا وقت بھی لے لیا تھا مگر اس بات کے پس کوئی چاہا نہیں دیا تھا۔ ان کا ایک ساتھی زمین پر آ کر سبک دیا تھا۔ انھیں سے اُس کے کہنے سے تیز ہو گئے تھے۔ تیرہ وہاں پہنچاں پانی روٹ لگے تھے۔ پھر انھیں نے جھگڑا کر اپنے جیسے زبان کو لے کر انھیں آگے بڑھا دیا جیسا کہ نے کہے پہلے پہل ہے۔

۱۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۲۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۳۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۴۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۵۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۶۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۷۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۸۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۹۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔
 ۱۰۔ اُن کو اس بات پر آمادہ کرنے کے لئے کہ وہ اپنے لئے جو کچھ چاہتا ہے اسے حاصل کر لے۔

[illegible]

خوددار سے زیناب امی سے کہنے کی کوششیں کیا کرتی تھیں۔
 زینب کا کہنا تھا کہ میں نے اپنے لیے ایک نیا لباس پہنا ہے۔
 اس کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے کہا:

۱۰ ایک جنگ ازیم کو محمد بن ابراہیم اور ابی ایوب نے اپنے
ایک لون ملائیں جنھیں انھوں سے لے کر شام کے محرم نے اپنے

سارا جہم گشت سادہ فطرت، بیزار از آسائے دنیا و دین سے ایک کلمہ کوشش
 بیچنا تھا، سب سے قبل انہوں نے ہرگز ایک کلمہ میری بابت نہیں کیا تو یہ
 وقت آئی تو ان کے اس کا قصہ خود قصہ آریا انصاری کا انصاری

[illegible]

پھر ان کے پاس سے اٹھ کر آئے۔ ان کے پاس سے اٹھ کر آئے۔ ان کے پاس سے اٹھ کر آئے۔

45

صاحبِ مکتبہ حضرت آیتِ مظلومہ سے یہی درخواست کی کہ وہ اس کے لئے جواب نہیں دیا۔ جلی وارے اس کے جبے پر کسوفِ قمری کے قلمِ نظر آئے تھے۔ یہاں پر جڑی حرم و حریم کے لگے۔

[illegible]

میں نے ان کے ہاتھ نہیں گئے اور میری الابیس برس کی بی
ٹی نے بھی۔ پر پھر بھی اپنا چاقو اس گل میں پھینک دیا تھا

وہاں پہنچ کر ہمیں جیسے ہی جہاز کے دروازے کھولے گئے تھے وہی سب سے بڑی وجہ

[illegible]

... ..

کسی نوٹس میں کام کرنا کیا؟

یہ آواز کے کرب کے لوگ ہیں جناب زکریا رضی اللہ عنہ

مکیا آتھن خزانہ لوگوں سے لے لیا اور؟ کسی رقم کا مسئلہ تھا؟

پھر اسی وقت میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے اس کو
چھوڑ دیا ہے۔

جنت کی جگہ ہے، چلیدے، ابھرتے، نیکو تیار کرتے تھے۔
 "ابن کولہ" مذہبی بھی نہیں ہیں، اور جگہ، بھی نہیں ہے، اچھا

ہر کیا سزا دینے سے اس کی پستی کی شکل کو ہر کسی بھی ایک
کے نزدیک کے بعد سے میں جبر و سرک انداز کوئی اور بھی پا
آفری بات ہو رہا ہے خاص الامور حیرت انگیز مدد تک تھا

تھا: اپنی کرمی حالت میں میں نے یہاں سے یہاں تک گھوم دیکھا تھا۔
میں نے کیا بڑا ہے کیا بڑا مسکڑا ہے نہ کہ یہاں کیا کیا کر سکتا۔

سنسنا چڑھ کر میں رول میں پسینہ بہا رہا تھا۔ غصے کے جھبھی زخمی تھیں
سائیں میں (چچی) کے ساتھ ہی کام کرتا ہوں۔ چچی نے سب
دیکھ کر بھی طرح جتا دیا تھا کہ وہ آگے بھاگے کسی سب کچھ نہ بولتا

[illegible]

سے ہیں اور معلومات انکھی کرنے کے لیے ہیں، ملک سکتا تھا
 سے اللہ تعالیٰ کی پیدا ہوئی، جہاں میں کرنے کے لیے ہے۔

مذاہبِ اربعہ کی نسبت کیا مرقیہ علامہ آغا تھکڑی میں لکھتے ہیں

دو دینی ایکسپرٹس افسر تھے ہمیشہ نری اور افلاقی سے بات کرتے اور بڑے بڑے معاملات منہوں میں مل کر دیتے، ایک دفعہ بھاء جیس کر رہا تھا کہ بھاء جیسے بھاء کر رہے

ہر شخص کو دینی اور دنیوی امور میں رہنمائی کرنی چاہیے۔ جو اس کے لئے ضروری ہے۔

آگے ہم سے بڑا جی کوئی حاکم نہیں تھا ہے۔ مالا مال اس بات سے ملتا
پر چھٹا ہے۔ جو کہ ملتا تھا اور پر چھٹا ہو گیا ہے۔ ملتا کی کچھ

کہ ہر کے ہر کے ایک بڑی کڑی پوجاری جس نے ہر سال کو
 زحمت کا لباس مارا بدھ کی شخصیت پر اور اپنے ہاتھوں کو کھینچ
 کر لگا کر جس کے لئے وہ پانچ سو روپے کے مالہ دارا سے ملے ایک
 سہاویہ موجود تھا جس کے آس پاس عورت عورتیں سیاہ خرقہ دار تھیں جن کی طرف
 میں جوں اور جڑوں کا ایک اچھٹا بھی تھا جو ان کو لے کر ایک کھانا
 دارال پر لے کر گیا تھا کہ ان کے ہاتھ پر ان کے کھانے سے ان کو
 ایک ایک روپے میں گری ان کو دے دے گا کہ ان کو پھر ان کے ہاتھ پر
 شکریہ میں لڑاں دیں گی کیا چاہتے ہیں؟ ان کی آواز میں اتنی
 دلچسپی تھی۔

۱۔ ابھی آپ کی بات سے دل بھی کڑے صاحب :
 ”جنگ ہے اور غزوے کے لئے ہوا ہے میرات کر رہے
 ہیں کیا صاحب : آپ چاہتے تو ابھی قصور کر سکتے ہیں :
 ”کیونکہ میں نے اپنے کھال سے ہوا : فیصلہ کرنا ہوتا کہ اس
 جہنم کو کس طرف سے اپنا مناسب دلی توازن ملے گی
 ہے میرے لئے : یہاں محالاً تو کچھ نہیں کوئی جھیلے ہیں :
 ”جس وقت میرا جہاں سے لے کر ہو سکتا ہے :

نئے عہدے ملے ہیں کیا۔
 دہلی پر قیام ہے صاحبِ دلہن بھی ایسے ہی سب سے محنت پر کرنے
 مضبوط آواز میں داخلیت کی۔

کے بغیر اس پرستخط کر کے اس کے لئے نذر رکھنا اللہ سے نہیں
منته کیا کرتے خواہ اسے منہ فیہ لفظ اس کے کلام فیہ کہ
ہے اس کے لئے کہ وہ انھیں ایک مرتبہ پرستخط کر کے کہہ دے
کہ میں ان کے اللہ کر کے دے چکا ہوں وہ چھوڑ اس کے بجا کوئی
نہیں ہوگا۔

آئیں۔ ہم نے سنا لیا، دلائل کا ایک بار چرچہ کر کے ساتھ کیا اور
 فتنے سے باہر جانے کے لیے قدم بڑھائے۔ کوئی سیاسی ہتکار
 چھو نہیں تھا۔ طاقت سے سرگرم ایک بلا سیٹھی سیلا جوا تھا،
 میدان فتنے کے ارادے میں تھا۔ نے نہیں نہیں؟ آغا۔ متدم
 لڑکے نہ نہیں کے جانب سے تھے اور ہم کو ساتھ لیا تھا۔ تمام باطل
 آزاد ہے سب کے ایک خواب۔ سنا۔ اور ہر طرف اچھی جڑ پکڑنے
 کے ساتھ ساتھ طاقت سے خود کاروائے سے آج کے لیے
 کسی نے بھلا، اور نہ مل صاحب تھے، انہیں کچھ نہیں سنا
 دیکھ کر ہم نے خود کاروائے کو کر کے لیے طاقت کی طرف
 رٹ تھی۔

دانت کسی طرح کھٹاؤں گا، سویرا ہونے پر صبح ٹھیک ہر
علاقے کا :-

یہی بات ہے مختلف نہیں کہے جاتے۔ جہانوں کو میاں باصط
تو یہ صفت عزت بھی عاقل ہے۔ اب کہ ارادت کیے۔

باتوں کے ساتھ مل کر آگے بڑھنا اور کچھ باتیں بھی کہنی ہوتی ہیں۔

وہاں پہنچے۔ چونکہ پرنس کو اس کے نائب امیر
 خاں صاحب کو دست برد گردانی چاہی تھی انھوں نے
 بعض انھوں سے کہیں کہ جیسے ہماری بات کا اطمینان تھا اب
 چھوٹنے لگے۔ ان دنوں کو بھی ہے اب سب آدمی ایک میں مل گئے
 گشت کر کے رہ گئے یہ وہ اٹھ گھنٹہ کے بعد ہوا کہ
 سکھوں نے انھیں رکھ کے غرضی ہوئی ہے۔ شہر میں ایک کارٹر
 قوم آباد گئے۔ ہمارے میں کہیں سکھوں کے شاہ کبر کو توجہ
 کیا ہوگا۔

تیس فیصد سے زائد پھر جاری کردہ اچانک غصے، بڑے آپس
ایسا کام کرنے کے لیے عارضی طور پر ہیں۔ انہیں انسانی سبب تھا
حرم سے دور رکھنا اور اس طرح کے اور افسوسناک سببوں سے
کے لیے کچھ نہیں کیا تو ہم نے انہیں جبراً جیل خانے کے گئے
وہ آپس ایک دہشت گردی ہے۔
جو حکومت کے لیے ہر قسم کا صواب ہے۔

۱۔ ایک نوجوان نے کہا کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا ہے جو کہ ایک نوجوان کی طرح رہا ہے۔
 ۲۔ ایک نوجوان نے کہا کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا ہے جو کہ ایک نوجوان کی طرح رہا ہے۔
 ۳۔ ایک نوجوان نے کہا کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا ہے جو کہ ایک نوجوان کی طرح رہا ہے۔
 ۴۔ ایک نوجوان نے کہا کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا ہے جو کہ ایک نوجوان کی طرح رہا ہے۔

آکر وہ محنت نہ کران پر دے یعنی محنت نہ کرے اور ایسا کرنے کو کہنا کہ اس کو خاک
چھینے سے بہت باطن آتا ہے یہی ہے کہ عالم میں آخر یہ عالم ہو کہ
وہ دنیا کی دوسری بات ہے کہ اپنی بات نہ کرے کہ یہ بات نہ کرے کہ یہ بات نہ کرے
دل میں جو بات آتی ہے کہ اس کی بات نہ کرے کہ اس کی بات نہ کرے کہ اس کی بات نہ کرے
کہ اس کی بات نہ کرے کہ اس کی بات نہ کرے کہ اس کی بات نہ کرے کہ اس کی بات نہ کرے

آپ نے یہی حقاریات سن لیا کہ فقیر اس لیے نہیں روٹنے سے آپ نے
 ابھی ٹھیک ہے اسی سے قوت حاصل اور جو کاف کمرہ دار
 کو عقلی بہت بگڑا اس لیے ان ابھی بدیہی ہے، گھبراہٹ
 زنا میں کہے گا تو ان کے نزدیک سوئے گا:

یہ سببت ہی ہے چڑچڑاہٹ، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں خدا سے لڑنا
فروست ہی میں انھیں نراش تھا کہ وہ بھی ایک لڑکچہ کے بیکشتار
کہان کا لڑکچہ تھا جس نے اس سے دل لیا ہے۔

آپ جہاں تربیت چکر کر سکتے ہیں وہ بے قرار رہے گا۔
 چھپ سے گئے آئے ہیں کہ کچھ آپ نے سنا ہے غلط نہیں ہے۔

اچھے ہی رہنے تک عہد میں عرصہ نہیں رہا کہ یہ اہل لادک
 زنجیوں سے بندھے لئے اگلا کھانے کیس پیش کی۔ یہ نہیں کیا تو

جنگت حکومت کی اور آگے قدم بڑھا کر تیرا ہوا شکلا، ہاتھ کھلا
 لیے شہر پر گواہوں کے بڑے کے دل کی طرف ابدیت و آگنی ہو رہا اُن
 دھوں پر تیار ہو گئے اُن کی آواز کے قہار پر کھڑے تھے خان پر تیار
 پاؤں کھڑے تھے نہیں تھا۔ یہ خیال تھے یہ میرا دل و جسم دل سا گیا تھا
 میں جنت پر پہرے باز دہشت کے رومھے، ہر جگہ کے پاس میں کھڑے
 گیا ادا کرنے کے سچ کا دوا دیا تھے سے جھگڑے کسی کی طرف بڑھا دیا۔
 میں اپنے میں خراب ہو گیا تھا۔ میں نے خود پر امن جس کی کہے ہیں اُن
 ہی کہیں ہوا۔ یہ بھینسا، ایک بہتر موقع تھا لیکن یہ کہیں نہ کی نہ ہی
 کوئی بات، اب میں کسی بھی اُن میں ہی فعال بننے کے قہار نہ رہے وہ
 بہتر ہی، چھانٹنے سے اُنہی کہنے کی کیا ضرورت تھی میں نے غلط ہی
 دل میں شکلا اور کچھ مجھے بہتر باز دے تھے میں وہ نہ نوب کہ میں
 اب تک میری گرفت میں رہتی۔

فکر کرنا پڑا لیکن جیسے کہ عوام اپنی ضروریات اور مسائل سے ناواقف تھے، ان کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا گیا جس سے ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی آسکے۔ ان کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا گیا جس سے ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی آسکے۔ ان کے لئے کوئی ایسا کام نہیں کیا گیا جس سے ان کی زندگی میں کوئی تبدیلی آسکے۔

[illegible][illegible]

نئی کھلی ہوئی ہے جلدی سے تینوں چہرے داروں کے کانوں سے اور
بندو میں سمیٹے ان کے جسم داران میں سر اور اوپر چہرے کھٹے تھے ان
کی کانوں میں اور دقت صورت، بڑا، خاص صاحب، ایک کر کے نہ
چکے ہوئے تھے وہ ان کے جسم کے لئے اور عمارتی تھا کتاؤ میں جس کی
تھی، ایک نہ خالق کاؤں پر کی طرف کرنا عمارت سے پہلے ہی
لے آتے تھے ناب کر مراد و افغان، اپنے سامنے تھے خالق سامنے
وہ ایک دارنہ مشکب کے ہوئے، پر پڑنے پر جملت کسی کی جھیل کی
تھیں اس کی طرف کی جلی جھیل میں اپنی سرور، قتادہ پر پڑنے کے کوئی
افغان خورشید سے باہر نہ گئے تھے، اپنے تھوڑے جھولے کا تو جلی میں
اس کا قتادہ و مشکب کھاتا کر ہوئے اسے آگے کی طرف و تھیل لیا۔
وہ دارنہ میں و مسلسل ہر دقت پر پڑنے پر ہر اس کا
کر میں پروردگار، اپنی کانوں کا ایک ایک بات و حیلان سے سوز پر پڑنے
وہ دقت سے کہ وہ دارانہ میں نہیں ہوئے تھے:

[illegible]

ہم نے خود کو اس کا فائدہ کر لیا۔ ہر ایک جگہ پہنچے پہنچے
 پہنچتے پہنچتے ایک وقت چلا لیا۔ خاص کر وہی زمانہ ایک
 زمانہ تھا جس نے ہر کسی کے خواب کو قطع کر دیا اور
 ہر کسی کی قسمت کا حوالہ نہ کر دیا۔ اس دوران اوقات میں
 ہم نے کئی کئی گریز کر دیے اور باہر نکلنے کی کوشش کی تھی
 مگر وہ نوبت نہیں آئی۔ اب ہمیں خواب کے کوئی اشارہ نہیں آتا
 اب ہمیں کئی کئی تھیں ہر وقت اس کے نظر آتے تھے اور جہاں
 ہوتا جہاں جاتا۔

پڑھنے اور لکھنے کے لئے گاڑی میں بیٹھنے کی ہدایت
 دی۔ وہ گاڑی میں آکر بیٹھنے کے بعد جہاں گئے تھے وہی
 جہاں پہنچنے کے لئے اس کی طرف سے اشارہ دیا جاتا تھا۔

چند لوگوں کی شرکت کا ارادہ نہیں آئے تھے یہی وجہ تھا کہ ہارنٹ
دیکھتے ہی وردانہ کھڑی ہو کر چلے گئے تھا۔ میرے دوست نے کہا کہ میں اس کی جگہ
نہیں اس طرح نہیں دیکھتا تھا۔ تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کی جگہ
خان کی جگہ پر وہی صورت دیکھ کر کہتے ہیں، یہی وجہ تھا کہ
میں نے اس کی جگہ پر۔

[illegible]

کیلیاں بول دیا تھا۔ ان دو تان میں ایک دھڑکنے میں تھیں کہتے تھے۔
 عیسویوں کے پاس گھر گئے تھے وہ شہزادوں کے گھر تھے
 کو کیجئے دانتے
 اس کی آواز میں ایک گونج تھی جس نے تانہ بیک اسے سلام
 کر کے ، بچھ جانے کا اشارہ کیا۔ اس آواز میں غصے نے اس کو
 شاد تھا کہ اسے اپنے پہلو میں بٹایا۔ اس نے اسے پہلے نہیں
 دیکھا تھا، وہ خود بھی جی کہہ رہا تھا لیکن وہ افسانے کے ہر جز کو
 قصص پرکتا تھا اب نہیں تو کبھی کسی وقت اس کے اس کو
 واسطہ نہ دے گا ہوگا۔ پست پست سے بھی اپنی خبر کا قارہ بیان
 سبھی اس کے واقف معلوم ہوتے تھے۔ یہ واقف کہ اس کے آنے
 پہلے پہل پہنچے ہو گئے تھے اور اب اس کے چوک پر پہنچنے والے کے بعد
 وہ پست خوش اور خوشنما نظر آ رہے تھے۔ غصے نے بھی اس کی کمزور
 نئی نہیں لگ رہی تھی، مجھے خوشی کی تیرہ دھڑکنے پر ہر کتاب پر دو تیرہ
 سے اس قدر قریب تھا کہ اس کے ہاتھ میں کانٹے بازو اسے کچھ
 پوچھنا مناسب نہیں تھا اس کے چہرے پر کانٹے کے پھلنے والے شکاری
 کا کڑاؤ اس کے آگے دیکھ دیکھ ہنسنے لگا۔ جیسے وہی میں اس
 کی آنکھوں پر وہی نہیں سمجھتا تھا اس میں فراموشی جھانے کی تھی میں نے
 کسی بڑی چہرہ پر تانہ میں بھی کیفیت طاری ہوئی تھی آخر یہ وہی اس
 وقت کوئی جب بھلنے نے اپنا قیاس جو اسے کلا اور اپنی کیا
 خاکے پڑھنے کے بعد اس میں ڈال دیا ایک کپڑا سا لگا گیا اس کا
 سینے اب صفوں سے عورت کے کلا پر اس لئے کہ وہ دھڑکنے کے
 ساتھ جھونے والا کہہ گا کھڑی ہو گئے تھے۔ جھونے والا ہلے
 کا کام ہوگا۔ وہ دھڑکنے سے بڑی بڑی ہلکا دھڑکنے میں جھونے والا
 ہوا اور وہ لڑکی آنکھیں بھی میٹ سے جھپٹی ہوئی تھیں کہتے تھیں
 کہ بھل کے ساتھ ہی گھبراہٹ اس کے زندگی میں چل رہی تھی۔
 ہوگا۔ یہ وہی ہم بہنوہ میں تھا۔ بھل کو پورا جھونے والا کہہ لیا
 اس پر اٹھا اور بھل کے جسے یہ سب کچھ چھوڑا ہوا تھا جسے
 اور اس حالت پر اٹھادی ہو گئی تھی، بھلے ہو گئے وہ فرش سے اڑا تھا
 مڑنے لگا۔ بھل نے اس کے شانے پکڑے اسے اٹھا دیا اور اپنے ہاتھ
 سے صفائی کا ایک ٹکڑا اس کی جوت چھلکا۔ جھونے والا اس کو
 دھڑکنے سے غراوا ہو گیا اس کے ذہنی انہوں سے بھل کی
 جب دیکھا کہ اس کے ہاتھ تمام کے صفائی آگئی تھی حیرت زدگی
 سے مل کر اسے منہ سے لگایا۔ جھونے والا نے کہا کہ اس کے
 ہاتھ وہ لہو اپنی طرف کھینچے کہ کبھی وہ صفائی منہ میں۔ دل
 ڈالتا، اپنے پیروں میں پڑے تھے مگر قاتل کا نال آگیا اس نے
 یہ بھلائی غلام اس نے آٹھ کے پیٹے ادا آسمان سے لگا کر اس کو

ہر مسلمان کی طرف سے منہ کیے کیلئے کہ وہ سچا ہو، یا ملامتیں اٹھا کر وہ
 راجہ چل کر اس پر کرنے کا کہیں اس کے لئے بوسہ کرنے کے سبب
 میں کہہ لیا لوگ باہل سے ہو گئے۔ ان کے لئے دیگر واہل سے
 چلانی یا نڈا اختیار کر لیا۔ اگر وہ نواح میں خود کو تین شہر گورج
 رہا ہوگا۔
 کالے دادا دادا اس کے ساتھ تھا جس کے دو سہ آدمیوں
 اپنے ساتھ تھا۔ آٹھ کے گھوک کو فاسٹ پر جانے کی تلقین کی۔ تلقین
 انہیں کسی مذہب کا سلاہی ہوئی تھیں۔ اسی کا رنگ بھی بدل گیا تھا
 پیر نے کالے دادا کو اشارہ کیا کہ وہ جو ہم میں تھائی تھیں کہ شریع
 کو مے ہوس کی پابیت پر لو کہ سچے سچے تھے۔ مگر ان پر
 بے تحاشا ٹیٹ پیسے والا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ شہائی افراد سے
 رو پیسے مگر عین چھپتی ہیں پر کھٹت تھا وہ انہیں سے کھانے
 میں نہیں تھا۔ پیر نے دانستہ کالے دادا کو یہ مشورہ دیا ہوگا کہ اگر
 کا وہ میں پائے اور فضا پنے کی خاطر کالے دادا چکر کے اس
 پر سے اس میرے گنگ کر کہ آگ سے پر کے جھوٹا شکا گھوم رہا
 تھا اس کی چوری والے کی طرح کسی کے منہ میں وہ گلاب جاسم
 مگر کسی کے منہ میں نہ تھی۔ پیر کے پاس بھیا کو تیلے پیر کے جی
 میں کہ آئی تھیں نے اپنے سامنے ڈال دیا کہ کالے دادا کی گزلیں
 میں لٹ شیعہ بھی کو سبب ایک شہر نشہ لگا رہے تھے جو کہ
 پیر کی تقلید کی۔ چند عرصے میں کالے دادا کا چہرہ اور سید چھوٹا رہا
 چہرہ کا اور وہی سبب کی طرح کارن کر گیا۔ اور اچھڑتے آؤں
 کے آدمیوں نے آواز سے کہنے شروع کر دیے کسی نے کالے دادا پر
 دیکھ لاری پھل دی کہ سر پڑت سے سٹکی کی اڑی رہی تھی۔ آؤں
 کا کہہ کر شخص کے کالے دادا کی ہانڈہ اندر ڈالنے لگا۔ سب
 نے شہی کو نشانہ بنایا۔ کہنے لگے کہ دادا میں ایک بٹکے کی کٹھنہ تھی
 سچا کہ جس شخص کی پیشانی اپنی کا مہلے کے چھائی کر مٹتا تھا کہیں
 ہوئے لگا کسی نے کہا کہ آج وہ دادا کی ایک جھکنا بھلے کو غور
 اٹھ لے کالے دادا چھو لڑکے کو جس میں بٹکے کے عجیب گنگ
 تھا۔ دیکھیں اس کا رنگ اب سب سے جدا تھا۔ سب کو کھلے سے
 حیرت میں تھیں کہ پھر اور دعا کے ان ثابت ہو گئے۔ کوئے میں
 لے کے بال کان میں ڈال دیا۔ انھوں میں سر پڑتا ہوا گھٹنے کے
 آؤں کا کھنی مریا پس سے زیادہ نہیں ہو گی کہیں پنے کے تبدیل
 آؤں کے بل بست پھیلنا تھا گنگ تھا۔ وہاں کے دست میں تھے
 پھر خدے کے خدے میں نہیں پڑی پس بھٹی اینڈا لڑی وہ
 ہو گی لگا کہ اس کے پاس جیلا گیا پھر اس کے دل میں سبب
 ہونے لگی اس کے آؤں کا مہلے سے کھلا رہا۔ لگا کہ اس کے

انیس سے اندازہ ہوتا تھا کہ کالے داوانے چنبیلی دہلی کی مگر کوئی
 تمسک رکھنے سے وہ اسے تھوڑے روز میں پرکھا لے گا۔ کالے داوا
 کا فاس آدی جانے ویش کشش تھا کہ ایک وقت اسے ابا کے دروازے
 پر پہنچل کے دیکھو داوا اسلام آباد بازار گٹ میں بیٹھا تھا۔
 کالے داوانے پیسے کو کھانا ہی نہیں ہنسنا دارا رکش کی
 بستی میں کچھ کالے داوا کی آگیا کہ کوئل جی تھا۔ وہ ان کی پیسوں
 کوڑے بازوں سے اُن کی لعلت لپٹا رہا اس کے تیرہ دن سے لوگوں
 کو رشہ ملنے دی سکتی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کالے داوا کوئل کے
 کا کرتا و حشر تارہ پر کھاسے۔ اس جی جھل کے بعد سے کالے داوا کوئی
 وہی دکھائی دے رہا تھا کہ کج راست میں دے حرم کو کھول کر گیا تھا
 وہاں تھلا دیا تھا بتا رہا تھا وہی جیسے ٹوکرا دے بیس ہے تھے
 جھول گئے تھے کہ کسان بن چکے تھے جی کو نہیں سکا۔ دوا بنی نہ تھی
 کچے کا کھانا ہو گیا جس کے کھانے میں ہی اسی رات آئی میرا پیسہ بہت
 بہت دھن بعد ان کے کہ نہ دیکھ میں اسی رات آئی میرا پیسہ بہت
 دھن بعد کالے داوا اور وہ سب ایک بار چھل بیٹھے ہیں یہاں
 تک کہ جی جھک گیا تھا آخر جسے تو کوئی ٹھکانا نہ مل سکتا تھا
 کوئی بھل میں بیٹھ کر نہ جانے کس جانب سے تھوڑے دن میں ایک سو تین
 روپے ہوا۔ عمارت چھوڑ کے گھر چلی آئی لوگ ایک دوسرا دیکھنے
 بیٹھے بیٹھے بیٹھے۔ وہاں میں ایک سو تھوڑے روز میں ایک سو تین
 روپے میں تھلی کے ماند چھوڑ گئے تھے کہ اور داغ نہ ہو جائے گی۔
 اس کے بعد میں پورا بھرا تھا کہ کوئل جی اور داوا پھر چنبیلی میں چلے
 ایک بھلی لوگ بیٹھے بیٹھے لوٹ آئے تھے کہ میرا بھلی کسی اور
 طرف تھا لیکن بعد میں میں نے فورس دیکھا۔ سمجھے کہ بہت سی
 آئی۔ تو انیس کالے داوا کی نقل آئے اندازہ تھا اسی صفائی و رشائی
 سے کہ تصویر نہیں آتا تھا۔ کالے داوا کوئل داغ نہ لگے بازہ
 کے اور سیدھے چھلا کے دوا بنیں چلاں چلاں چلاں کے آئے اندازہ
 ہوتا۔ دبا کے فٹہ کر کے اور بار بار دیکھا تھا، چربیل آئی تھی کہ
 کجا اور گندہ می کے ماند گودری چھانا، چھک چھک کے بنا چھلا
 اور جسے میں من چھلا کے چھینا خود کالے داوا کا بھلی کے ہاتھ
 کر کھال تھا۔ اس کے منہ کو آئینہ دکھا رہا تھا۔ آئینے میں کئی
 نے اپنے منہ سے چھوڑ دیکھے ہوں گے تعجب یہ تھا کہ کوئل کوئل
 جی نہیں آئی تھی۔ اس نے بھلوں کے انداز میں بولے نہیں۔
 ہائے میبلی کی ملک ملکات خدا لگائی۔ لوگ آچھل چھپے
 خود وہاں کے سیٹ میں بیٹھ پڑ گئے ہوں گے۔ کالے داوا کی چھل
 پر لگا دھو کھیں چھپے ہوئے نہ تویر لڑک کے تو انیس پر لڑا دار

[illegible]

آگیا جب شاؤ کو بیکرا نکل کھڑے ہو چکا گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ بیکرا دو چکر بدترس ہو گیا اور بچھڑنے لگا۔ میں نے اسے آواز دیا چلے بیکر
 چلے بھلے بھلے کے اس کا کیا ہو سکے؟ ہاتھ میں تھا جس نے سر نہ کر
 ایسے کیے اور مستے زہنے ادا کر اس کی طرف بڑھا کہ میں نے بڑے
 چلنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں دیا۔ اس کے بچھڑنے
 علامت کی دیواروں اور دھول کے شہر کا سوا چھوٹ بڑا، خوب سے
 شاؤ کو بیکرا والے زخمیوں کو رو کر اپنی ایل اس کا چلنا حد پر پہنچا۔ وہ
 وہ اپنی تہمت سے مستحق کی طرف کشش کر رہا تھا۔ کڑے اس کی
 حواس باطنی پر بڑی طرح قہقہے لگائے تھے۔ اُسے ہاتھ لگا کر
 سلائی ہی نہیں تھا۔ بچھڑنے کے بعد میں اس نے ذراست میں قہقہے
 کا رنگ چھپنے کیلئے خود کو اس بے شرفی پر تیار کیا جو بچکا بدترس
 نے اسے عجز کر دیا ہو گا۔

پراسے میں ان کی اپنی اور جھل کی خوشبو میں کوئی بھی ایک
 حریف کرنے میں لگے سدا میں چلے مکمل سے غلبی کر لگ رہی تھی۔
 قہقہے تھے جہیں میں پہلے سے بہت بڑا جہم اور بچکا تھا۔ وہ کھٹے لہو لہو
 اور بھٹی ہوئے پیر کے افسے کے آبی نہیں تھے۔ بھٹی کی ان جھل
 اور بھٹی میں سے آگنی خوشی ہو چکا کہ میں نے جڑا تھا جسے نہ بھی
 افسے کے استہزیائیں اور جھل کو بڑے زور سے چلنے دیتے ہوئے اب بھی
 متہم تھا کہ وہ کھلے دھن کے جھل حریف بہت ہو جائے۔ وہ خراب
 ایک بہت کرانے کے دھن کا جیوہ دانا دانا تھا۔ اس لیے میں اسے
 یہاں اسے کھٹے دھن نے نہیں کھٹے کے نظارت زور دیتا تھا۔ وہ
 نہیں وہ دھن کی کھٹے کے افسے کی طرف دیکھتا تھا۔ افسے کے بھی
 آوی اس کے شراب معلوم نہیں تھے۔ اس قدر عرصے میں میں نے سرسکا
 تھا کہ انھیں بھل کر گیا۔ اور جھل کو انھیں اپنی طرف نہایت
 کاہنے کا کوئی نہ تو میری زمین متعلق ہو گیا۔ سو میں میں کسی نے
 دھن کا کا کو میں لیا۔ یہ آج کا افسے سے نکلتے ہی کو کوئی رہا
 ہو گا جب انھوں نے جھل کو زور سے دیکھا اور جڑا ہو چکا۔
 اور اب ان کے لیے نہایت سہولت اور ان کے افسے ہو گا سہولت کا جھل
 وہ اس سے پہلے کھل کے نہیں کر سکتے تھے۔ ہمدی افسے کے بعد میں
 لیکن خراب اس میں انھیں کوئی دھن کو بڑے زور سے چلنے دیتے تھے۔ افسے
 سے تہذیب کی سہولت میں ان کے شراب تہذیب کی سہولت میں
 انھوں نے کہا کہ میں سکا تھا۔ وہ کو کوئی ایسا نہیں تھا جس کے بعد میں نے
 کے کسی آدمی کی آنکھ بھی نہ تھی۔ وہ کوئی آدمی تھا۔ وہ آدمی جھل
 یہ کہ افسے نے جڑا تھا کہ اب کا تھا دھن کے انداز طرز سے
 ہی معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کہ میریت کے دھن پر بھیجی ہوئی ہے۔
 افسے کے آنا کہ خوف خدائی جڑے ہیں ساتھ ہی اس کی

کا جھل کو زور سے دیکھا اور جڑا ہو چکا۔
 وہ اس سے پہلے کھل کے نہیں کر سکتے تھے۔ ہمدی افسے کے بعد میں
 لیکن خراب اس میں انھیں کوئی دھن کو بڑے زور سے چلنے دیتے تھے۔ افسے
 سے تہذیب کی سہولت میں ان کے شراب تہذیب کی سہولت میں
 انھوں نے کہا کہ میں سکا تھا۔ وہ کو کوئی ایسا نہیں تھا جس کے بعد میں نے
 کے کسی آدمی کی آنکھ بھی نہ تھی۔ وہ کوئی آدمی تھا۔ وہ آدمی جھل
 یہ کہ افسے نے جڑا تھا کہ اب کا تھا دھن کے انداز طرز سے
 ہی معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کہ میریت کے دھن پر بھیجی ہوئی ہے۔
 افسے کے آنا کہ خوف خدائی جڑے ہیں ساتھ ہی اس کی

جس کو اکثر دس گئے کہتے سے گھنٹہ سا حق کو رستہ کو راہ کو راستہ
 اچھو کا نام اور سے کو کھانا بنا جائیے اچھو کا کوٹھیا ایک ہی زبان آئی
 حق جی جانے کے آئندہ کے بھی اچھی نہیں ہوتی
 میری کچھ باتیں ہیں کہ میں نے تامل پر مرکز نہیں ہو کہ میر
 کے لیے سب کو بھٹے اور محل ہو گیا تھا لیکن یہ میں چند لوگوں کا
 پرہہ تھا۔ آج بامی کا چند میری انھیں میں نکالنے لگا کہ کھانے
 زور۔ بڑا یا شام سے کچھ بچنے کا محل نہیں تھا۔ میں نے کسی کو
 نہیں لکھا۔ پھر بعد یہ بنگلہ ختم ہو گیا تھا۔ رات آگے ہی بڑھ
 رہی تھی۔
 لیکن انھیں گروٹھے ہوئے وقت کا احساس نہیں تھا۔ وہ وہوں
 لڑکانہی بھی گئے تھے اور مائے نصیب کی جاری ہوئی تو ہر لوگوں کے
 ایک خیمہ سے باز نہ لے لی۔ بیٹھائیں نے سکون سے جال پر ادا
 سب کو کا بنا اور مٹی بنکر کے آٹھ لے کے اندر میں کھلی کھڑا
 دیا پڑ مٹی کھول دی۔ کتے گرنے کی آواز میں آئی۔ انا بھی بھاگ گیا تھا۔
 اس نے ہوا اور پھر کتہ کتہ شروع کیا اور کسی کے کان مروڑ کے
 کسی کی نکل کر گئے اور بہتے ہیں۔ پھلی پھر میرے کتے پر آمد کرنے لگا۔
 ایک آدمی کو سرخ کے اس نے حق پر باداں کے کمالوں میں کھڑے پیرا
 آدمی کے کتے سے کتے ہیں کی طرح ٹھاپ کرنے لگے۔ اس نے
 اپنی جسم کے اوپر کتب بھی دیکھے۔
 شعیب سے باز کے بعد ایک مسئلہ بند ہو گیا۔ ایک جانا نہیں
 تھا کہ میرا آج تھا شعل کی کڑاں سناں بکائے اور ان اٹھانے
 والے کوئی سامنے آئے تھے چھاپا اور وہ اس کے اوپر بیٹھ پڑ جاتا۔
 کوئی انھیں بہ لطف کر دیتا اور زیادہ غیور کے آٹھ مٹ کا سبب
 کے لئے اور وہ لڑے کتے۔ وہ جس طرح بھی لڑا اور جتا لڑنے آئے اور
 شعیب کے اپنی کھالوں سے ٹوڑ کر کھینچے۔
 میں کی انھوں نے بار بار جھل کی جانب دیکھا تھا کہ شاید
 اس کے میرے کچھ نظر آجائے۔ مائے نصیب تھا کہ کسی وقت بھی
 جھل کالے دار کو میں سب آٹھ کر لے اور اپنی کسی دوست وقت
 پدا آٹھ لکھے کا اشارہ کرتے گویا میری اور ہر دیکھ انھوں کے علاوہ
 اسے یہ احساس بھی ہو گا کہ وہاں آئے کے بعد بے کسی باتیں ماننے
 کی پڑائی ہوگی۔ خود اسے جس نام سے باتیں کرنے اور جلی میں کھینچ
 آئے دار شرب اور جاننے کی کچھ نام سے پوچھتے ہیں۔ پوئی یا بیٹے
 سب کچھ تو میری کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ جھل نے کل کی میں کھڑا
 سے کل جانے کا اور وہ نہیں کر سکا۔ بیٹو۔ ایسا ہونا تو اس پر نام آتی
 کہ قطعہ ہا ضرورت نہیں تھی۔ اس نے کسی سے کچھ نہیں کا کھانا وہ
 کھل انھوں نے سب کچھ کھانا دیا ہو سکتا ہے۔ یہ جو سے دار اور پڑ

[illegible]

مطلوبہ: "مصلحت کی طرف نظر نہیں گھماتے جو مجھے وہ تیزی سے
 چلا دے اور جو تک پہنچا دے میرے لیے کہ اس میں اسے بعد میں پہنچا دے
 اس کی بات چلتے ہیں۔ وہ جنگ کے کئے گئے۔ اس کی کیا آقا
 سیدھا بیچے اور لگتا ہے کسی کو کہ نہیں پہنچا دے۔
 لیکن مجھے تو وہ ایسے کم کے ہیں جیسے... میں نے منتخب
 ہے اس کا تیرہ دیکھا کیا۔"

”گناہیں سارے“ وہ جہل کے جملہ
”کیا تم غلوڑی پر کے لیے اٹھ نہیں سکتے؟“

ہے لیکن مگر ابھی وہ سامنے ہی آئے تھے انھوں نے اپنا

خوشی کی اس گھڑی میں انہوں نے کسی سے نیچے دیتے۔

تعمیل ہو چکی ہے۔ اس کے حصہ دو دواؤں دکھائی دیتے ہیں۔ اے انیس
پھر صحت میں یں دایں گھر پہنچا تھا اور اسنے گورنر جانے کے
بعد ایک روہیں پہنچے کہ ہیں۔ عولار نے اس کی بات نہ کرے
تھی اور کسی ایک سال کے بعد اس نے گورنر خان کے نام مختلف تھے۔
میری بی بی اور میری بی بی تھیں۔ وہ تھے قطع کسی بھی تہہ مختلف
تھی عولار کو سچا ہوا اور اس نے سرری طور پر دوا چا نکلت لیٹ
کے دکھائی دیں۔ وہ ان فعل نے کہا کہ اس کے کھو جانے والے اور مزین
کے ذریعہ واقع ہوئے ہیں۔ یہاں دیاست کے طور پر ہے۔ اسے
واقف تھے اس لیے اسے آؤ دینے ہے کہ میں ان سے کوئی
تیس بیس حرکت کر لے دوں تیس ہو گئی ہے۔ عولار ایک دوا دوا
خدا نے اس سے ہمدانی لاس کی پڑھا کہ اس کی عیوب ہو چکی
تھا۔ کہ انکھیں سے ادا دوا دھری تھے جسے یہاں آگئے ہیں۔ اب
جائے کہ ان کی کسی دہانے میں بغیر طبعی گئے۔

بھولنے لگم کہ میں بھلا ہوا ہی مایہ آئی اُسے بتایا جو پہلے وہ
خفا میں رہتا تھا۔ بھولار نے دیکھا کہ اُس نے دوزخ میں گواہی کی اور
بھلاہو ایسے ہوں گا کوئی اندازِ گشتہ بیس دن میں نہیں ہے۔
بھولنے نے وقت کی اور کہا کہ کتنے پہلے آپس کے غیبت کے افعال
نے اپنے پیچھے باندھ لئے ہیں۔ اس نے بھولار سے اسی پریشانی
اظہار کیا اور کہا کہ صرف کبھی کی کبھی میں اس نے اتنی دور کا سفر
کیا ہے۔ بھولنے نے اس سے درخواست کی کہ اگر وہ اپنا جو وقت غیبت
کے گشتہ دنوں کے روزنامے میں بغیر قیصل سے لفظ وصال سے نوایک
پر دیکھی کے ساتھ صحت اور کر کے گا۔ بھولار نے جڑ بڑا مزہ بنائے اور
بھولنے کو کہہ دیا وہ اتنی اُسے حد مزہ نہ تھے۔ اُس نے اپنے وہ شمر
کے پڑے سے بیٹہ وادکر کے پاس فرما کر کہ اپنے پاس سنا سنا ہے اور
راجہ پینے کے خرچ کی آست اتنی بھولار میں ہے کہ اسے اپنے اسی او
عزیزوں کا حال جاننے کی تمکیر ہے۔ اور اسے پتہ کہ کون کون
سے جان ویرجہ کیا ہو گا۔ اس نے بھولار نے سنا یا جان ویرجہ اور
لیا اور کھلے بھولار نے کہ وہ دیکھیں کہ اسی جان ویرجہ اور کھلے
ہوں مبادیہ علم و گور بولے کہ آج بھولنے کے گزشتہ اعلان میں اس کا
دل ویرجہ اور اسی نے بھولار کو قور سے دوبارہ دوزخ میں دیکھا شروع
کیا۔ ابھی اس نے تین جاہ کی صفیہ بھولنے کے کرک گیا اور بھولار
بھولار نے دوا دی تھے ۵۰

[illegible][illegible]

آپ کا نام پڑا اسی گناہ کی کھینچ کے لیے کہ وہ وقت کا واقعہ اور
جمل نے اس بات کی پروا نہ کی کہ یہ کبھی ہو سکتا تھا اس سے مراد یہی
تھی کہ اگر کوئی خطاری طور پر اپنا نام اور ذکر کرنا چاہے اس کے
برای کیا اسے نہال سے دیکھ کر اس کا جیڑا کو کے مزہ کھنے اور اس
کا واقعہ اور قریب آج کے کا منظر ہے۔

سے بند ہے۔ دے دیکھو اس وقت جو تھک کے ساتھ فرس ہو کر چلا
جاتے ہیں، اچانک کہیں کوئی ٹھمکا کا سا ہوا بخار دلوں کی سطح
پر سکتا سا طاری تھا، اس کو گھٹنا ٹھکانا اور اس کا کوئی بار بار ہات سینہ
دیکھ کے ہتھ کی کھل گھٹا کر اس کے اندر کے جسم میں کوئی کچھ نہ
وہ تو جس شخص کا فرزند کورن میں بات ہو سکتی ہے، جس شخص کا شہ
میں سب کی طرح ہوا بخار، ساری بات وقت کے تھینک کی کئی اور
پیشی کی کھل بھی وقت آتا، یا تو بخار ہے، جب آگیا تو خیر ہے، اور
ہولن سے بے جھل سے غور سے لپٹیں، دلا ہوا ہوگا کہ اس دلا ہی اس کے
ہو، ہرگز نہ لے، آگ کا کہیں کہیں ہاتھ میں دیا تو بے کمال ملانی
لے گا، جو وہاں کی حالت میں تھا، اور جھل سے بے نتیجہ کر، یہاں
نہیں تھا، وہ اس کے اس ہاتھ پر بھی چھو کر اس کا جسم میں
آئے، والا کیا کہیں غور سے دیکھتی تھی، غور سے دیکھتے تھے، لے،
تھا، یہاں یہ کہیں کوئی اور چھو دینے کے بعد اس کی تھی، وہی
میں تھا، فرق آتا ہے، وہ ایک طرف سے بری نظر ہو جاتا ہے
اس کے منہ میں دوسرا چھو دینے والا دیکھتا ہے، فعال اور غور سے
ہو جاتا ہے، دلا ہی، یہ ہر بات کی نوعیت اور اس کے دوست، ہاتھ پر
اور صورت حال کے ساتھ، دنی، چھل کر غور سے دیکھتے ہیں
اور، ہر بات کو دنی، ہر بات کو دیکھتے ہیں، دیکھتے ہیں۔

ایک فنی شخص کو یہ بھی شاید اس کی بہتری میں ان کے

بس ایک آنک کی کسر ہو گئی تھی، چل ہی ایک میوہ گیا، آؤ کو تلوں
اُس کے صبر سے محرومانا، مگر کچھ عفاف طرے، چلنے لے نختے بیٹھے

اچھا پڑھو اور باقی اوروں کو بتا دیجئے کہ تم نے اس کے لئے کیا کیا ہے۔
 اسے اپنے گھر سے لے کر آؤ اور تم کو بھی اس کی آوازیں سن کر اس کے لئے کوشش
 جواب کر کے مل کر اڑیں گے اس کی آوازوں سے تم بھی جھپکے بیٹوں
 غزل سے اس کی آواز سنو یہ سچے چھپکے ہو اور باقی اہل انڈیا اس کی لیے
 سگڑا رہے ہیں کیا خود جان بڑا اٹھا اور کچھ کرنا ہے کہ اس کی آواز سن کر
 کھڑے ہو جائیے

کا اس سلاطین کے قلعہ دھماکے کے آوازوں کی وجہ سے اس کی طرف سے ہوا
 ہی کی وجہ سے یہ تھا کہ وہ شہر سے دور آکر اس کی تربیت سے اپنے
 کے آوی ہوئی قدرت غور کر کے تھے تو انہیں یہ سلطان ویرانہ
 مینا کے بننا چاہا اور ان کی طرف سے اس کی اور بھی تھے۔ چل کر
 ان کو ان کی طرف سے متعلق کر دیا گیا کہ کسی زمانے کی اس کی
 چمک بالآخر ہی ہوئی ہے۔ شاہد کے قلعہ سے اس کی کوئی
 تہ آواز تھا اور اس کی چمک کو وہ آثار ہو کر رہا تھا۔

آکا کی کنوٹی سے جتا ہوا غصہ اس کے چہرے پر لگا ہوا تھا۔
اسے اندھا غمغہ دیکھ کر چلنے لگے اور چھل کر اپنا ہمراہ کی پیچھے سے
دور رکھنے لگے۔ ہمیں یہ دیکھ کر اُدھر گھومنے لگے۔ وہ ہر گھبراہٹ میں
چلی مڑھوڑک کے سامنے سے آکا کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اور بچنے کی
جانب زور سے چھٹا دیا۔ آکا کی کرب ملک پنج کلاوت کے اہر سکا
گئی۔ ہر گھبراہٹ میں آکا کے ہاتھ سے چھٹا ہوا ہی تھا۔ وہ خود بھی اپنے
ہمراہ میں نہیں بلکہ اور کو کھڑا ہوا فریضہ پر گھر کے دروازہ پر دست میں ہاتھ
دکھانا ہاتھ جھٹکتا تھا۔ وہ اس کی کراہی کلاوت کے دروازہ میں کسک
دی تھیں۔ کانٹے سے پہلی بار چھل کے ہاتھ میں لڑائی ہوئی تھی کہ
چوہ بھی سنگار رہا تھا۔ ہر دو طرف حملہ ہو کر آکا کو کھڑا نہ کیا۔ آکا کے
چپے کی تپوٹی کو فریضہ گھسیٹ کر باہر میں نہیں رہی تھی۔ وہ خود بھی
کراہی میں رہنے پر آمادہ نہیں تھا۔ وہ دو دو فریضہ میں آکا چھل پڑے
گئی۔ یہ سچو کے کھڑا کیا اور اس کے نشانے پر سر ہاتھ ہاتھ دیا۔ آکا کو فریضہ
ہو گیا کہ کیا تھا۔ چھل کے آکا سے جو کھڑا کیا اور اس کے پیٹ میں پھنسے
سے صدمہ لگائی۔ وہ ڈر ہوا کہ فریضہ پر نہ پڑے گا۔ چھل کے آکا کے
برو کے اس کے بال چوڑے ہیں۔ وہ سر جھجھک کر بڑے بڑے ہلاتا تھا۔ کرب
کے ذہن کو اور مزے نہیں تھا۔ ”

آج کو جواب کا بار انیس خواتین نے انتظار میں کیا۔
 چنانچہ سوال کے آگے گریبان چاک کر دیا۔ گھٹا ہے کسی وقت جو
 ادھور لڑا گیا تھا۔ وہ تیرے سے پہلے لڑنے کو کھڑا تھا۔
 آکا کی پیشانی غول سے ڈال ہو گئی۔ غول آٹکے آس کی بھڑ
 اور انگوٹھوں میں جو گریبان آس کے ایک ہاتھ کو پٹے میں ڈال نہیں
 تھا۔ وہ دھڑکتے ہوئے چھوٹے چھوٹے تھا۔ جھٹ کی شدت ہی ہو گئی
 کہ آس کی آنا دھڑکتے ہوئے دھڑکتی تھیں آس نے غول لیا جو آکا کی غول سے
 کیا کہ آس آس کا مطلب بھی شاید آس کی بھڑ میں آگیا تھا۔ چنانچہ
 آس کا چہرہ بڑا حیرت انگیز اور آکڑا گھٹا ہوا ہو کر دکھائی دیا۔ کہ آس
 وقت پر پانچ گنا کیا حاصل کر لیا۔ آس کی غول پتھر کی کھال آس کے
 ہاتھ میں لپکتی ہوئی تھی۔ آس نے دھڑا دھڑا کر کے آس کے
 چہرہ پر تیرے ہاتھ کے پادریوں سے لپکتی ہوئی آس کے

دارا، انھوں نے زلزلہ فریب رکھنا ہے۔ اب ذرا اصلی روپ میں تو
 دن کو چمکا کر دکھا کے نہات
 بجلی کی تڑو اور ادا اس کے چلتے ہوئے لیے سے گئے کوئی
 جیو اٹھا کر کہیں اس کے دماغ میں ایک کوہ پرست کے اسو دافو میں
 سما جائے۔ چنے چنے گڑ گڑان سے، آؤ کہ بسنے جھکے آتھا۔ یہ چند ہی
 لمحوں کی بات تھی کہ جھل اس کے لباس میں دو بارہ چاقو ڈال کے
 کینیا تھا جائے مگر جھل نے چاقو پیچھے آجیال دیا اس نے سوتے
 کھانا کو کے چاقو پیچھے آجیال تھا۔ چاقو ٹوٹنے میں کے پاس آکھتا
 تھا۔ کھانے نہ تو نہیں میں گرے نہیں دیا۔ اگلے کے سر کو کھنی
 بچنے دے کے جھل نے اس کے بال چھوڑ دیے اور بہت سے اس کے
 بڑے کے سر پر یہ چاقو لٹکا کے بیڑیا۔

پہلے لوگوں تک افسے حکومت طاعونی رہی، پھر ان کے قتل
ہیں اس وقت حکومت سی نظار کی جب جنرل نے کولے لدا کو اپنے
پاس لے کر اس کا شو کا کہ کولے لدا وادی میں سی طرح سرت چنگا گیا، سرت
چرسل سے دو افسے کو پاس چننا اور سرحد کے کھڑے ہو کر جنرل کے
برہانے چننا سے کوئی برائی نہ تھی کہ کولے لدا کے ہوا کوئی کچھ نہ کر
سکا، اسی لئے آؤسے کے ساتھ آدمی اپنی ہتھیوں سے آؤسے کے جنرل
کے گرد جمع ہو گئے، انھوں نے اس کے قتل میں جس جاؤ کو لے لیا
مگر جنرل نے انھیں منع کر دیا، اپنی چٹاواں اس کا ہتھیار سبب دانی
ہے، چنانچہ کوئی نہ اس سے ہمت کر سکا، اس کے قتل کی گنتی آؤسے
کہا، اچھی کولے ہی احوال میں تھے گا۔

کہتے تیار رہنا کہ اسے دارا اور اس کے دوستوں کی
گواہی کے ساتھ ایک کسٹ بنے گئے۔ کچھ روز بعد قتل کی سزا پر
جھپٹا کر کے دس چار سال کا رہتا ہے اس نے ساتھ اس کے دوستوں کا
خدا اس لیے وہ باہر ہی چلا گیا۔ قتل کے واقعے پر کالے دارا
اور اس کے ساتھی فرار ہو گئے۔ ایک سال بعد اس کا کسٹ بنایا
دیا گئے۔ پندرہ دن سے صرف ایک سوڑا کو کی گئی مرنے
سزا دی وہ چھ ماہ موشی چھا گئی کہ کسٹ پر ایک ایک کو بھاری گزوار
تھا کہ قتل کو پورا ہوا اس لیے اسے آزاد دے دیں مگر قتل کی سزا کے
پتھر پر کوئی ایسی علامت نہیں تھی جو اپنے کی سزا کی علامت بنے
کے لیے کسی سکن کا سبب بنتی۔ باہر کے قتل کے لیے دارا اسے
وقت ملے رات کے گزار دے تھے اس نے کالے دارا کو گواہ بنا
کی کہ اس کی بارہویں ماہ تمام رنگ اس کے وجود میں چھوڑ کر
نفس دے دارا نے اسے اس کے ایک آدمی کی جانب سے اٹھا لیا۔ دارا
چھوڑ دے جو کہ نوجوان تھا اس کی گواہی دارا نے فرما کر سزا دے کے گواہ
قتل کے پتھر کے قتل پر موشی چھا گیا۔ زوارا باہر دے دیا اور گواہ بنی

وہ غمّے نہ دیا اور ہمیں جس بھی گناہ کے بے غفل ہو جانے کے بعد
 رفاہ بخشنا اور لوگوں کو کئی طرح قابو میں رکھ کر سنا نہیں
 جس سے ہمیں کچھ جوگہ ملا اور فوراً چکر پڑھا کہ بچھ گیا اندھ کے
 سے آگے بھٹاں گے تین چار منٹ سے زیادہ نہیں لگائے ہوں گے
 کاشتے اور مولا کوسا جھ کے کے غارت سے چلا آیا۔

وہ چمک کے عام راستے کے بجائے چمکیوں میں گھومتے ہوئے بدل
ہی متحرک ہو گئے۔ مولائے جہانگیر ہاگ آگے ہما کے ایک کٹ والے
سے بات کیا اور زمینیں ایک ہی کٹا میں بیٹھ گئے۔ وہ جیسے ہونے
پہنچے، گھبراہٹ مہلانے والا بھی آئے کہ مرنے سے نہ بچا ہوا تھا۔
ملائیات کے خریب اقبیس ہڈیاں سولائی میں نظر آئی، چٹانیں بھی ہاتھ
کاٹھوڑا سنبھڑا کھڑا تھا اس لیے وہ رشتہ دار آگے کے ایک ہی سولہ
برعصہ تانے والے سے تھکاوٹ کی غرضوں کا بازو دیکھ کے غصہ منانے
لگا۔ جھیل نے بیٹھنے ہی کی بجائے کہے کہ موت اس کے سولے کو بچا۔
تو اس کی رفتار سے بازو کے نیچے سے گئی۔ راستہ میں حالت بے ہوشی
سوار ہاں میں جلی نہیں کسی طرف آدھ گھٹنے بعد وہ اپنی منزل کے سامنے
تھے اس وقت پرستے بازو سے ہونے لگے کہنے کو کہ جھیل میں تھا
کہ وہ کہاں گئے ہیں اس پرستے میں تھوڑا کی وجہ سے اس نے کہہ دیا
کی کہ شوش نہیں کی تھی جیسے کسی شاہدہ قاسم شری رہا تھوڑا جھیل
کی مرضی کے بغیر اس سے کچھ جانا ممکن نہیں تھا کہ کہنے کا دل جیسے
کسی نے نہیں ہی بند کر دیا تھا۔ تاہم جس جگہ کے جھیل وادی میں جھیل
کا دروازہ ہی ہو سکتا تھا۔

[illegible]

۱۔ ان لافسے اور سلیجی تھکی آواز میں بولا: "وہ میری کادھانہ
ہی تھا۔ غراب کی عمر بڑی کم۔"
"میری ختم مردان جسے تھے۔" میری زبان کبھی بھی تھی۔
"میں تو بول رہا ہوں رات سالی بہت اونچ ہو گئی تھی۔
آگ لگا کر کھڑا کرنا ایک رات اور کچھ دیر تھے میں سوسا رہتا نہیں
تھے لیکن میں وہیں بیٹھی رہ گئے تھے تو میرا کچھ بولنا بااصل ہے کہ اور عباد
سالہ آگ لگا کر ان کے نہیں دیتا۔ آگ کا نہ تو کچھ نکلتا۔ جگہ جگہ تھا شمع
تھے آگ کے چار پانی کے پاس رکھی ہوئی فراموشی سے کہ آگ تھوڑا پانی والا
کے آگ دیکھتے تھے یہ ایک ہی سانس میں پورا آگ لگا کر آگ لگا۔
مجھے نہیں آگ لگا کر جھڑکتے تھے غازی میں کڑکھا تھا۔ اس

[illegible][illegible]

۱۔ ہم کو صرف آپ سے بات کرنا ہے۔
 جواب ہے کہ گرفت کیا اور تھمتی کجا میں سے غفلت کو
 گھورنا اور جس نے اپنے ساتھ آنے والے غفلت کو نشانہ کر لیا اس
 کے لیے ہی غفلت ہے کیا وہ بھگوان صاحب ازہر کوئی زبان میں
 بات کرنا آتا ہے لیکن ہم یہی وہی اور صاف زبان میں بات کر لیتے ہیں
 اس لیے صرف آپ کو آپ ہی اس کا وہی جواب دو گے۔
 کیا بات ہے؟ ”وہ جواب میں متشدد ہو کر کہتا ہے۔
 بات آپ کی ہے انہی ہی نہیں تو اپنے لیے ہے لیکن
 آپ کے لیے بھی اس وقت بہت بڑی برکت ہے۔ ہم اپنے دو عزیزوں
 کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔
 ”کیسے آوی؟“ ”لو اب تو تم ہی سے کیا۔
 ”ہر کوئی تمہارا؟“ آپ ہی جواب دو گے لیکن ہم یہ سننے کے لیے
 بھر نہیں سکتے ہیں۔

[illegible]

جو بگڑا ہو اس کے علاوہ مناسب ہو گا کہ آپ مقتدیوں سے بچ کر گھر لیں۔
 "ہم کر رہی عداوت نہیں ہے، نواب صاحب! ایسی بات کا کوئی
 ثبوت آپ کے سر کی شہرہم بہت اگلیہم سے ہی ہل نہیں پڑا ہے
 لیے ہیں کہ آپ بہت بڑوں کے نواب ہو چاہیں گے و شادوں نے غصہ
 لیے کہ آپ کا سر شیک طرح کا نہیں کر لیا ہے، جیڑہ کے لیے اس
 کو کھٹکے پر لے آؤ اور جڑہ پر لے جائیں جو جڑہ سے کئی لوہہ کر لیتے
 آؤی جائیں جسے اس لیے آپ کے اس گھنے ہیں کہ آپ
 کو کاٹیں گے، سچا ہوں درجہ پر لے کر کھٹکا کھٹکا۔"
 "خیر، ہر مہرے ایک بہت قوت برقی ہے، انھیں اس وجہ سے
 کو اپنے جھوٹے جوائی کے رنگ میں خوسے زاوہ عریضہ نے غلغلہ
 کی مٹاؤں سے ان ایک ہی برقی ہے، شاید آپ میں جلتے کہ آپ
 کہاں جیتے ہیں۔"

دینیوں نے جو یہاں سے تھے ان میں سے ایک ایک نے اپنے اپنے گھر کو پہنچا اور مارتھ میں شیش بے آگیا اور وہ اسی راست میں موجود وہاں لوہے سے لٹائی ہوئی تھیں جس پر ان کی بازو بات کی ہر شخص کو خوش کر دی گئی۔ یہ آپ کی اس زبان سے کہنا سنا تھا کہ آپ کو جو آپ جانتے تھے ان کی سعادتی اور غرضی کیلئے تھا کہ وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے، ہمدردی کے ساتھ آپ کو آپ جانتے تھے کہ آپ کو ان کے لئے جو کچھ تھے شادی کی طرح ہمدردی انت آپ کو کچھ دے رہے تھے۔ یہ آپ کی ہر بات اپنی تھی کہ انہی سے تھے جنہوں نے انہی کو آواز میں کہا تھا کہ آپ شادی کیجیے جیسی بھولے سے ہوتے۔ ہمدردی کے ساتھ یہ کہ آپ کو آپ جانتے تھے کہ آپ کو ان کے لئے جو کچھ تھے شادی کیجیے جیسی بھولے سے ہوتے۔ ہمدردی کے ساتھ یہ کہ آپ کو آپ جانتے تھے کہ آپ کو ان کے لئے جو کچھ تھے شادی کیجیے جیسی بھولے سے ہوتے۔

کسی قدر جس پر جس ہزار ہزاروں لوگوں نے آج جان کا شکر ادا کیا۔
 اُس کے انتہائی اہل خانہ نے تیار کر کے خدمت پہنچائی ہے آ
 ہے ہر ایک کے ساتھ ہندوستان کی راکھیں اپنا گھر بنا دیے ہیں
 کی زندگی کا ہر لمحہ جہاں خود ہی میں گزرا ہے یہ اتفاق ہے کہ
 جیلروں میں رہا ہوا ہے اور میرا اہل خانہ نے ساتھ خدمت کی
 وہی شان و شوکت اہل خانہ کے ساتھ ہے، اُن کا بھی جہاز ہے کہ وہ اپنی
 اتنی زندگی میں گزار دی ہے آج جان کی شرافت سے لوہے کی شرافت
 مراد کہنے کے لئے خود راہست میرا وہ ہے جسے ہمارے کونالے
 فرما سکے یہ آج اس کے لئے دیکھا ہے یقیناً میں حسبِ دل خود رہا
 کی یہ بلانی ہوگی، آج جان کے کتابے تک انھیں ہی موقع ہے
 اور بولے کہ میرے جیلر ادا کیے کہ خود میرے لئے کے شوق
 کیلئے نہیں تھوڑے، مگر ہے یہاں ہر طرف انہیں متعلق ہو کر نظر
 پڑتے ہیں۔ خود کے کہہ کر لوہے کی بل کی تہہ وہ بھی ظاہر کی اور
 خوش ہے یہ بھی اس قسم کے خود آج جان نے شرف کی
 جس کے ایک دوسرا نکال اور لوہے کے ساتھ پیش کر دی لوہے
 نے بھی جو ہے اسے نکھلا اس کی انھیں ہر جگہ ہیں۔ دوسری شرف

[illegible]

معززین کس کس علاقے میں دیکھو ہر سہ کروا اب کے قریب کہیں
کون بھی شرفی عربی میں یاد ہو میں اُن کے پاس مذکورہ جاہت
کہ ہے وہ سو اچاناقی وقت قدرت سکون سے بسر کرنا چاہتے ہیں
لڑا اب اس سلسلے میں اُن کے کوئی اعانت کر سکتا ہے تو وہ نصیحت
میں سے درخواست گزار ہیں۔

کرنا اور کتا کھان کی وجہ سے وہ یہ اہم دولت منہ سے خارج ہو
جیتا۔ وہ اپنی بی بی کی کسی قدر بھی غلطی پر ہمارا مزاج میں گے
وہ اچھے پہلے ملکر رہے ہیں۔ اُن کے لئے اور نائن کے لئے
نہیں تو بعد میں کسی بھی چیز کو کھڑا کر دیا جائے گا تو کچھ
اور امان کے خلاف ہے۔ پہلے لوہے کے کمان کی کڑھیت کے ساتھ
آٹل کا بھی ادا ہو کر چاہیے تھا۔ سوا امان کے کہ کدو خواب کی
ظاہریت کے لئے رسید کرتے ہیں کسی بھی دانی کی مینجمنٹ وہاں آواز
سے نہیں کہے تھے۔ اس میں خواب کا انوار ان کے لئے رک کا
باعث ہوا ہے۔

تھیں نہ لوب کر تھیں نہ آقا خدا سے نصیب ملا کسی طور پر نہ تھا کہ
 ان کے پاس ترس و قہر نہ تھے۔ انھوں نے لوب کے کمال
 کی خواہش کی۔ اگر باہمی کا کرنی و بدلہ نہ ہو جائے تو وہ چاہتے تھے کہ
 حضور خدا کی خدمت میں پیش کر کے لوب کی رسالت کریں۔ انھیں
 فرما کر کہ خیال یا ہر گز نہ مانتا کہ خیال اس لیے دوسری کے
 اھول نے لوب سے کما، ہادی کا کام ان کا نظر کرتے ہی وہ ہمارا جملہ
 پر نادر میں لے آئیں گے۔ ہوں حیدر آباد میں مشعل نام کی صورت
 میں بھی تھیں تو انھیں یہاں واپس لے آئی ہے۔
 زحمت بخور وقت وافر کے لیے لوب کی انھیں جیک
 رہی تھیں اور وہ دست و پاؤں سے لوب کا تھا، انہیں ان کو پہلی کے
 فاس ہوا دیکھتے تھے چھوڑنے آ رہا اور ان سے بغل گیر ہو کر ہلا کر وہ
 انھیں جملہ ہی زحمت نہ لگا۔

ابا جان کوئی آٹھ بجے کے قریب ہوئی واپس پہنچے تھو اور
 رات کے تقریباً ساڑھے دس بجے میں گئے، ہوئی کے ایک علاقہ
 نے ان کے اقلاد دیکھ کر لوب شمت جنگ ہوئی میں ہر روز ہے تو
 انہیں اس کے کھانا پیش منہ ہے، ماری اور زلہ انہیں کام نہ
 دیتے تھے مگر انہیں کام نہ چھوڑ سکوں رہا، یہ سنتے ہی وہ کمرے
 چلے گئے اور لوب کو لے کر گئے کمرے میں داخل ہوئے کمرہ بانی
 آدھوں کیلے لگا تھا، پر ایک گھر سا تھا، شمسیت گود کے
 علیحدہ حصے میں انہیں لے کر آئے تھے اور اس کے کمرے میں تھوڑا سا
 پانی عرش کا تھا اور کد لوائے اس بے وقت کی زحمت پر ہمدرد
 چلی اور کہنے لگا کہ کد کد کد کی دھڑکت سے واپس آ رہا تھا، مگر
 یہ ہوئی نہایت نزدیک سے لائے تھیں سے ملاقات کرنا چاہیں۔
 انہیں نے کہا، ان کی بھینس نہیں آ رہا ہے کہ وہ اپنے معزز
 مکان کا کسی طرح مشہور ہو کر آ کر ہیں۔

لوائے خوش، اعلیٰ سے جواب دیکر وہاں تو آیا جان میں
 ان کے جانے کے بعد اسے احساس ہوا کہ اس نے ہوئی سے اپنے
 قریب جانے پر متعلق ہوئی کی درخواست بھی ان سے نہیں کی ہوئی
 میں رہی تو باقی اسے یہاں بھیج دینی ہے۔ وہ انہیں سے التماس
 کرتا کہ اسے اسے اپنی مملکت کی طرف سے تو لائے اور ان کو کمر
 انتظار نہ کریں۔

انہیں نے کہا کہ وہ لوب کی اس نوازش کے لیے نہ منوں
 بلکہ میں خوش نظری ہوئی دلی کا انھوں نے اشارہ کیا تھا، لوب
 کی یہ خواہش اس کے میں ملاتی ہے اور ان کے لیے غم کا دور ہو جاتی
 ہے۔ انھوں نے کہہ دیا وہاں ملے جاتے ہیں مگر انھیں اجازت
 دی جاتی ہے تو وہ لوب گشت کی کی حرکت کریں تو باقی ہر روز ان کا یہاں

تجربہ خاطر دی ہے، انھیں یہاں کوئی بے آراہی نہیں ہے نہ ہر روز
 اور اسے فراغت ملتا ہے ہی دوسری دن خود آجائیں گے، تجربہ
 لوب اسرار کے انھیں آ رہا تھا جس میں نہ ڈالے۔

لوائے بھی ان کا مدد حاصل نہ کرنا اور کہنے لگے۔ ہاں لے
 اپنے والا مزیت ہوئی کی خوشنودی ہوئی، رات مقدم ہے، ہادی
 مانگتے وہاں حاضر جمع انھوں نے بے غرضی سے نواست کی بے محظور
 نہوئے یہ کیسی عجیب بات ہے کہ کوئی شخص ہم پر ایسی غیبات
 کرے ہماری زناقت کا ایسا برآمد ہی ہوا اور اس شخص میں ہمارے
 غمزدہ ہوئی میں تھا کہ نہ خود ہی ہوا، اگر یہاں نہیں ہے
 مقصود و شامل اور ان کے کی آراہی سے تو وہ نہیں جانتے تھے۔
 ہوئی میں بھی انھیں کوئی شکایت نہیں ہوگی، وہ چاہیں تو اس کی
 آفات گیلے کے نزدیک بیاری کے اس طرف دوسری ہوئی میں تھا
 کہیں جہاں اس نے زندگی کے سبب سال گزارے ہیں اور اس نے
 بنایا کہ کسی ہوئی میں وہ کوئی تین سال میں متعلق ہوا ہے کیانی
 ہوئی میں اب اس کے ہی ملان تھا کہ تے ہیں ہو گئے ہوئی
 دیکھ کر کھانا سے گھبراتے ہیں اس نے یہ پیش کش کی کہ اگر انہیں
 کر کے منتقل ہو جائیں تو ان کی یہاں کدو انہیں ان کے گھر سے بھیج
 ہے سہلی میں وہ تمام لازم تھا ہیں، جن کی انہیں کمرے میں ان
 تلاش ہو سکتی ہے، اگر شت و فوں یہاں کے ایک لوب نے اس
 سبب میں بات کی تھی مگر اس کا بھی ان کا وہ ہوا کہ وہ اپنے معزز
 باب کی نشانی فروخت کر کے ہستہ تھوڑے اسے والدہ رحم نے
 تعمیر کیا تھا، البتہ انہیں ان کی بات دوسری نے فروخت کر کے
 ہمارے وہ ہوئی اپنے کسی شخص کے حوالے کرنا پسند کرے گا جس کا
 ذوق سلسلہ ہو اور وہ اس کی نگہ بانی اسی طرح کرے جس طرح یہاں
 کہیں کر کے ہے، جس کوئی جگہ ترک کرنے کے بعد اس سے ملاش
 کی یہ خواہش بھی عجیب ہے، یہاں ہی شاید وہ فانی طور پر
 انھی تک کوئی ہوئی میں نہیں ہے۔

انہیں نے قطع کما کی مذمت چاہتے تھے کہ ان کو ہوئی
 کو ان سے متعلق ممکن بنا لائے نہیں کریں گے کہ وہ لوب ان سے
 اس کی قیمت لینا پسند نہیں کرے گا اور یہ ایک طرح ان کے لیے
 ایک نامور لوب صورت ہوگی کیا وہ ان سے اپنے میں مسلسل
 تلاش کر دیتی نہیں کرتے ہیں گے کہ انھوں نے اسے کسی جگہ کسی
 چیز کے حوالے میں حاصل کیا ہے، لوب شلے یہ ہمدرد حال ممکن
 ہے، کسی اسودگی کا سبب بن سکے ان کے لیے نہیں تھا، سہلی کا
 نوکری چھوڑ دیا جائے اور کسی ایسے مکان کی بات کی جائے جس کا
 لوب سے کوئی متعلق نہ ہو۔

والی بجہ بازار کی بنا وہیں ٹلک بوجھا رہا ہے۔ یہ کہ کوئی سدا
 اس کے واسطے پردہ دونوں نمودار تھے جہاں کیسے پہنچا ہوا
 جہاں کی جان ساری ہو گئی تھی۔ اس قضا اور زمانہ تو اسے ہر حال میں کوشش
 دیکھنے کی خواہش مند تھی مگر اس کی حقیقت کا وہر پہلو غامض کے لیے
 راسخ اور قیاس کی کارکردگی سے بچھڑنے کا سبب غفلت کے لیے
 ایک ہی راستہ کو وہ غامض سے بھی ساخنہ چلنے کو کہنے جہاں گئے بغیر
 ان کی زندگی خالی غالی رہ جاتی۔ کوئی اور صورت سامنے ہوتی تو قیاس
 کبھی یا کبھی پیش کرتی۔ ذکر کرنا کوئی اور صورت میں ہی طرح چھوڑنے کے
 ساتھ چلنے کا ہوا نہ ہوتی۔ غفلت نے کہہ کیا تھا کہ وہ بالکل غور و
 جہود کے ہیں ہی چکے سے نکل جائے لیکن یہاں وہ مقفل تھی اسے
 ایسے نشان یا نہیں ملتا جسے غلام غامض نے وارڈری کی ہدی گھر پیش
 کی تھی مگر یہ غلام کی بات بھی بازار کی جسکے کنارے صورت کی لڑائی
 کیسے ہو سکتی تھی تو اب غلام اب کوئی عالم ہو گا۔ اس کے نام سرچ
 کے غلام کو حریف میں طلب کیا گیا تھا کہ کوئی فیصلہ کرے کہ کئی کئی
 جامد وارڈری آیا بازار پر اور ملہومات سے جو ہے جسے وہاں کے
 ساتھ تو اب کا اشارہ واضح تھا۔ غامض نے اسے مجھ میں کر دیا۔
 غفلت نے شاید کوئی کار کا واقعہ یا بیان کوئی کرنا یا اور ذکر کرنا
 اشتیاق کے باوجود آخری لمحہ میں وہ سب وہ پیش کرتے تو اب غلام
 "اب اپنے ساتھ مسخ آدمیوں کا قافلہ لے سامنے آ گیا۔ اس نے
 غم سے وارڈری کا وہ دایں پہلو چلے۔ غفلت کو وہ بیان میں دراز
 پر گامزن سے دور رکھنے سے تو اب کے ساتھ آنے والی آدمیوں کی
 کے ہونے پر چکے چلے۔ تو اب کو شہر تھا کہ وہ اسے اسے ہی اس کی
 مرضی کو اتنا دل میں سے جتنا مجبور کرنا پیش ہو گیا۔ اس کی
 سے بچنے اور تو اب کا وہ ہونے کے لیے چلے۔ تجویز پہلی کی کہ
 وہ ان کے درمیان سے بٹھکا جائے۔ غلام اپنی زانی اپنے فیصلے سے
 تو اب کو نکل کر گھر میں اب بھی موقع سے نہ چھوٹے تو اب غلام
 "اب کے ساتھ وہاں ہی ماستی سے غلام سے اپنے پرہیز و راجہ کی دور
 سے تو اب کو اس بندھی ہوئی کوئی کرنا اس کے حق میں فیصلہ نہ کی
 مگر غلام نے مذمت کر لی۔ پھر تو اب نے کوئی کثرت نہیں کی وہ
 بہت آدردہ ہو گیا تھا۔ غلام کی زبان سے انکار کے کلمے نکلا
 اور اس پہلو گیا۔ اس کے بعد غامض نے تو اب کا روبرو نہیں زور دیا۔
 بیان کی نہ معلوم تھی کہ وہ کہاں گئی تھی غلام کے ہاں چار
 پاؤں زور دیا۔ اس بازار کے درگوں نے غفلت اور اس کے ہر جھٹکے
 ابھی طرح دیکھتے لیکن وہ اور کچھ نہیں جانتے تھے۔
 رانی نے چلنے سکوائی تھی اور پیلان بائیں بائیں کے سامنے
 رکھ کر یہی نہیں جانتے کہ اس کے چلنے چلنے کا یہاں کا منہ کھلا ہوا

تجربہ مشورہ ہے۔

• بعد ازاں دوسری بے توفیقی بہت اس کو بھی اپنے
 پس میں جان کر رہی ہے۔ ہم نہ کہ وہ کن گروں میں جو اس نے چھپنا
 لئے ہیں کہ ان کے لیے اس کے پاس آئے تھے لیکن وہ دونوں نے
 بھی اس کو روک دیا۔ کچھ گروں میں بل کے لئے تھے۔ یہی وہاں دیکھا
 وہاں کو وہ سب سے بھی اس کے ہر تھپتھپاؤ سے متاثر تھا کہ اس کی حریف
 گئے تھے ان کا وقت نہیں آیا لیکن وقت تو بھی بعد میں ہی آ
 سکتا ہے۔
 • عرصہ کوئی آبی صورت تو نہ ہوئی تھی۔
 • یہ تو اس کے سب سے کلام ہے۔
 • اگر اس کے کسی طرح متحرک نہ ہو کہ فیصلہ دینا چاہے تو شاید.....
 • غفلت کو نہیں آتی تھی۔ تو اب غفلت جھٹک کر بل کے؟
 • نہیں یہ غفلت سے بچا ہوا بیان چھوڑ کے بولے۔ ٹھوکر دیا
 کا بھی اشتیاق کیا یا سکتا ہے۔
 • اس کو بھی فیصلہ کے کھڑے وقت پر شاید کام سامنے آئے تو اب
 نے وہ بیان میں یا نہ تھا اس سے تو اب کو کچھ نہیں تھے اس کا سفر
 اور پھر سب کے۔ اپنے آدمی اس کے پاس آئے اور حریف کی کی
 اتنی آتی اور پھر ہی ہے کہ وہ آدمی اس کے لیے کوئی بات نہیں دیتے۔
 • اور حریف بھی اپنا ولائی ولائی نہیں ہے۔
 • مگر بہت غم سے یہاں ایسا انداز نہیں رہتا ہو گا۔
 • مجھے بہت بات باطل تھی۔ میں گم مری کے کوئی غم نہ دیکھتا۔ یہ
 تو کوئی بات نہ رہی، اس کے سامنے جانے آدمیوں کو اسے چھوڑنا چاہیے۔
 • پھر آپ کو کوئی نہ ہو کہ ہم کچھ نہیں؟
 • غفلت کے اس سوال پر آجماں اس کی صورت دیکھتے گئے۔
 • غفلت نے بھی اس کے جواب کا اشتیاق نہیں کیا۔ مرنے سے انکار کیا۔
 • چاندنا خوب پرچکا تھا۔ آجماں سے کسی حرکت دیکھنے سے غفلت نے
 کی کے سامنے پرچکا تھا۔ آجماں نے حریف سے انکار نہیں دیا۔
 • غفلت نے غفلت کے لگا لگا اور اس کی سے بولا۔ سنی ہوئی
 • غفلت سے ہی ہاتھ پلائے۔ اور تو اب کو ان دونوں ایسے ہی رہی
 • مانا جاوے۔ یہاں کے ساتھ بات کرنے میں کوئی کی ضرورت
 نہ رہتی تھی۔
 • اس کی پہلی پہلی ایسی خراب نہیں ہوئی تھی کہ اس
 • ان میں نہ تھیں مگر اس کے سامنے وہ کوئی نہ کہ وہ ڈر نہ تھا۔
 • چلے گئے اور پھر اس کے کوئی نہ تھا۔ اس کے انہیں نے سامنے کو
 • کھلا دیا۔ زور دیا۔ ہر گز نہیں رہا تھا۔ غفلت کے اس کے سامنے
 • غفلت نے چلے چلے۔ وہ سوچ اور چلنے کی تھی جس وقت وہ آئے

کی عزت میں داخل ہوئے، کالے دوا اور پتہ آدمیوں کے سوا باقی
 سب سوتے تھے غفلت کے آئے ہی سب کو کیوں کر دیکھا گیا۔
 اس کو دیکھنے کا اشتیاق بازار کے ایک پہلو پر مل گیا تھا۔ وہ بازار
 رات کے لیے غفلت کے کالے دوا کو بہت کی تھی کہ کوئی اور دیکھنے
 اشتیاق نہ تھی کی صورت میں وہ دیکھیں چھوڑا۔ وہ دیکھنے کا
 سے پہلے وہ کالے دوا اور اس کے کس پردہ آدمیوں کے ساتھ
 آئے سے نکلا۔ سب بازار کے علاقے سے دور ایک منگھڑا کے
 شیر خاں گھر ایک گلی میں ایک ٹھکانہ سا مکان تھا کالے دوا کو گلا
 کے باہر کھڑے تھے ایک ٹھکانہ میں ان کی دلیوری جگا جگا اور
 گیا اور وہاں آیا تو اس کے ساتھ ایک کچھ تھا اور پتہ ہوا۔
 اسے یہیں نہیں آیا کہ کالے دوا اسے سے کالے دوا اور اس
 کے دوا سے پر آیا۔ یہ وہ چھوٹ چھوٹ کے رتے لگے تھے اس کے
 گھر کی حالت نہایت خستہ تھی اور وہ غفلت کو اسے پہلے سے سزا
 رہا تھا مگر غفلت خود بہ پیش قدمی کر کے اندر داخل ہو گیا۔ مگر غفلت
 تھا اور اس کی نسبت اندازہ کچھ سزاوات میں تھا لیکن وہاں پر
 دوا اور اس کے باوجود ایک پہلو پر ٹھکانہ تھا۔ دالان میں پڑی ہوئی
 ہر گلی میں تھی۔ اس کو گلا دیکھنے کے ساتھ ہی اس میں سب سے زیادہ بھی
 ہوئی تھی۔ ایک کمرے میں زور کرنے والی پڑی ہوئی تھی۔ اس کے
 اندر بیٹھے ہیں خرابوڑا مہاجرے اور وہاں میں غفلت کو دوا اور اس کے
 تھے جو اسے دوا اور اس کے زور کرنا تھا۔ وہاں اس کے کالے دوا کو
 ہوا کہ جو اسے دوا اسے سے چھٹے کے بعد کسی دوا کے ہیں۔
 گھر میں ان دوا کے کوئی آدمیوں کی زانی ہوئے دوا کا نام نہیں
 چکا تھا کالے دوا میں اس کے کیا تھا۔ وقت تو اب ایک بار
 ہوئے دوا کو دیکھنے ضرور جائے گا۔ کالے دوا کے لیے چھوڑ کر
 دوا کو دوا کے کھدے ہاتھ کی دوا نکال کر کوئی ہوئی ہیں اس سے
 غلام نہیں کیا تھا۔ اس کے حریف پر چکا دوا تو اس کے
 ہانپنے والی دوا کی تھی۔ کالے دوا کے پرچہ تھا۔ وہ ان کو بھی ہوئی
 انگوٹوں کا گھر تھا۔ جو اسے دوا کی تھیں اس کی خرابی ہوئی تھی
 سب سے پہلے سال اس کی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے ہوئی
 تھے ہیں رات کو کسوئے وقت دو باطل چھٹکے میں سب سے زیادہ
 باقی تھی۔ پھر چلے گئے۔ دوا سے دوسری خرابی نہیں کی اور کسی
 صورت کی صورت تھی۔ اس کے کچھ مگر چھوڑ کر ایک صورت اس
 خود بندہ آئی کہ اسے دوا اور اس کے دوا کے کام نہ ہو سکتا تھا۔
 اس دھن میں خود کو ایک جھوٹے دوا کا طریقہ ہوتا تھا۔
 اس کے بارے میں وہی تھی کہ ہر دوا میں ایک ہی کوئی سامنے
 نہیں تھا تھا۔ وہ صورت جھوٹے دوا سے نہ تھی کہ یہ ہر دوا میں

ہیں کہ گئے ہیں وطن ان کی آمد اس کیلئے ممکن کا باعث بھی ہوگی کہ ان لوگوں کا تعلق تمام کے کوٹھٹ ملنے والوں سے ہے سب مدینہ کو آئی مائے ہیں اور لازم نہیں کہ کبھی بارگاہِ سرچشمہ کوئی کھل کے ہوا نہ کچھ نہیں تو ہم یوں کی توقع ہی ان سب کی بنیاد پر نہیں کرنی جا سکتی ہے۔ پولیس کے ایک افسانے کا جواز بہت بڑا ہے اور وہ لوگ جن کا تعلق ان سے ہے ہر ان کے لیے جواز ہوتا ہے۔ میں پولیس کو کتنی دیر رہتی ہے۔ سب سے بڑا جواز تو ان کا اس شہر میں اجنبی ہونا تھا۔ شاید جہانیت کا ہی احساس ملنے کے لیے قبل سے اپنے کو متوجہ کر رکھا تھا۔ ان کی اسے اپنے لیے اتنی ضرورت نہیں تھی جتنی دوسروں کے لیے تھی۔ وہ وہی کہ یہ جہان نام تھا کہ یہ جہان کی لیے احساس کے انکار نہیں ہیں اس سب سے کہ وہ نواب کے داغ میں کچھ اور سنا ہے اسے تمام کی آہ کے سلسلے میں ملتی کرنا سب تھا۔ گو کہ جی بہت سی باتیں اور آواز سے ملنے والی خبریں نواب کو کسی بیانیہ تھا اسے بڑے کئے کے لیے کافی ہوتی چلیے تھیں۔

جنھں اور کھانے کے لیے نواب کی دایس تھا سنا ہوا دشوار نہیں تھا۔ وہ تو علی میں چسپے لڑوں کا بڑا بڑا دیکھ کے کہنے تھے جو جہاں میں اور جہاں گیا ہو گا مگر جنھں ادا کھاتے ملے کریتے تو علی میں باقی بھگدڑی ہو جیتے۔ اس طرح کوئی مشقت نہیں برآمد ہونے کا امکان ہوتا تو وہ ایک بڑی کٹنا میر کرنے وندنا ان کی دایس پر رکھیں بہت پیچھے رکھیں بستی تھی۔ وقت کی طوالت انھیں بھی پٹن آتی۔ جنھں نے نے لغظوں میں آجہاں سے کھانا چاہا تھا کہ ان کے وہ آؤ ان کے پاس نہیں ہیں اور وہ ان سے مزید وہ کہے جاسکتے ہیں وہ وہی کی وسعت سے آجہاں خرب آشنا ہوں گے۔ بڑے نواب کو بھی بغیر اس کی سے ملنے وقت جنھں کے نے لفظ بڑا ہیں گے مزید کسی چیز کی کا خیال جنھں سے زیادہ اسے بڑا چاہیے تھا کہ وہ جگہ سنانی کا خیال ہی تو ہو گا لیکن آری کا کچھ شک نہیں ہے نہ جہاں میں بھگدڑی ہے اس کی وقت کوئی یہاں آجہاں ہے کہ وہی اپنا ہی آجہاں چھوٹ گئے۔ اپنے نواب کو چھوڑ دئے۔ نواب تو نہیں تو ان کے صاحب اسے اپنے کسی سرگرمی و شغف سے بے سوا کر سکتے تھے۔

کھانے کی آغوشوں میں جیسے اس کی بیانی دایس آری تھی لیکن ان کے ملنے واضح ہوتا جا رہا تھا۔ آجہاں اس کی گھن میں اندھیرا بڑھ رہا تھا۔ بلکہ اسے یہاں لگا تھا جیسے کوئی پیچھے سے اس کی جانب بڑھ رہا ہو وہ اپنی ہی آہستہ پر چوٹ لگا تھا۔ بار بار اس کے دامن میں سب کچھ گڑھ ہو جاتا تھا۔ پولیس کی دقت میں وہ کھٹے کھٹے ہی کسی سے کہہ دقت ابھی کسی بھی طرف سے نہیں گھیرے میں یہاں اسکا

ہے۔ تمام کی آہستہ کوئی پیچہ نہ نکلا تو اس کے باوجود نواب اثر انگیزی رہا۔ اگر تمام ہی نہیں آئی اس کے کہنے میں ہر ہر گونگی ہے اور اس میں ملنے چھوٹے نواب کو کبھی کچھ ہو گیا تو ان کی کا جانی بڑا نواب تو۔۔۔ اور وہ دونوں لڑے اور یہ بڑا دماغ نہیں کسی حال میں ہونے کے کہنے جتنا سوسپتا تھا اس کے ہمیں بھی غور کرنے لگا تھا۔ اسی عرصہ میں جتنا جیسے دقت اپنے سے نکلی ہوا بڑا رات کو کھانے کے بعد ابھی سا میں نہیں گیا تھا۔ کتنی پرہیز دار نے چلے گئے تھے کہ کالے دادا نے چھل سے کہا۔ آکا کے پاس سے آؤ گی آؤ تھا۔ وہ آکا سے ملنے کے لیے عذر کر رہا ہے کالے دادا نے بلند آواز میں چھل کر کہا یا بھائی اس کے لئے تھا۔ چھل کا جواب سننے کے لیے عمارت میں کھٹ کر رہا تھا۔ چھل نے فوراً جواب نہیں دیا۔ کچھ ترفند کے بعد تک کے ہوا۔ اس کو ابھی کیا چلیوٹ ہے؟ آؤی بڑا ہے اور مرد پرست ہی رہا۔ ان لگے کہنے ہے۔

کالے دادا نے تمنا کی آواز میں کہا۔
 وہ چل مدد کے آئے۔ ایک تاجیہ کے مذہب کے بعد چھل کا گوری سے بڑا بچہ ملکات میں سکوت کی طاری رہا۔ سب سے چل گئے ہیں۔ سب سے بڑے کے پیچھے چلے گئے تھے۔ کالے کو معلوم تھا کہ آکا کو کھانے سے قریب کسی مکان میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس سے مزید اسے کچھ جاننے کی ہے جیسی ہی نہیں تھی جس حال میں کالے نے آخری بار آکا کو دیکھا تھا۔ اس کے لڑا کے اسے سنبھلے کی بہت دقت و رکاوٹ تھا۔ وہ اس کے بعد اس کا شہر میں دکھائی دینے یا رفت کھانے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ کھانے کے گڑھ رات آکا کے پاس میں کچھ معلوم ہوا تھا اور یہاں کے تڑوہ برا تھا کہ وہ ابھی تک شہر میں ہے۔ بچہ کھانے خود کو یہی سنے کے چپ بردار کر چھل نے اس رات میں آکا کا بار بڑھان بڑھان بھی ہو گا۔ ہو سکتا ہے آکا کی موجودی میں اس کی موجودی سے زیادہ چھل ہی کی طرف کو رخصل ہو چھل نے بھی دوسری وجہ سے جی اسے دے رکھا ہو گا۔ کسی نعمت بہت کھیلے آکا کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ آجے کا وہ دادا آؤی ہو گا جس سے بڑے نواب یا اس کے مال کا خیال اس صاحب نے لڑا تو کہہ رکھا تھا۔ ان کی آؤی کو یہاں نے بھی ان کی دایس پر یہ لڑا ہر دو کو کا حلقہ کیا تھا۔ آجے کے آؤی میں کو خوں گرم رکھنے کے لیے جی اس کی موجودی ضروری تھی۔ اس کے قریب ہی نہیں کے ان کی آگ ابھی فوفاں نہ رہی تھی۔ جی اس کے ہونے پر تھی۔ نواب کے سلسلے میں مزید غمناک کے لیے جی اسے قریب ہی رہنا چاہیے تھا۔

مگر آکا چھل سے کہیں ملنا چاہتا ہے؟ کالے کی طرح سبھی یہ جاننے کے لیے ہے کہ آکا چھل اور کالے دادا نے آکا

کے دل کی واپسی کے بعد ملاقات میں اپنی اپنی پہلی مضبوط آمیزش
فاخری کو نوٹ سے کی کرشمہ کی لیکن اب سب سے پہلے بچنے تھے۔
فاخری کا دادا اس میں بھی شکم نہ تھا اور چلنے کے سلاٹ کے جواب
کے لئے کھڑے انداز میں کھڑے رہا تھا۔ سب کی نگاہیں بار بار دادا کا
چہرہ جاری تھیں۔ کھڑے کھڑے سب کے گرد دڑے سے
اٹھیں گزریں اور ایک ساتھ کئی اور داخل ہوئے۔ ان کے کچھ
پس کا ٹھکانہ پہلی بار میں پٹا ہوا سر پر پٹی باندھی ہوئی۔ گنگا کی کھیتی
اور ٹھکانے پر چاہتے تھے۔ وہ دھڑکنا سب کی ہجرت سے
گواہی دے رہا تھا کہ خوف نہ تھا۔ اس کا سر ہلکا ہوا تھا۔ دنگ
میں راستہ چلنے کے لیے اور ایک دم گڑھے تھے۔ چھوٹے سے گڑھے

اُن کے جانے کے بعد مملکت پر سونگ سا حاوی رہا سب کچس کے ایک محترم لڑاکا یہ قسم کا لڑکے کی صورت کا چاہتے ہیں کہ ان کے حق میں کوئی بھی نہیں کرے کی جاتی ہے۔

[illegible]

۴۔ میرٹھ کے محکمے والوں سے مل رہے :-

تمہارے ایک پولیس افسر کے خطاب پر، انہوں نے عزت سے کہا: "آپ بھی شمس سے بات کر رہے ہو، اپنے کو خوب ہانکنا چاہتے ہیں؟" انہوں نے کہا: "میں نہیں سمجھتی!"

کرنا چاہتا ہے اس لیے ایسا کر رہا ہے۔ میں آپ کو دعا کرتا ہوں کہ آپ کو جتنے سے جتنے کاموں میں دلچسپی ہو، ان میں سے کچھ ایسا کر لیں جو آپ کو فائدہ پہنچائے۔

بھلے کے نہیں معلوم ہوتے گناہ و عاری بھی ایسی گزری ہوئی نہیں ہے اور کون تو کہ اور بھی نہیں متعلق۔۔۔

۱۰ انداز میں نے جہاں صاحب! بھلے سے جلدی سے کہا کہ بیوں جاک بستی کرانے جو آپ بولا اپنے لیے کیا حکم ہے؟ اور صورت ہم کو رکھنے کے لئے فرما دے آگے بڑھتے۔

۱۱ جن میں نہ وہ جھگڑا کے بولا: ہم یہاں جھگڑا نہیں کر رہا وہ میں نے تو صاحب! انداز میں نے۔

۱۲ تم سے کچھ باتیں کرنا تعین ہر حال چرسہ سہی۔

۱۳ وہ تو صاحب! بوقت دہریں کی تھیں اس وقت تو آپ تھوڑی دیر۔۔۔ بھلے سے چہرے لیے ہیں کہ آپ وہاں سے تو نہ چلے کو اپنے ہاں چھانچا نہیں جاتا۔

۱۴ وہ کچھ نہ صاحب میں پوچھا: بھلے سے چہرے کے اس کی کر رہا ہے رکھ دیا۔ انچاریج کا چرواہا آپ کے لیے کھانا آؤں چرواہے سے کہنے کا ہے دشنام و بداد کا ہے وادائیکھتے روگئے۔ انچاریج نے اندھا دھن کے لیے قدم بڑھا دیے۔

۱۵ کالے دادا اس سے پہلے جھگڑا کے اندھا دھن گیا تھا۔ دروازے کے قریب جھگڑا کر رہا رکھ دیا: آؤ اسے کئی آدمیوں نے طبری ملدی وہاں بڑی کی مادیاتی ڈال دی اور گواہی دے گا کہ وہاں مادیاتی کو گواہی ملے گی۔ جنہی دہریں انھوں نے یہ انعام کیا انچاریج! ہر گواہی اور مالان میں بیٹھے تھے گواہی دے کر کھنڈہ لڑا۔ چار گز بڑی چاندنا تخت پر بیٹھے ہوئے بیٹھے لیے ہیں بولا۔

۱۶ میں رفتہ رفتہ گواہ بنا ہوا۔

۱۷ رہا سہا سہا تین روز اسے ہیں۔

۱۸ چرواہا بھی ہے ایک پر اسے ہم نے بھی بھی نہیں دیکھی اور شاہ دیکھنے کی خدمت میں دے رہے۔

۱۹ چکر میں نے ایک غلوگنا کو گواہ کر دیا راستہ دم کی طرف جانے ہیں۔ جہاں جاکھیں گھر میں ہے بہت کام ہوا ہے میں ہیں یہاں بیٹھے دالے تمام راستے پر تک پہنچتے ہیں۔

۲۰ بھلے نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کالے دادا اور اس کے دوست تو وہیں سے بھگت تھا کی اور چلے۔ فریاد کا اہم ہوش مگر نہ تھا۔ مشعل میں انھوں نے بڑی کے وسط میں بیٹھ کر کی پٹریوں کا اپنا لگا ہوا گواہیاج اندک سے بڑھ گیا تھا اور چلنے کی نسبت کچھ جھٹکا اور چلے ہوا نظر آتا تھا کہیں کسی کی آنکھوں کی چمک اور گری کی جھلکی دکھائی دے کر وہ پہلے سے زیادہ بڑا مگر گلاب و داغ دھجکی پر دوسری طرح جسم جھیل کے تھوڑا جیسے یہاں پہلے میں بھی ہوا تھا۔

اس کی حکمت برادر اس کے سب لوگ ثابت تھا۔ ہر کسی کے رعبے سے کوئی بناوٹ معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ آئے تھے وہاں سپاہی و دروازے کے باہر کھڑے تھے۔ ہر کسی کو دانا سے اس کے آگے آگے میں کی جلدی کی سرگرمیوں کی گونج کھڑے تھے۔ وہی تھی۔ سامان خاہر خاگر انچاریج کی آمد ان کے لیے تھے یہاں کو آپ بھی ہوئی ہے اور حال ہے؟ اس کو غلبہ کیا ہے؟ آپ انچاریج نے دہرا کے پورے ہاتھ پر ایک بار کی طرف: آخر بڑھاتے تھے وہ کہنے لگا: کالے دادا ایک پیش دہرا۔

۱ کالے دادا نے بے اختیار بھلے کی طرف دیکھی۔ بھلے نے کچھ نہیں کہا، خود بولا: آپ کے اوپر اسے کچھ نہیں ملے گی۔

۲ وہی بھلے ہیں صاحب! دوسری کے پاس میں نے آپ کو ہاں نہیں دیا۔ اس کے انچاریج کے ہاتھ سے بھلے بھول گئے۔ وہ جتنی دیر بولا: "ایک سال میں یہاں آئے ہو۔ بھلے کے پاس ایک کچھ دھڑلے سے سے واسطے چرک اور البتہ چلی بالہ کوئی۔۔۔ چرواہا تو اپنی بات بچنے کے بولا: "معلوم ہوتا ہے آپ کے بچے میں شاید بڑے ہیں ان کے ہیں آئی خود بولانے کا عقد یہاں رہا ہو جائے۔"

۳ ہم کیا بول سکتے ہیں صاحب! وہاں کو تو پوچھا تھا۔

۴ یہ بچہ بڑی دھڑلے سے دھڑلے کر رہے ہیں تو اس نے تھل سے کہا: "بڑے بڑے ہم سے ایک بات کی وضاحت کریں۔ جانتے نہیں ہمارے دروازے پر آئے ہو۔ مست جاننا وہاں سے کہیں ہوا ہیں؟ ہم جہاں تو تھیں کوئی دیر نہ بٹھارے ہی گئے یہاں سے جا سکتے ہیں۔"

۵ آپ! آپ! کر سکتے ہو پھر آپ کو گھر میں۔

۶ کہیں۔

۷ آپ! اپنے آپ سے پوچھو۔

۸ میں ہم سے پوچھنا چاہی ہیں۔

۹ اپنے گھر چلے جا۔ آپ دھڑلے سے سر کاٹا گیا۔

۱۰ ہل سے بڑے بھلے کے کالے آپ کو ہوا تو انچاریج نے گناہ گزری جو کر رہا ہے۔ دوسروں سے کہ زیادہ یہی۔

۱۱ بڑے بڑے اس نے بے ماسی سمجھنی اور دیکھنے میں کھڑا گیا۔

۱۲ چکر کا مادیاتی آواز میں بولا: آؤ گا کہ ہیں۔

۱۳ میں دیر کی۔ انچاریج پہلے سے زیادہ اڑی کی آواز میں بولا: تم نے سنا نہیں ہم کو پوچھتے ہیں۔

۱۴ میں لایا صاحب! سوچتے ہیں کیا جواب میں دوسرے کر سکتے دیکھ کے آپ بولتے ہو کہ آؤ کھرہ ہے۔

میں ہے۔

۱ "خدا تر صاحب! یہ ہے کہ ہوتا ہے۔"

۲ "میں نے ہی مناسبت بات کہی۔ وہ ہے اختیار بولا۔"

۳ "ہر ہفتے ہمارے میں سب ٹھیک ہیں ہل ہے میں پر سمجھنے والا بھی کوئی آپ میں بڑے بھلے سے نہیں کے کد۔"

۴ "خدا انچاریج نے یہ ہر خوش دلی سے نہیں سنا تھا۔ اس کی چٹائی پر سو میں پر نہیں۔ ہر آپ وہ کچھ کھانا بنا تھا مگر نہ کیا اور نہ بولانے سے معنی یہ انداز میں بولنا۔ ہم آپ کچھ بہت ہیں اور نہیں جانتیں کہ کتنا نا انچاریج مری ہو رہا ہے۔"

۵ "کائنات میں ہل پر جانے پر چرکنا ہو گا تو نے میں بڑی سے نشانہ کبھی کوٹ کے بھی آجاتا ہے صاحب۔"

۶ "ہاں ہاں! تو نے کتنے بولے۔ میں انداز ہے۔ اس کی آواز میں غصے کی لڑائی تھی مگر اس نے ملدی ہی خود پر غلار یا لیا اور کہنے لگا۔

۷ "میرا حال میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہاں نہیں لڑ رہا ہے۔ یہ ایک افسانہ جو۔"

۸ ہم یہاں کھولیں گے تو آپ کو گھر کے آپ کا بولا تو کھانا پھر تعین کر دیا صاحب! اپنے کو بھی آپ میں لایا ہوا۔

۹ "یہ بچہ بڑی دھڑلے سے دھڑلے کر رہے ہیں تو اس نے تھل سے کہا: "بڑے بڑے ہم سے ایک بات کی وضاحت کریں۔ جانتے نہیں ہمارے دروازے پر آئے ہو۔ مست جاننا وہاں سے کہیں ہوا ہیں؟ ہم جہاں تو تھیں کوئی دیر نہ بٹھارے ہی گئے یہاں سے جا سکتے ہیں۔"

۱۰ آپ! آپ! کر سکتے ہو پھر آپ کو گھر میں۔

۱۱ کہیں۔

۱۲ آپ! اپنے آپ سے پوچھو۔

۱۳ میں ہم سے پوچھنا چاہی ہیں۔

۱۴ اپنے گھر چلے جا۔ آپ دھڑلے سے سر کاٹا گیا۔

۱۵ ہل سے بڑے بھلے کے کالے آپ کو ہوا تو انچاریج نے گناہ گزری جو کر رہا ہے۔ دوسروں سے کہ زیادہ یہی۔

۱۶ بڑے بڑے اس نے بے ماسی سمجھنی اور دیکھنے میں کھڑا گیا۔

۱۷ چکر کا مادیاتی آواز میں بولا: آؤ گا کہ ہیں۔

۱۸ میں دیر کی۔ انچاریج پہلے سے زیادہ اڑی کی آواز میں بولا: تم نے سنا نہیں ہم کو پوچھتے ہیں۔

۱۹ میں لایا صاحب! سوچتے ہیں کیا جواب میں دوسرے کر سکتے دیکھ کے آپ بولتے ہو کہ آؤ کھرہ ہے۔

چہ زہد اہل اس کے بہتر مصلحتوں پر ہادی چاہا ہی نہ تھی لی عین اس کی نافرمانی
عماری کی طرف تھا میر علی نے سلطانہ کیس کی غلط فہمی پر ہی نہیں جا
رہی تھی ہری ہری بڑی بھٹی بھٹی آنکھیں جس کے کسی سادھی سڑکی پہنچیں
ہجے دیکھ کے اس کے مڑا ہاں میں لہریں آنکھیں اور اس کے بہشت
پاکستان گئے وہ ہے تاجا میری لاف بڑی بہت زیادہ تھی یہ اپنا
پہننے لگے ہیں اسے قلعی دینے اور آقا بھی نہیں لے جانے کی یہ سدا بہرہ
رہی غافل نہ تھے اور انوں میں چھایا اہل ان میں بہت فہمی اور
غفلت تھی چلنا بندہ کرنا دے گا ایسا غصہ میں ہو کر میں چلا کے گرد پا
گواہیہ بہت بہتر کی سدا کرتا دھیر ہو گئی ہوا اور غافل کا ہر بہت
بڑا اس اور اس کا سید کوئی سدا نہ ہے اور یہ ہیں اسے بڑا ہونا
راہوں پہلی راہ چھوٹاں ہو کر میں اس کے اسے قریب ہے کہ
اس کے ساتھ خود اپنا مقام اس نے بہت سدا دے دیا اور وہ اس کی
بے قرار آنکھیں بہتے ہاں میری گون ان کو ان کو لڑاں ہو میں میری
آنکھوں سے اور غافل اور سدا ہاں ہو گئے تھے میں غافل کرتا اور
گرد گرد میری سدا میری کر پھینکی اور میرا سدا بچہ کے بہتر اور میں
ہو کر سدا گیا : ہاں : کیا : ہاں : میں نے اس کے اسے بڑا ہونا
کے کہ کہیں اس کا سدا میری سدا کی بھلائی ہوئی اور وہ بہتے ہاں میں
گواہی : ہاں : تھے اس کے سدا اور اور میرا سدا بچہ کے وہیں
کے کہ ہاں میری ہری چکر پلے اسے غافل تھی اس کے بہتے ہاں
بچہ گواہی میری غافل کے کہ بہتے ہاں میری آنکھیں اور غافل
کیں غافل کا چہ چھوٹا ہوا تھا : ہم دونوں تو یہ کہ بہتے ہاں
میں نے میری ہی کہیں ہوئے بہتر اور میں نے گئے : یہ غافل بہت
باہر میں : اب سچے چلو غافل تھی میری ہاں میں کہ چھوٹے کہ سب
لگ بھگ سچے ہیں غافل اور یہ میری ہیں ان کو اس کے لیے عین
کھا : غافل : میری ہاں : ہے :

۴- مگر معجزہ تمام وہی زمان میں ہوئی۔

میں نے اس کی بات سنی ہوئی جو کہ پہلے کہہ چکا تھا۔
 بات کو جاننے کے لیے ہے اب ہر کی عداوت سب کو کھڑا کر دیا
 ہے اب اسے ورنہ سے کچھ راز نہیں۔ اب احباب رکھیں۔
 "میں ان باتیں دیکھ کر ہی ہرگز ان کے مجھے بے تاب تو نہیں رہا۔
 لوگوں کی بات ہے جو اب لوگ بحث چھیڑ رہے ہیں؟"
 - کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس شخصیت پر کسی بھی طرح کی
 باتیں کی جاسکتی ہیں۔ لیکن اب سب درست ہو چکے ہیں۔
 کہ ان کے بارے میں "نہ ان کے بارے میں"۔

پچھری بات تھی کہ ابی ہر سے آپ کی عزت رکھتی تھی۔
 فاعزیت سے میرا حور مجھے کما کما کر ہونٹ کھانے کیلئے
 دھوکہ دے کر لے گئے۔ نہ تو ہر جانی آواز میں کہ نہ آپ کا کاناں نہ
 زور دی گرا گیا تھا۔ نہ ستر نہ بھگے نہ کھوست نہ چھپے۔ غصہ بھائی آپ
 سب کچھ بتا دیں۔ سب کچھ کو احساس تھا کہ آپ کی قدر پریشان ہے
 نہیں کی گئیں لیکن... اب کچھ نہیں ہے۔ قیام ہمارا آپ
 نہیں اور میں نہیں کیجیے اس نے نہیں غصہ بھائی نے آپ کو مارا تھا،
 مجھے ان کو مہر سی تیر، قہار:

مذکورہ کیس میں تین کپے پر بارود اور آگ سے بھری۔
 میں کپے سے باطن تک کپڑا ہوا ہوں، مجھے شہرہ پر کیا آثار
 شہرہ پر شیعہ کو گناہ سے بڑی ہیں تو وہ لوگ کہیں نہیں جھکا رہا
 کرتا ہے، دلچسپ ہے اگر کسی کو کچل جاتی ہے پاس اور کوئی جہاز
 نہیں رہتا، جہاز اور دوسری خدائیں شیعہ کو قیدی نہیں بنانے
 سہا جی محتار۔

”مجھے صاف صاف کہیں نہیں بتائے۔“ وہ التجانی بھیڑیں بولتا۔
 ”یقین کرو سوچ سوچ کے مراد رکھتے امداد ہے۔“

ہیں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ کچھ مدت سوچتے آپ کی اذیت
مجھے خوب انداز ہے لیکن یہ ہے جس میں کچھ نہیں تھا بلکہ کسی کے
سوچنے میں محال ہے۔

مکمل ایسی بات ہے تو خصل ہی نہ ہو بلکہ ٹھیک کیا ہے۔
 دین تو بیکہ کے ہیں راحت ہے اس کی کوئی دھڑکن نہیں ہے۔
 سے بڑی خوش نصیبی کہ اس کی ہر بات میں خصل ہی نہیں ہے بلکہ
 یہ کام آتی ہیں جن کو میری زندگی کا بھی ایک مفصل ہے۔
 یہ تو آپ دیکھیں کہ آپ کی بات ہی آپ کے مفصل
 ہے تو صرف اس لئے کہ میں نے اس کا جواب دیا ہے کہ میں نے

نے جو جڑ کھا دی تھی کیا سب کے یہ سب کچھ اس طرح اچھا نہیں لگتا تھا؟
 ”کیا اچھا نہیں لگتا تھا؟“

”میں کو..... میں کو آپ کو رو دیا، وہاں کسی کیلئے طلبتہ کی
شہر میں..... تو غلط سے پہلے میں منتظر ہو گئے، میری بھینس میں ایک
میں اس سے کیا کہنا پڑتا ہوں؟ میں نے اسے اور یہاں ہی شکار کرنا تھا
تو کہنا کہ میں نے؟“ وہ انتہائی انداز میں بولی، میں نے
”کیونکہ میں بہت صدمے میں تھیں شاید یہ صدمہ سنا سنا کر اس کے
تو میری توجہ کی کسی آزمائش کے لیے مشابہت سمجھ کر یہ سارا تو سب نے کو قبول
جائیے وہاں سے میرے لئے ان کے موجود ہیں جس کے لیے کہ کہ میرا
سکھتے ہیں، میں ان کو گوارا ہی نہیں ہوں..... مجھے تو کافی غرضی.....
اس نے اپنی ہنست بھینسی لیے۔“

معلوم نہیں کہ آیا کچھ دہریہ ہیں ایسی باتیں کہتے ہیں۔
 وہ تو کوئی بھی کہہ سکتے ہیں جو چاہے۔ زائد تو یہ کہ دہریہ لوگوں کی ہر
 بات پر حیران نہیں ہوتے کہ آپ کے لغز و خمی جو بھی نہیں ہو سکتی یا
 وہی ہر بات دل سے نکال لیتے ہیں۔ جس سے ہمیں بھی خودی بخشتی ہے۔
 میں شفا سے کہتا کہ اس بل پر آپ کو مبالغہ نہ کرنا کہ کوئی بھی وہ
 وقت آپ تل گیا ہے۔ کہ فی ایس بات ہی نہیں ہے۔ اچھی بھی تو اب
 اکل نہیں رہی ہے۔

یہ سب سے پہلے تھا کہ میری کوئی بات اسے علم میں نہ آئے کہ میں کون سا ایک
بلوچی ہوں۔ اُن کی کوئی بات سب کو نہ آئے۔ اس کی جگہ کوئی نہیں جانتا تھا
میں مغرب پرانا۔ اُسے جاننے کے لیے دو درجنٹ بارہ چھوٹے تھے
اٹھ سو گنا گنا۔ غلامی کی کسی اور جگہ میں سید ہاؤس کے کوٹھی کا تختہ پڑا
اُس کے ایک عرصہ کے بارگاہ میں اس نے کئی عرصہ کے بعد بارہ دو چار کیسے
ہست آج کی تمام ہو گا۔ اٹھ سو چھوٹے کیسے شہید اُس کے مل میں سب سے
میں نے عرصہ کے اُسے کیا تاہم میری زبان سے شاید کچھ نہ نکلے۔ میں
تھے اُن کی کوئی بات کہ مجھ سے کہتے ہو چھوٹے آئی اٹھ سو چھوٹے
اُس کے مل میں سب سے بہتر

[illegible][illegible][illegible]

میں نے دھڑلے سے کہا، "نہیں، یہاں اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر آپ نے یہ سب کچھ دیکھا ہے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ سب کچھ کتنا ہی عجیب و غریب ہے۔" میں نے کہا، "اب اس کے بارے میں سوچیں کہ اگر آپ نے یہ سب کچھ دیکھا ہے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ سب کچھ کتنا ہی عجیب و غریب ہے۔"

”ایں کو پتہ ہے پر جانی... وہ کسرا کے رہ گیا۔“

”پر کیا کیا؟“ میں نے دشت سے کہا: تم کو کیوں نہیں رہا ہو؟
اس وقت کی بات دوسری تھی جب ہم نواب کے قلعے میں تھے اور وہ
نئی تھے میں نے نہ تم کا پتہ چلنے سے انکار کر دیا تھا اور اگلے میں
صلاحوں سے بدتر قریہ بھول کر لائی تھی جھیل جانی کو کرنی اور راستہ دیکھ
کے اُسے بلانا پڑ گیا، ٹھیک ہے مگر اب تو اس کوئی مجبوری نہیں ہے
اب کیا بات ہے؟ یہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہو سکتا ہے پہلے ہی کیا ہو رہا ہے؟
سرم دادا! میری بات ذرا دھیان سے سنو تو ہم کون میں نواب کون ہے
خدا کون ہے؟ ہائی کے طوئے شکل سے مشتے ہیں غلاب خوب دانہ ہے
ملا اعلیٰ آؤ گے سچے۔ وہ ہیں کبھی اس طرح کی کیفیت... میری ہوا
بائپ رہی تھی نہ غلام کو... مگر حق سے اور جھیل جانی کے دوازے کا
ہونے کا قیاس ہو سکتے ہیں؟ تو پھر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے
اس کا کچھ لیے یہ وقت کسی طرز میں نہیں۔ پر کیا ہے جس سے دیکھ کے
یہ سہم میں کھول ہی ہونے لگی۔ گولڈی اپنی رفتار سے چل رہی تھی۔
کاشفہ زور دیا تھی جس کی واسطہ سے کس فاضل پر پہنچنے کی غلیبیں
کرنے لگے۔ وہ میری بات سننے کی کوشش کر رہے تھے نہ سمجھنے کی
بھٹے نہ رہا گیا۔ میں پھر سے بلانا پھڑکا کے اپنے آفرینے کیلے لپکا۔
نہر کی رفتار تھی نہ نہیں تھی کہ میں نہ خود سنا۔ اسے کچھ ہی غلط ہے
دوسری طرف چل رہی تھی میں پھر زور دیا سے وہ سانی واسطہ ہو کر کے
اسے آسانی سے چڑھ سکتا تھا۔ کچھ جہاں جھیل سے بات کر کے چلیے تھی
میں اس سے کہنا چاہتا تھا کہ اس کی یہ منشا ہے تو نواب کا پاس
جانے کا یہ حیرت مناسبت نہیں ہے حکومت میں آج امان اور میری جلی
پہنچے تھے۔ مگر ہم نہیں۔ تو پھر یہاں سادہ داری خدا اس کے ہوا
کوئی بار ہی نہیں رہا تھا۔ کچھ نواب کی حویلی آج ملے سچے اسے
دیکھ لیا جیسے مگر اب امان اور میری مل کے سامنے کچھ نہ نہ رہا ہے
خدا تو اس جھیل سے چلے گئے نیچا اتارنے کی درخواست کر سکتا تھا۔
یقیناً اس نے فیصلہ کر کے نہیں غفلت کی ہے نہ بھگت اس سے انسانی کی
قصاص کے بعد اس کی جو مرضی تھی میں نے پاخانہ پر تمام ہی دیکھا
خدا کو کہنے سے چھوٹ کے میری کہیں پاخانہ کو مال ویرانہ نہ فرما رہا
ہو گئی تھی پھر ملنے پیر بارہ دیکھنے کے کچھ چھوٹ سست پر وہ کچھ
ویرانہ دادا! میری بات سنو میں نے کوئی برائی نہیں کی ہے کہ نہ
ختم ہو گیا ہے اسے وہ بارہ کر دیا اور چیلن اکون ہی ہوئی نہ ہی ہے
چھو کوئی لہذا ہو سکتا ہے اور میں کوئی ایک اکٹا نہیں ہے۔ میں کبھی کسی
طرح غور سے ہوتا ہے میں وہ دوستوں کو جس دادا انہر کو نہیں جوت
توجہ دیکھ کچھ ہے۔ جہر جھیل جانی چلنے کیا کچھ ہے۔ میں ملوٹ غلام

کا یہ وقت تو کسی نہ کسی طرح گزر جائے گا مگر اس کے لیے...
”اسٹرا اس کو دیکھ کے آیا ہے جانی، اور تو جو تیرا ہے اور
نواب کا بیگم اور میں اسے کیا بولتا تھا؟“

”میں یہاں ہے مگر وہ جلد ہی پادری ہیں ٹھیک ہو جائے گا۔ سب
ٹھیک ہی رہے گا۔“

”میں کو ایسے ٹھیک ہونا ہوتا تو کبھی کا ہوا آج راجا... پیر
زہر خد سے لولا اس کی آنکھوں میں گری ایک انہی تھی تو میں بھی تیری
اپنی آنکھ کوئی جاگ رہے نہیں جا رہے سلا۔ بعد کو ہم بھی اپنے ہی سہ
کبھی آؤں ایسے ٹھیک نہیں ہوا۔ خدا تو کوئی ایسا ہوتا ہے۔ کبھی
تیرا دیکھ کے نہیں آیا ہے وقت کی کیا بات کرتا ہے سالہ بھی جوتا
سہ تو انہی اسی مچھ کے آجاتا ہے۔ ابھی کچھ کچھ کہنے سے ہوا
وقت تو کہنے ہی نہیں لیا ہے۔ اس کی نگاہیں کچھ اپنے جسم پر
پاؤں تھی مسوں پر۔ ہی نہیں میں لنگ بیٹا اسے دیکھو ہوا تھا۔ چلنے
پھر رہے تھے اب اور تھکی ہوئی آؤں میں جوتا اپنی زبان میں کچھ تھا؟
یہ وہ ایک ایک لفظ سب سے سننے میں کسی کو بھی نہ تھی کہ
آؤں تھا: ہول سے۔ وہ کچھ جھیل کے جوتا پہنچیں ہوگا؟“

میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ جواب دینے پر ہی نہیں
خدا سب گنگ رہا تھا جیسے میں اس کے سامنے لنگ ہو گیا ہوں۔ پیر
نے میرا سراپے سینے سے لگا لیا وہ کچھ سے ملنے کیا کیا کہنا رہا ہے
شاہ کچھ نہیں سنا میں اس کے آگے لنگ جوتا چاہتا تھا کہ نہیں
سے یہ بھی نہ ہو کہ میرا سراپا ہم سینے میں ڈوب گیا تھا۔

مجھے نہیں معلوم کہ تم کتنی دیر تک ملتی رہی جب اس کی طرف سے
نے بہت بھٹنے پر تھکی گئے کے گئے آؤں کا اشارہ کیا۔ رقم سہ
لے کر کے کچھ چل رہی۔ وہ بڑے نواب کی حویلی کو روانہ تھا۔ ہم
نے کل رات ہی اسے جوتا کیا تھا۔ وہ اسے کے عورت اور شہنشاہ مل
ہوئی تھیں کل کے غلطے میں بہت زیادہ۔ جوتا وہاں فرما کھول دیا گیا
خدا! پھر کتنی دیر جاتا ہے غلطی میں کھڑے تھے اور ان کی آؤں
سے باہر آیا ہوا کوئی نہ تھی وہ کچھ لیے وہ ہم پر ہو گیا تھا۔ وہ آؤ
سے عورت کھڑے اور ان کے درمیان گورنگا میں آؤں ملے اسے
کچھ کئی آدمی سندھ کھڑے نظر آئے کہ ہم عرض کا کہ پیر ہیں بکے
تھوڑی آؤں سے عورت کی سیز جھول پر بڑے نواب کی جھول گئی
وہ رقم چھوڑنے ہی جادری جانب لپکا۔ کچھ سے جوتا پیر بڑے زور
سے خدا رکھا تھا۔ اس نے کچھ بھٹنے کے آؤں میں بڑھنا تھا
پیر نے آؤں رکھا اور میں نے خود کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی لیکن پیر
ملانہ رہی اندر سے کٹ رہا تھا۔ میں نے اسے چھوڑنے ایک باؤں ہی

[illegible]

غالباً اس لیے کہیں ہم کوئی مطالبہ نہ کر سکیں۔

سب اندر چلے گئے تھے۔ اندر سے سب پٹاتے تھیں اور بڑبڑاتی سرگوشیوں کا شور مچھ رہا تھا۔ دیکھا کہ پھر ناموسی چھا گئی وہ ہم سے اور دور چلے گئے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ اندر سے کوئی نہ کہیں ہو چکے ہو کیسے گھر گئے اور کوئی نہیں آیا تو میری سنا دلہی کا ارادہ کیا۔ کمرے کا دروازہ کھولا کہ جسے اس کی کشادہ بال جیسے ہاتھ ہیں آگئے جہاں سے گئی جیسے متذکرہ راستہ نکلتے تھے۔ وہاں میں داخل ہوئے یہی یہی نظر سب سے پہلے خاں صاحب پر پڑی تو ہی شخص جو کھڑے تھے وہاں نکلتے دہندہ بن کر آیا تھا اور جس نے ہمیں ایک زبان سے نکال کر دوسرے زمان میں ڈال دیا تھا۔ یہاں تو سب میں قدم رکھتے ہیں اس کا گنگہ گڑگڑ کی طرح برل گیا تھا مجھے دیکھ کر پہلے تو خاں صاحب کا جسم کڑا لگی تھا دوسرے ہی دل دہلنے لگی تھی یہی طرف ہر گز نہیں آتے بہت خشنہ دیوے وہ بدرعاس سے بولے۔

صرف اتنی ہی بات تھی۔ جس کے بقول کتنی سمانی سے مارنے کہہ دیا گیا تھا۔ میرے ہی میں آئی کو لے ہاتھ کاٹنا پھر سید کوں کہہ کر کھینچی تو وہاں پہنچے۔ اس کی عاجزی پر میرے سینے میں جگ سی جھولی اٹھ گئی۔ میرے اور میرے کو کہ میرا بھی تنگ آئے ہوں کہ کشانات ہوں گے جو یہاں سولی میں ہم پر برساتے گئے تھے۔ ہمیں صلیبن کی جگہ کوٹری میں رکھا گیا تھا۔ صلیب کی ایک کمرے تھے۔ میں نے بہت غصہ کیا اور ہونٹ پیچھے چپ ہٹا دیا۔

”ہیں۔ ہیں۔ سب سے کیا کموں؟“ خاں صاحب انتظار ہی تھے میں بولے ہوں مجھے کہ ایک غلام بعض اپنے آٹا کے ٹکڑے کہیں کی تھی۔ اس میں قہم کی کوئی طرف نظر ڈال رہی تو مانتا بھی اپنی جگہ بہت ہے میں تھے۔

میں نے اس سے نہیں کہا کہ وہ آدمی سے ایک ایک کس کوئی ہی گیا تھا۔ اس نے ہماری کوئی بات سنی گوارا نہیں کی تھی۔ ہم نے اسے کتے واسطے دیے تھے۔ کیسے نرا کوئی تھی۔

”جیسے ہی دیکھو؟“ منبر کی نے اضطراب سے کہا: ”ایک آپ کوئی قصور نہیں تھا۔ قصور شاید کسی کا ہی نہیں تھا۔ وہ وقت اٹکتے چٹا بڑا تھا۔ قدرتی کھنڈ وہاں ہے۔ اس سے تھنہ تو میرا حال لازم ہے۔“

خاں صاحب کی ”تھیں بھلی ہوئی تھیں۔“ ہونٹ چپ کر لہجہ تھے۔ ایک ایک وہ میرے سامنے ہاتھ باندھ کے کمرے ہو گئے۔ ”ایک ایک کیسے میں غائب سے ڈانٹ کر لڑائی سے گھر کو کھینچا تا بہت سہری جیہ

کیا سب کو مہیج ہے۔ لیکن... لیکن سب کچھ بہت غلط اور غلام ایک جنگ ناراض تھا۔ میری درخواست ہے کہ اس میں ہلکا کے لیے ضرور کوئی سزا جو بڑے فریادے گا اس کی نجات کی کوئی صورت ہیں گئے۔

”جائے اب آپ اب آپ...“ مختلف میرے حق میں ٹھٹھتے تھے۔

”چھوڑے میں ذات گئی ات گئی، بڑی گھڑیاں یاد رکھنے سے اذیت اور ہوا ہوتی ہے۔“ مہر علی نے آئی کی کمرے چھتے ہوئے کہا: ”آئیے اندر بیٹھیں۔“ میں خوش ہو کر چلا ہوا۔

”غور و خور خاں صاحب مہندی سے بولے دھیرے ساتھ آشریف لائے۔ دھڑکتے دھڑکتے آفتوں نے مجھے لگے لگاتے کی کوشش کی میں نے اختیار چھپے ہٹ گیا۔ خاں صاحب نے میرے ہاتھ پکڑ لیے اور انھیں پیسے ہر گز نہ ہونے دیے۔ بولے: ”تو کے تو اپنے گناہ کا کوئی کھنڈ دیکھے۔“ ان کی آواز بھر پور رہی تھی میں سر ہلکا کے گاہ گیا اور صلیب کو دیکھ کر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔

سارا دن درخت تھا۔ خام کوں سے ابھی ابھی میں یہاں سے گزرا تھا کہیں اب مجھے ہاتھ پکڑ کر جوش نہیں تھا۔ انداز سے میں ٹھٹھکے دروازے کے ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ آج بھی داخل کوئی زور اور بیروں میں موجود تھے۔ سب کو کھسکے تھے۔ ایک دوسرے سے باز تھیں۔ صوفوں میں دھیسے ہوئے تھے۔ میرے آنے پر سب نے چونک کر مجھے دیکھا۔ بھٹلنے ہاتھ بڑھانے کے لیے اپنے پاس بلا لیا۔ ”وہاں کیوں دست رہا ہے رہے؟“ اس نے بھٹل آواز میں مجھ سے پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ بس وہ اُدھر اُدھر...“ مجھے ہر وقت اس کا ہوا گیا۔ اُسے یہ نشان دہنے کے خیال سے میں نے خاں صاحب کا نام نہیں لیا۔

”اُدھر کوئی صورت نہ تھی؟“

”نہیں۔“ میرے کمرے سے نکلی جیہ اس طرف کیسے چلی گئی؟ وہ سینہ ہاتھ لگا اور اس کی گھوڑی نظروں مجھے بہرہ کو نہ دیکھتا ”کیا ہے لاؤ لے؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے میں نے زنی سے کہا۔“

اس نے مجھ سے بات نہیں کی اور صوفے کی پشت سے سر اٹھائے گئی مگر سائیں بھرے لگا۔ کمرے میں فلازی سسلی آیا رہتے۔ انھوں نے گھر میں کسی کو بھی بھڑکادی تھی

میرے جیسی بیوی خوشیوں میں تھی جیسے وہاں گلاب محمول دے گئے ہوں۔ ساری کھڑکیاں کھول دی گئیں تھیں اور ان کے پرچے پرچے پرچے ہوا کے جھوکوں سے سرمے سے تھے۔ ہاتھوں سے کھڑے ہاتھ فالتوس روشن کر دیا تھا اور وہاں بیڑے مختلف رنگ کے شادیں رنگے مہول کی شادیاں اور بیگوں کے پشت کے علاوہ ایک بڑا خاص دان بھی لاکے بجاوا تھا۔ پیر دے خاص دان کھول کے دیکھا وہ ہانسی کے اواز میں پٹی ہوئی گوریوں سے بھرا تھا۔ پیر دے ایک گھوڑی اٹھا کے کھڑے۔ رول اور اس کی کھچیں چھتے کھینچ کر رول جاتی آؤ خاص دان اٹھا کے لپکا ہوا جھل کے پاس آ پڑا بھی ڈا اس کو لے داکے کچھو۔ قسمت ایک مہ سالہ چھوٹا مالک مڑا نہیں گئی گیا ہے۔“

بھٹلنے نے بھی گھوڑی کھینچ رہی تھی۔ پیر دے اس طرح خاص دان پڑھا ہے ہونے تھا پیسے کوئی محبوب ہاتھ آئی ہو۔ وہ زور کاٹنے اور آج کل کو گھوڑا کھلا میرے سے جس آگے۔ میرا ہی بڑا اڑا سا تھا۔ میں بھٹل کے کتنے پرنا کر اور اندر بچھا آیا تھا لیکن میری کچھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔ طرح طرح کے سوال میرے ذہن میں بھٹک رہے تھے۔ یہاں سے واپس کے پاس میں۔ غلام کے بارے میں آجائے کی خبر ہی ہوئی تھی۔ اُس کے بارے میں یہ کھٹک اب پولیس کی گرفت اور افسر کے کسی آدمی کے سبب راجس کا دھڑ بڑانے کا امکان نہیں رہا تھا۔ میں شخص کی وجہ سے نہیں کہ حرکت میں آجائے گا اندیشہ پانچ سے کے آدمیوں کے بھگ جانے کا احتمال تھا۔ ہم اس کے گھر میں بیٹھے تھے۔ اب بات ہر کوئی گروہ و نہیں رہی تھی لیکن دستہ مراف ہوئے سے غور اس شخص سے رانی تو تھیں تھیں۔ کس نے بھٹل نے دھاگے کے باسٹ میں اپنے طور پر کچھ کچھ کر رکھا۔ وہ میں نے اس کا چہرہ پر بڑھنے کی کوشش کی مگر اس پر کھینچ ہوئی آڑی تھیں۔ گھڑوں کے ساتھ کچھ کچھ نہیں آیا۔ اس کی نیچر اٹھیں تو ہوئی تھیں کئی سلاخ سے وہ ماگ رہا تھا اور سب دروازوں کے درمیان بندھا بیٹھا تھا۔

میں دھڑکتے کھانے سے بولے۔ ”اس کا جسم گرگا۔ بھڑک بھڑک تھا۔ شاید اسے کھسکے کوئی انداز نہیں تھا اور نہ اس میں سے کسی کو کمان کچھ چھوڑا۔ اضطراب میں سرکوں چھایا ہوا تھا۔ وہی سکون جو کوئی منزل تمام کر لینے کے بعد ممکن تھا۔ اب اور وہی اضطراب جو کوئی منزل کھنڈ لینے کی تھی۔“

تو بڑے۔ وہ جو کھنڈ کے انداز میں بار بار ایک دوسرے کے چہرے دیکھتے تھے اور اپنے آپ میں کھوجا تے تھے۔ کئی کئی سے کسی کو کوئی مدد نہیں ہوئی تھی۔ نہ پیر دے کو اپنی

بڑی اور بڑی سے لٹا کوئی جلدی تھی۔ نہ آجائے کوئی فریاد تھا۔ قلم اور اکر کو دیکھنے کی بڑی میں ایک ایسی کے گھر جانے کب سے ان کی راہ ملک تھیں ہوں گے۔ پھر یہی ایسی جلدی کیا ہے؟ وہ میں اس شخص میں سوالوں ایک بھی پر وہ دھنک نہیں ملاری ہے۔ کیا میں ان سے زور دیکھتا اور دستا ہوں یا مجھے ان سے کم دیکھتا اور دستا آتا ہے۔ کون نے تو مجھے نہیں لگا تھا لیکن میں غور اپنے سامنے تو موجود تھا۔ غار سے شک کچھ ایسے مجھے نہیں آتے تھے۔ اب تو میں اپنی ہی فکر وں سے داخل ہوا تھا۔ یہ یقیناً ان کا سب کا یہ سکوت۔ ”ایسا نہ کی کوئی کیفیت تھی کہ اب انھیں مہر لکھ کر ہی بنا ہے۔ سویر سویر سے کوئی طرف چلتا ہے۔ مجھے فریق نہیں۔ غار بہر اور کمرے سے دور ہوئے اور میں سے دور ہو کر پھر میں خواب چھٹنا چند لمحوں میں کیا رکھا ہے۔ وہ کون سے میرے منتظر ہوں گے۔ انھوں نے تو اپنی دولت میں کب کی اپنے جانی پڑتی ڈال دی تھی خروں کا انتظار کون کرے؟ اور اب میں خام کوں گھر میں آئے صوبی کتنی ہوئی چند ہو مجھے لگائی کی ہے کئی ضرورت ہو گئی۔ اچھا ہی ہوا ہو پیر دے ان بھی کھٹک کھڑا رہا۔ وہ بھٹل مجھ بہت لافظ ہوتا ہے کیسے ممکن ہے کہ خاں گوریوں چھوڑ دینے کے بعد چاہتے رہا۔ سترہ بول پڑی۔ ”نہ کرے۔“ اب حال اب جلد بھٹک ہو جائے۔ خام کوں کٹنے کا کوئی تہیہ نیک۔ اس کی کا آستہا ہی طلب ہو گا۔ یہ سب ہے۔ اسے اپنے آستہا و یہاں میں بھول گیا۔ ابھی اسے میں بیروں سے کچھ کچھ دیکھنا دیکھا کہ میری کھینچے ہوئے اس کو کھول دیکھیں۔ ابھی اسے میں اس سے میرے نہ رہا چلا ہوا تھا۔

پیر دے خام کوں میری طرف بڑھا ہوا کھول گوری میں نے بھی اٹھی۔ اس نے ہاتھ پکڑے۔ مجھے ایسا لگا جیسے کمرے میں بھول کس اٹھے ہوئے کھول کے بھولے میں نے نہ کہ میرا پان نہیں کیا تھا۔ ”یہ نے کھڑے پان دان کا خاص اہتمام کیا تھا پان کا شوق۔ وہ کوئی نہیں تھا لیکن آڑی کا کھٹا کھٹا پان دان کے بغیر گھر نہ ہوتا۔ سمسور ہوتا ہے۔ وہ بھی بہت نہیں پان دان کی مگر اس پان کی لذت تھی کہ ابھی۔ اس میں تیر خوشیوں کی بوٹے جانے سائیں کم کر سمسور ہی زور دیکھو۔ ہاتھ کا سب چیزیں اپ کوئی کے ڈال گئی ہیں۔“ وہ فالتو کی بھی اپنی تاثیر ہوتی ہے۔ مجھے اپنا سینہ اگدا سا محسوس ہوا۔ آج میں میں بڑے بعض کا پورا پورا قہقہہ یہاں کی ایک گھوڑی زری کے لیے ضرور ہے جاتا۔ وہ ہمیشہ خوب ہے خوب تر کی بھٹی میں رہتی ہے۔

تھے مگر ہم آپ سے مل کر رہیں، ہم آپ کی طرف سے غافل نہیں تھے۔
 بیرونی اس کو تباہی کا ماحول بنے کہ وہ آپ کی باتیں غور و فکر سے
 نہیں سمجھ سکتے تھے۔ ہم نے آپ سے اپنی غور و فکر کا اظہار کیا تھا لیکن
 اس کا سبب اگر آپ کی طرف سے آپ کے دل میں اس قدر غور و فکر کی کوئی
 تھی تو دوسری جانب اس صورت میں باہل و راستہ میں بیٹنا بھی
 مقصود تھا کہ آپ کے دلوں کو اس وقت تک ہماری غفلت میں
 رہیں گے جب تک ۔۔۔

”ہم نے ایسا ہی ماحول اختیار کیا تھا جس سے ہم بچے ہیں۔“
 ”اور وہ بازار کے علاقے میں آپ کے قدم سے اخیر
 ہونے کے باوجود ہمیں اعتراض تھا کہ آخر میں اپنے مقصد میں کامیاب
 ہوں گے۔ ہمیں ملحق اس کی پوری باتیں تھیں کہ آپ کس اور طرف
 وادری کے لیے جا سکتے ہیں اور باقی گمراہوں کا گھٹا مارا جوی
 کی جانب ہو گا کہ ہے ہمیں اپنے ذرائع و وسائل پر یقین تھا کہ اپنی
 اقتدار تک رسائی کا شرف ہمیں اور بہت سے اعزاز و افتخار کے ساتھ
 ورثہ میں ملے۔ ہمارے غم ذرا وہاں شہنشاہ جنگ توان
 دلوں پر راستی انتظار میں ملا کہ سب پر نافرمانی؟

نواب شہنشاہ جنگ کے نام پر اہل جان بدلتے بدلتے رہے۔
 انھوں نے انتظار میں انداز میں غفلت کی طرف دیکھا۔ انھوں نے آپ کو
 پہنچا لیں اور اہل جان کی زبان پر پھرتے آتے رہے۔
 نواب نے ان کے بات باری رکھی۔ ہمیں غم ہو گیا تھا کہ آپ
 نے اس طرف ہمارے علاقے میں آگاہی مشہور کرنا نہ کیا تھا
 کیا ہے۔ اس طرف سے آنے والی افواہات ہمارے لیے بہت جبران
 تھیں اور کسی حد تک کوشش نہ کی تھی۔ ہم یہاں دوسرے بیٹھے آپ
 کے ایک ایک لمحے کے خدائے اور ہمیں کوئی خبر نہیں تھا کہ آپ
 کو مال کا ریل کے ہماری طرف آتے ہیں۔ ہمیں امید نہ تھی کہ آپ
 کو آپ کو اپنے دوسرے باروت سے اس پار دیواری میں توڑ کر
 اگر آپ نے کسی دوسرے باروت سے اس پار دیواری میں توڑ کر
 تو۔۔۔ نواب یقین پڑھ کر تھے لگا اور گہری سانس کے لیے بولا
 ”ہم نے انھیں کوئی خبر نہ دی تھی کہ آپ کا ہوا تھا کہ ممکن ہے،
 اب تک ان کے لئے کا وقت آجائے۔ ہم نے اس کا اظہار غریب جیسا
 تھی، ہر شے کہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم آپ سے بچ سکتے ہیں۔
 ہمارے غم میں کوئی ایک نہیں تھی۔ ناہیدی کی صورت میں ہم
 اس وقت شریف النفس صاحبان کے لیے کسی دم کو بھی فائدہ کر سکتے
 تھے۔ کوئی بھی آخری فیصلہ اور سال تک کہ کسی کی نگاہ واز ہونے

ہوئے ہم ہر شہادت و شہادت پر توجہ دیتے؟
 ہم سب کچھ کی باتیں دیکھ رہے تھے۔ غفلت پر دیر واد
 آجانی سب خاموشی سے تھے رہے؟ ”نہیں میں ہر بار اس ایک؟“
 ”نہیں کوئی دیر واد؟“ نواب نے پھر چہرے کے لیے کہا۔ ہم نے اپنے
 طور پر اپنی صورت و ملامت بہت کچھ کیا۔ آپ نے ہمیں ناراض سے
 کر کے اور کس قدر غم سے اپنے سے اڑا رکھنے کے لیے ایک بار پھر
 کوشش کی تھی۔ ہم نے بھی اپنا دوا بعد میں ہمارے علاقے سے
 ہٹنے والی افواہات میں بھی آپ کا مشورہ اڑاتے پھر آپ کو کوئی
 نہیں لیکن ہمارے بزرگ غالباً ہمیں ایک دوسرے دیکھ رہے تھے۔
 بادہ خواروں کا دردک میں رکھتے تھے۔ ہم چوتھے ہیں۔ جب آپ ہال
 آئے تھے کاش ہمیں ہر اس وقت آپ کی بات مان لیتے اور دوسروں
 کو آپ کے ساتھ ہی کر لیتے۔ اس وقت میں نواب کی ہر ایک ہر ایک
 دیتے گرام۔ ان میں میں بھی کسی کسی کو بھی ہر ایک ہر ایک
 میں آپ کی جانب سے کسی بھی ماز کی کوئی غفلت نہیں تھی۔ ہمیں آپ
 کے بارے میں ظہور بہت کچھ دیکھا تھا۔

”آپ کو کوئی خبر نہ ہو گا کہ نواب صاحب!۔۔۔“ غفلت کی سبب سے
 آواز کے میں کوئی؟“

”یقیناً اذیت نواب نے شائستگی سے کہہ دیا ہمارا علاقہ
 علاقے سے ہے۔ ہمیں یقیناً اس افواہات پر یقین نہیں تھا
 تصور یہ کہ ایک ہی طرح میں کرتے ہیں اور یہ ہمارے گھر کو بھی
 تھی کہ ہم نے انھیں ہوں کو کوئی خبر نہ ہو گا۔ رات صرف کوئی رات
 ہمارے بزرگ ہائے کے پردہ کی طرف مڑا کر کہہ گئے۔ رات
 ہمارے بزرگ نے ہمیں اندر لگا کر وہ مشورہ کرنا تھا جس سے ہم
 کسی مشورہ میں ہوتے تھے۔ کاش بات ہم نے اپنے آپ کو کوئی تھا
 ہم ہر ایک کی بات سن کر کھنکھاتی تھی۔ دوسری رات ہم ہائے ہوں
 ہو گئے تھے۔ ہم نے اپنے ہمالیہ کو گند کے حوالے کرنا تھا اور اپنے
 چارہ گز سے کہہ دیا تھا کہ اب ہمیں ہمارے علاقے کی طرف سے
 کوئی خبر نہ پہنچائی ہے، حالانکہ میں مشورہ دیکھا تھا۔۔۔

ہمارے ہر اندیشوں نے ہمیں مشورہ دیا تھا کہ ہمارے ”دلوں“ کو
 ہمارے علاقے میں موجود ہیں۔ ہم ایک آخری تدبیر کے طور پر
 یہاں مذاہنے و مسائل حرکت میں لائیں۔ ہم راستہ کے راستوں
 پر ہر ایک کی بات سنیں، دوسرے ہمارے آبا کی طاقت بڑی ہے۔
 اس کے عظمت و مظلوم اور ادا و جوش میں کہ ہمارے آبا کا خون بھی
 شامل ہے، ہم ہر امور پر آمید کر سکتے تھے کہ ایک رات میں ہر

ہے اپنی قدم و دواوری کے مسئلے میں ضروری ہے کہ ہم کو کوئی
 گھڑی کر سکتے تھے اور ہمیں خوب اندازہ تھا کہ اس کے نتائج کتنے
 سنگین ہو سکتے ہیں۔ ان چند دنوں میں کہ ہم نہیں ہر احساس پہنچا
 تھا کہ ہم کو کوئی کی طرف اٹھی افواہات کے۔ وہ لوگ انھوں نے
 ہمیں مخاطب کرنے کی طرح طرح سنیں کہ ہے، انھوں نے ہمارے
 کے علاقے کو جان بوجھ کے کیا ہو گا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے انھوں نے
 میں کچھ یاد کر لیں۔ یہ کی کوئی کوشش کی ہے۔ ہمارے ایک ہر ایک
 اپنی رسوائی کا بھی خیال کیا کہ ان اس فوج کی کوئی صورت حال پیدا
 ہوگی جو وہاں رسوائی کیا ہو سکتی ہے۔ ہمیں غور و فکر کی تھی کہ
 اس مشورے کو ہمارے علاقے سے واپس لوگوں کے مقابلے میں
 ہماری بات پر یقین کرنا چاہیں گے کہ ہم یہاں ایک زمانے سے
 شرافت اور اعتبار کا دربار کر رہے ہیں۔ کوئی چاہے نہیں کہ کسی
 ان ہم اپنے مشوروں کے فرمودے پر آمادہ ہو جائے مگر اس نے
 اپنے بزرگ کو دیکھ کر نواب کا مشورہ ہر ایک کی طرف مخاطب کیے
 ”آپ ہم ایک شکست خوردہ کی حیثیت سے کوئی ہتھیار نہیں
 لیتے لیکن ایک شہادت پر ہر ایک ہر ایک کی ہر ایک طلب ہم
 سے ملتا رہتا ہے۔ ان کی چند ہم سے تھی۔ اور جو یہ سب
 نہیں ہوگی، اس نواب کے مقابلے میں کوئی اور نہیں ہر ایک
 ہر ایک ہر ایک ہر ایک ہر ایک اور چاہے۔ ہم کو بھی نہیں
 ان کی ہر ایک کے لیے اس سے کہہ نہیں جان سکتے۔ ہمیں غور و فکر
 وہ ہر ایک کو نہیں آتا۔ ہم نے ہر سے اس پر غور و فکر نہیں کیا؟

”آپ نے اپنا کیا نواب صاحب؟“ غفلت سے کہا۔
 ”مگر غور و فکر میں ہوں۔ ہر حال، ہم نے یہ کہہ کر دست
 صبر کچھ بیان کر دیا ہے؟“ نواب شکست آواز میں بولا۔ اس کو وہ
 سے ہماری غرض و غایت اپنی نگ دل کو نہاؤ۔ ان کی افواہات
 ہم سے کہہ بھی امید نہ تھا اور ہم نے ان رات کے سواست سواست
 اپنے میں سے ہر ایک تھا۔ ہم نے یہ افواہات میں سے یہ کیا ہے
 کہ آپ ہمارے لیے کسی ہر ایک کا یقین کر سکیں اور ہم سے کوئی
 طاقت وادہ نہیں؟

”آپ، آپ پر کیا فرما رہے ہیں؟“ اہل جان نے یہ سنی کہ
 ”اپنے لوگ کیا بھی امید رہتا تھا کہ ہمارے نواب صاحب؟“
 ”مگر غور و فکر میں ہوں۔“

”نہیں، ہمیں یہ پڑے نواب نے پہنچائی افواہات میں کہا۔ آپ
 قلم سے سر اٹھوں پر گھر آپ کو کیا باتیں، ہمارا ہتھیار ہے کوئی

دھک رہا ہے۔۔۔“ ہمیں اس سے بڑا حال ہے۔ ہم کچھ نہیں کرنا چاہتے
 تھے لیکن سب سے زیادہ زبان پر آئی آپ کو ضرور دیکھ کر ہمارا
 ہو گا۔ ہم نے اپنے ہر ایک میں اس انداز میں بیان کیا کہ ہم کو کوئی
 ہر ایک کے لیے ہر ایک میں اس انداز میں بیان کیا کہ ہم کو کوئی
 غور و فکر میں سے آپ کو کوئی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 ہر ایک کے لیے ہر ایک میں اس انداز میں بیان کیا کہ ہم کو کوئی
 ہمارے لیے کوئی سزا کر دیکھیے کہ ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 ”ابھی آپ آپ کیسے ہوتے ہو؟“ نواب صاحب ہر ایک کے لیے
 ”ابھی آپ کو کوئی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے

”ہمیں احساس ہے کہ ہم کو کوئی کس قسم کا ہر ایک
 رہے ہیں۔ ان لوگوں کی بات سے دل ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 بہت سوچ کیے ہیں۔ ایک سوچ اور کر دیکھیے ہیں کوئی ہم
 دیکھیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 اقبال کی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے

”معلوم نہیں اور کیا کہہ رہا تھا؟“ اس نے خود بھی غور و فکر
 ہر ایک کی آواز فرمائی تھی۔ انھیں کوئی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 جاتی ہے۔ مجھے ۵۰ نواب اور ادا و جوش ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 کہتے ہیں ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 وہ کوئی اور غرض تھا اس شخص کو کوئی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 اس میں کوئی آواز نہیں تھی۔ سب ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 تھے۔ کچھ اس کی طرف ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 کہتے ہیں ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے

”ہمیں ان اس امر سے غور و فکر ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 کے کوئی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے

”ہمیں ان اس امر سے غور و فکر ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 کے کوئی ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے
 ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے ہر ایک کے لیے

میں سے دھڑکا گا ہوا تھا کہ غافل نہیں انکار دگر دیں، وہ جانتے کیا
 سمجھیں، انھیں کتنے زمانے کے لگنا ہی کے بعد یہ جنت ہی ہے، وہ
 اب کوئی غرض انداز ہی کیوں کر بند کر رہی گی، غافل کی جگہ ہم جیسے تو
 نہیں بھی یہ فیصلہ کر سکتے ہیں، غفلت اور پیش آنی، آپ نے ہیں ان
 کے متعلق زیادہ تفصیلات میں نہیں بتائی تھیں، ہمیں کچھ شبہاں معذور
 تھا کہ وہ اپنی اپنی زندگی کی کن کن چیزوں میں بھڑکی ہوئی تھی، یہ غریبی
 قیام تم غلط کر گئے ہیں، وہ دشمنی سے بولی، ہمارے سارے مسکون
 سے ہے کہ وہ اپنی نئی زندگی میں کس حد تک شامل ہو چکی ہیں۔
 بعد ازاں یہ سوچ سوچ کر گزرتے گئے تھا کہ اگر غافل نے انکار کر دیا
 تو ہم کہاں جا سکتے تھے، کس لیے کس کی بندوبست تھی، دوسرے لیے کوٹ
 جاتی تھی، ہم سوچتے تھے کہ اگر وہ ہو جی تو وہ نہ بنے ہی بہت ہو
 گئی تھی، جب تک آپ انزال میں تھے، ہم آپ کی رہائی کے لیے
 جوئی کے غامدوں سے انتہائی کر رہے تھے کیوں کہ آپ کی رہائی
 سے نام کی آدمی کی توقع شرط تھی، آپ کے جانے کے بعد ہمارے
 سر سے کوئی دھواڑ اٹھا تو دوسری طرف ہم پر یہ وحشت طاری رہی
 کہ اگر ناپائے... رہا اس کی آواز دہکتے گئے کیوں اس نے غلاری
 فوراً ہٹا دیا، اگر ناپائے بھی نہیں ہوا تھا جو آپ کے بیان
 نید ہونے پر بھلا ہوا تھا، اب کوئی حرج تو نہیں رہا تھا، آپ کے
 جانے کے بعد میں ایک خواب ناگ انتہا سے دوچار ہوا تھا کہ
 ہمارا فیصلہ کھٹا ہے، ہمارے ماں دکان میں بھی نہیں تھا کہ آپ
 کے جانے کی وجہ ہوگی اور غافل کی موت نہیں اتنی جلدی دیکھنے کو
 مل جائے گی اور کوئی کرشمہ ہو جائے گا، وقت ہی گزرتا رہا تھا،
 پہلی رات تو آپ بیان سے گئے تھے اور ہم کپ کے لیے دوا میں
 کر رہے تھے کہ آپ کے عجیب تھے جلد سے جلد راست سے دور ہو جائیں
 اور کسی صورت نام کے پاس پہنچ جائیں، اور اللہ پاک خاتم کے درمیں
 بکھر ڈال دے، ہم تھوڑے بھی نہیں کر سکتے تھے کہ خدا ہر پر ہے، رہی
 ہوجانے کا، ایک ہی دن دیر میں گزرتے کہ خاتمہ آج اس کی مٹی
 رات جاتی ملاوٹ کر کے کی رات تھی، ہم کو اور بھی مانگتے...
 کچھ عرصہ گزر گیا اس سے زیادہ مانگ ہی کیا کہتے تھے؟
 دو تین تھے کے لیے کہ ہوا تھا کہ کی تھا اور میں دم بخود
 دیکھا تھا، وہ غافل ہوئی تو ایسا لگا جیسے کسے میں ہلک سی چیز
 کی کی ہوئی ہو اور سب کچھ تھوڑے ہو گیا ہو، سارا کار کوٹ گیا ہو، جہ
 لیے یہ سکوت مستطرب اور درمیں سے ختم آواز میں جیسے لوگ گوش
 نے تو کچھ لیا ہی نہیں ہے، گئی کوئی آسمان ہوا اور وہ جمل آواز

چاہے تھا، میں اس سے کہہ رہا تھا جتنا کہ ہر سب کچھ تو اسے جمل
 کے سامنے کھڑا ہے، اس دار و ستان کا سب سے زیادہ مستحق تو وہی
 ہے، غافل کو ہوتے نہیں، اس نے کیا ہے، نور ہمارے انوار کی چوٹی
 سے زیادہ قواب عالم باب کی حالت دیکھ کے درہ ہمارے رہائی
 کے بعد غافل کو بیان لانے کی کیا ضرورت تھی، میں تو یہوں رات
 بیان سے جانے کے بعد مسلسل اس میں مقبوض ہو گیا تھا کہ آپ کہیں
 تو رہا ہیں، اسے کہتی کے لیے روانہ ہو جا یا ہے، میں نے بہت تپا
 اُسے صاف صاف بتا دیا، وہ کہ سزاوار اسان میں نہیں ہوں، جمل
 ہے اور پھر وہ بتا دیا اور خود غافل ہے، ہوتے سے غافل کی آمد کا کوئی
 میں نے میں جانتا تھا کہ جمل کو ہمارے جنت کا ایک ہی راستہ نظر
 آیا ہو گا۔ یہ شک قواب عالم باب کی جاں کشی نے بھی جمل کو کچھ
 حاکم کی ہوگا، مگر اس کی لگے ہوں کہ کوئی تو نہیں ہوں گے، جوئی سے
 نکل کے اڈے پہنچنے کے بعد جمل کے وہیں اڈے پر چھ رہتے کا
 مطلب بھی میں نے ہی سمجھا تھا کہ آپ چونکہ غافل کو دوران سفر وہاں
 نہیں جاسکتا اس لیے جمل کو صرف اس کا انتظار ہے اور دوسری
 کسی جگہ کی نسبت ہمارے لیے اس وقت آواز ہی زیادہ جھوٹا جگہ
 ہے، میں نے تو گزشتہ رات بیان آتے ہوئے ہیرو سے ہاتھ جوڑتے
 کی حق میں غم فرم کر کے آگے نکل کی گاڑی روک دیا جاتا
 تھا، میں نے نام کہہ کر اُسے روک دیا، میں کی کہیں نہ تھا کہ جمل میں
 آواز دے رہے کہیں پہنچ کے جلد رخصت آباد واپس جانے اور
 غافل کو سب کچھ بتا دے کہ خیال کنی باجی سے دل میں آجاتا کہوں
 سنہ میں ایسا ہو گا کہ کہیں نام کے انکار میں اس سے کوئی حوالہ
 میں دیکھ کر، لیکن جتنا کہ مجھ سے کہہ رہی تھی، مجھے اپنا وجود اتنا ہی
 بوجھ کر رہا تھا، میں اس سے یہ اعتراض کر کے کی جنت اپنے اند
 استوار کرتا رہا کہ وہیں نہیں ہوں، میں تو کئی رات سے میری وہی
 شعلہ رہا تھا کہ میں کی زبردستیوں، گاؤں سے لے کر تاج کوئی پریشانی
 کا اظہار کی تھا، لیکن یہ تو میں جانتا ہوں کہ میں کچھ نہیں اس کے
 سامنے جانے اور اس سے انھیں لانے کی جرات نہیں ہو رہی ہے،
 جیسے کسی نے بد وقت کسی کو کھانا کھا دیا اور وہ ایک بڑے گناہ کا ایک
 سے ختم سے بڑھا ہو، میری حالت اس شخص جیسی ہے، جیسے اپنے
 وار سے میں، اتنا کہ کتنے کے بعد اب مجھ میں گیتی سے پر کئے کا حوصلہ
 نہیں تھا کہ ایک کافہ آوی آن کے سامنے ہے اور ان کی یہ اظہار
 آخر مرغوشی، ان کی آنکھوں میں حیرت میرے شکر کی یہ دمک
 جمل میں جمل کا حق ہے، دوسرے کا حق، میں اس کے آوی ہو رہے تھے

کے سامنے کس طرح ہاں ملے، اور یہ آواز تو آدمی کے ساتھ ہی رہتا
 ہے، اس کے سینے میں چھپا ہوا اس کے لیے بیانی کی ضرورت بھی
 نہیں ہوتی، مجھ سے کچھ نہیں کہا جا سکے، اس سے حاصل بھی کیا تھا،
 میں زبان کھولتا تو وہ اسے میرے انکار پر ہنسی کرتیں، شاید مجھے
 ان کی آنکھوں میں اپنا زہر کم کرنے کا بارامیں نہیں تھا، اس طرح اپنی
 بڑائی کا کوئی خاص اثر بھی نام ہو سکتا تھا تو جتنی بات نہیں جمل میں جیسے
 ہونے کا انوں اور شعلی ہوئی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتا اور منتظر
 رہا، اگر یہ سب کچھ جمل کے لیے تھا تو اس اور کو تو میں تھا جمل کا خاتمہ
 بھی تو یہی ہی تھا، میرے سر میں اندیشہ سا تھا، ہوا تھا اس دوران
 گیتی سے مجھ سے کہا تھا جو میں نہیں کھانا اس کا انداز مجھے
 میری ہی آواز کی دھکتے ہوا تھا آپ کی سوچ دے ہیں، وہ غافل
 مجھ سے بڑھ کر ہی جی ہاں اس کے چہرے کی شرمیلی اور مگر کی ہو گئی تھی،
 کچھ نہیں دانی نے منتظر میں کہا،
 ”آپ ایک کراؤں ہے، لیکن خاشاک سے بولی، ہمارے عرض
 ہے کہ آپ جب تک جمل میں ہی قیام فرمائیں کوئی ضرورت نہیں رہیں
 گے اور میں بہت دیکھ بھگتا“
 ”جی ہاں میں نے ان بات میں سرفرازی نہیں، میں“
 حالت جہاں جہاں میں ہوں، اور گھر کے تمام کیوں کو ملا رہیں
 دے رہے تھے، اتفاقاً اب تو میں زبان میں کھوئی پڑی، جھوٹ
 دیکھ رہے تھے اور میں نے سے کہہ کر تھا کہ اگر وہ لڑکی اور جمل کا کافہ
 درمیں بھول رہے ہیں تو ہم اس جانب انھیں تو خیر دلانے کی ضرورت
 ضرور کریں گے، ہم ان سے کہیں گے کہ ایک صاحب دل کا شوہر کی
 ہونا چاہیے اور ہمارے ان کی کوئی اور کام سے کس طرح غفل سے خوش
 ہوں گی، لیکن ان کے سامنے کس ناروا صحت حال سے دوچار
 ہونے کی ضرورت نہیں آتی، رات جہاں جہاں میں ہیں، تحقیق کر رہے
 تھے کہ ان کے والدین کی بڑائی میں جمل کا بہرہ رواں، درجہ جمل ہونا
 چاہیے، پہلی مرتبہ ہمارے بیان اتنے تھے جہاں ان سے ہیں، انھوں
 نے ہمارے نہ کہ اتنی جمل کی بہت عرصہ بعد ہم نے جہاں جہاں
 کے چہرے پر اپنی کونجی بھرتی، انھوں نے ہم سے اور میں بہت کچھ
 کہا تھا، شاید آپ سے بھی کہہ جاؤں، ہم نے انھوں سے کہہ کر دیکھ
 ہوں تو ہم ان کی جانب آپ کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں، آپ نہیں
 ہیں...“
 ”آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟“
 ”ہم اپنے دل کی بات کر رہے ہیں، وہ جمل کو آواز میں بولی، آپ

یہاں کوئی اہمیت نہیں تھی گے تو ہم سمجھیں گے آپ نے ہمارے
 گناہ معاف نہیں کیے۔ جہاں بھائی کی غلط فہمی اور ذہنی انتشار
 کے سبب آپ کو یہ تمیز نہ تھی کہ میں اس سوجی کے
 ایک فرد کی حیثیت سے ہم خود کو بھی کم کر رہے تھے۔ خاموشی اور
 پردہ پوشی بھی ہمیں حالت کے مترادف ہے۔
 "ہمارے لیے اب اسے بھول جائیے۔"
 "ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ وہ تیزی سے بولی۔ "اسی لیے ہوا
 درخواست ہے کہ آپ اس سوجی کو اپنا گہری گفتگو کریں اور اس کے
 کیوں کو اپنے دوست اپنے عزیز۔ بخدا ہم یہ کوئی رسم اور احتیاج کر
 رہے ہیں۔ یہ ہمیں قلب منت گزارا ہے۔"
 "مجھے معلوم ہے میں نے سب کچھ بولی اور میں کہا۔
 "گناہ مجھ سے ہے کہ اس بار میں ابھی کچھ طلب کر رہے ہیں لیکن
 غبارِ کارِ بیلے کی طرح کہیں کوئی شکر یا دہی دہی چاہیں۔ ہم نے آپ کو اس
 لیے کہا۔ بلیا خاں کو خود خاموشی چاہی تھی۔ ہم نے آپ کو اس
 اور سوکھ کی التجا کریں۔ آپ نے نام کو یہاں لاکھ اس مادی جہلی
 کو زندگی کی فوری قربان کر دی۔ ہمیں ہمارے لیے اسی نوعیت کی حیثیت
 رکھتی ہے۔ آپ کو دوبارہ دیکھنے کی یہیں بہت آرزو تھی۔ رات سے ہم
 آپ کے پاس آئے۔ کے لیے یہ ہیں تھے۔ ہمیں خوف تھا کہ میں آپ
 باہر نہ پائے اور ہم اپنے احساسات کے انقراض سے قاصر نہ رہیں
 کہ ایسا ہی تھا۔ ازل ہی آپ انہیں چاہا جاتے تھے۔ کیونکہ عام کر یہاں
 پہنچا دینے کے بعد آپ کا ہم قلم ہو گیا ہے۔ آپ یوں پلے جاتے تو
 جاتے چمک اٹھتے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہاں کے ہر صدمہ میں ہر کسی ہمارے
 کی طرف گزرا۔ وقت کا ہمارا کچھ نہیں ہے۔ کہیں کسی بھی طرحی غلط
 فہم سے ہمارا ہی پٹا کھڑا رہا۔ ازل ہی کو آپ کے پاس آئے۔ ہم بار بار
 قہاروں سے پر ہوتے۔ یہ ہم کو آپ رات گئے تک ہماری بھائی کے ساتھ
 رہے اور ہمیں آنے کا موقع نہ مل سکا۔
 "ہیرا بھی ہی چاہتا تھا کہ آپ سے کسی دوبارہ ملاقات ہو۔
 اس سے آغا کھٹکتے تھے۔ بعد میری زبان سے بھی کچھ تو نکلا ہی۔
 میں نے نری سے کہا۔ اس رات وہاں میں آپ کے جانے کے بعد
 در تک خیرالہ واکر گئی۔ وہاں سے جو کچھ کہیں کہیں میرے پاس نہیں
 اور ہم آپ کو کچھ دوسرے شکوہ کو شیک طرح بات بھی کر گئے۔
 آپ نے کچھ نہ سنے۔ کئی دنوں بہت کچھ دھاکا تھا۔ آئندہ
 حوصلہ آپ نے نہیں ضرور دیا تھا اور۔۔۔ اور بھی بہت کچھ ہو رہا
 پہلے بھی نہیں لایا تھا۔ ہم نے پہلے بھی نہیں دیکھا تھا۔ ہمارے لیے

وہ سب نیا تھا۔ اس کی آواز تازہ رہی تھی۔ ہر حال اب تو سب غم
 ہو گیا ہے۔ میں نے شکلی سے کہنے کی کوشش کی لیکن میری آواز
 ٹھکڑا رہی تھی۔
 "ہاں۔ ایک بات غم ہو گیا۔ اور اس وقت جو اس نے فرمایا
 انہیں کہا۔ ہم اپنی کتاباں لے کر ہماری آنکھ سے جوئی دھری نہیں
 ہے۔ اسے ڈھانپیں۔ یہ ہے۔ غم تو بادل انگلی میں بیٹھ گیا ہے۔
 دوسرے بھی ہیں انہی کی طرح مستم۔ انہی کی طرح غمزدہ ہیں۔ ہم
 نے سب تک بہت کچھ کہا ہے لیکن ہمیں ہر لفظ تغیر معلوم ہوتا ہے۔
 ہر لمحے ہر احساس فردوں ہوتا ہے کہ ہمارے زبان ہر لمحہ ساتھ ساتھ
 رہی۔ ہمیں کہنے دیجیے کہ صرف خاموشی میں نہیں ہیں۔ ہمارے
 ساتھ ہم نے اور بھی بہت کچھ پایا ہے اور ہم اسے سمجھنا نہیں چاہتے۔
 "ہی بھی ان کو نہ کھانے کا کیا یہ مسئلہ تو قائم رہے گا۔ میں
 نے جتنی زبان سے کہا۔ آپ کی تلاش ہے جو آپ ایسا سمجھیں ہیں۔
 میرے لیے، اعزاز ہے۔ کم از کم میری طرف سے، میں آپ کو کچھ
 داتا ہوں کہ میری طرف سے آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی؟
 "میں نہیں، شکایت نہیں۔" وہ ترقی آواز میں بولی۔ صرف
 شکایت ہی نہیں، ہمارا مراد ہے۔۔۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس سے
 ہر ایک خواست لگائیں۔ ہم کسی طرح کہیں شاید ہمارے آواز اس
 سبب سے ٹھٹھکتی رہی ہے کہ سب کچھ قبل از وقت سے بہت
 بے عمل ہے لیکن ہمارے کام کی اقدار پھر وقت بے رطبت اس لیے
 ہم سب آج ہی کہہ دینا چاہتے ہیں، ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں
 کسی مسئلے کے کوئی اختیار نہیں کریم تو بعض اپنی خواہش کا اظہار کر
 رہے ہیں۔ ہمارا ہی چاہتا ہے۔ وہ دوسرے ہوتے لیکن میں بولی۔
 "کہ اس سوجی سے آپ کی نسبت کسی طور قائم رہے۔ ہم آپ کو آپ
 کو اس سوجی ہی کے ایک فرد کے طور پر پہچانیں۔ سب سے بڑا بات
 درد دہلاؤ ایک مسرت جیسے جیسے اس کی آواز ٹوٹ گئی۔ لیکن پہلے
 تھے ہوئے ہر بار ہوتا تھا۔ وہ کہنے لگی۔ آپ جانتے کیا کہیں
 لیکن کچھ ہے۔ ہمارے لیے یہ دوسرا ہی موقع ہے کہ ہم سوجی کی
 ہزار دہائیوں کو اس کے پاس آپ کے ساتھ بیٹھے ہیں صرف اس لیے
 ہیں کہ غم کی آواز کوئی بھی جہاں جہاں ہر ایک ہے۔ غمزدہ ہی
 طاری ہے اور آپ سے چاک کے لیے ان کی جانب سے ہمیں
 خاص دلچسپی ہے۔ یہ رات لہجہ میں کہیں ہم تو آپ کے پاس
 اپنے ادارے سے قاصر رہا تھا۔ ہم نے اوسط چاہتا ہے۔ اب ہم
 میں چاہی بھائی کا سامنا کرنے کی استطاعت بھی ہو جی۔ ہمارے

نہیں کوئی کہنے کے یہ عمل ہمارے اندر بھی ہوئی خواہشیں ہیں۔ جو
 ہیں آپ کے سامنے بے اختیار دیکھے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی آواز کوئی
 ٹھکڑا نہیں ہے۔ یہ سوجیوں ہے اور ہم ملنے سے بھی کہنے ہیں۔
 الہ و دولت آپ نے پہلے ہی ٹھکڑا دیا ہے۔ اس کے سوا ہمارے
 پاس اور ہے بھی کیا۔ ہم تو ان آپ سے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ اسے
 ضمنی طور پر بھی سمجھ جائے۔ پھر ان کا احساس اپنے اظہار پر قائم ہو
 ہمارے اور اس کے کہیں ہوتا آپ کے کہنے کو ہم نہ دیکھ کر کوشش
 کرتے اگر ان ہوتا تو کیا ہمارے سیر کی ہو جاتی ہر ایک طلب کو یہ بھی
 اپنی جگہ قائم رہی۔ ہم اپنے ایک سے مشروط و متعلق ہیں۔ یہ بھی سمجھیں
 ہر ایک ٹھکڑوں میں آپ کا ہر اس قدر نہیں ہے۔ ہمیں کچھ اپنا ہوس
 ہوتا ہے کہ ہمارا کوئی کھانا ہوا لگے۔ اس کی آواز نہ لگتی تھی۔
 ہم اس شخص سے متعلق ہیں جسے ہم نے اس رات نہ لگایا۔ وہ
 تھا ہم کی آواز میں بہت شگاف معلوم ہوئی تھی۔ سوچ تو اپنے دل کی
 بات کر رہے ہیں ہمیں آپ کے لیے کوئی داسا مسو جاتے ہیں۔ ہمارا
 حل چاہتا ہے کہ ہم آپ کے کسی کام نہیں۔ ہمارا اس طرح ہے ہمارا
 کے پاس کیا کیا صرف اظہار منونیت کی ہے کل کے ساتھ ہے۔ ہم
 سارے جوابات ترک کر کے آئے ہیں کہ آپ کو کچھ ہوا کہ میں آپ
 کے قدم کو سوجی کے درد ہم کی طرف رہتے ہوئے۔ کاد مسو کیونکہ
 اور ان کو بھی بعد بخاندن رہے۔ آپ ہمیں کہیں کہ یہاں آپ کے کہنے
 کچھ طلب لگ کر خود ہیں۔ یہ سوجی آپ کا دل نہ لگتی ہے تو آپ کا کچھ
 بدلے کہیں آپ کہیں رہے ہیں آپ کے صدمہ بھی۔ آپ سے کسی
 رفاقت کا احساس ہر اعزاز ہے اور یہ تو ہمارے طلب کی بات ہے
 ہر آپ کے حق پر غلطی سے مشروط نہیں۔ اگر ہماری طلب میں کوئی نقص
 ہے تو فخر نہ آواز میں ہوگی؟
 میرے کان مناسبت رہے تھے۔ اور اس کا ہم پیچہ پتھر ہوتا جا رہا
 تھا۔ مجھے کوئی جواب دینے کا پلا نہیں تھا۔ کچھ ٹپک ہو گئی تھی
 لیکن اس کی آواز کی گانگت میرے سینے میں دھمک رہی تھی۔ میرے
 لیے یہی گمان ہوتا تھا کہ سب میرے حواس کی سب سے تازہ کی گئی۔
 سب میرے حواس میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ میں کسی بہت عجیب
 غامض سے دوچار ہوں۔ میں نہیں معلوم کہتی اور کر رہے ہیں خاموشی
 مشروط رہی پھر کچھ کی آواز ہر ایک دم میرا وجود میں جھٹکا اٹلات
 میں غافل سے بات کرنے کا موقع نہ مل گیا تھا۔
 "کیس بات؟" میں نے پڑھتے ہوئے کہا۔
 "ہی بھی کہی نہ وہ پتھر سے ہوئے لیکن بولی دگر بات کوئی مل

تو نہ تھا لیکن ان کا یہی شکریہ ادا کرتے ہوئے ہیں۔ ان سے چند غم
 نہیں کرنے کا موقع بھی مل گیا۔ وہ ایک مزاحمت خاں قانون ہیں۔
 نہیں اپنے غم کی پینہ ڈالنا۔ کچھ حلقہ غم ہے۔ وہ پتھر سے
 جو حواس میں رہے ہیں۔ سوچ نام کو دیکھنے کے لیے بات کرنے کے
 لیے ہے۔ آپ تھے۔ یہ تک وہ کسی مگر ہی کے اندر ہیں۔ یہ تو ہم کو
 تھے۔ وہ شخص کچھ ہو گیا جو اس میں اس قدر غم ہے۔ نام کو صورت
 سیرت میں غم سے مستوی معاف سے غم نہیں رہے ہو یا تو
 مستزاد ہیں۔ وہ کسی بھی ہو گیا۔ ہمارے لیے ہر حال میں غمزدہ و غم
 جہاں ہوں انہوں میں ہمیں نے آپ کو اگر چہ دلدار نہیں اپنے
 اندازوں کی مدد مل گئی۔
 "میں نے آپ کو کہا ہے۔" میں نے پتھر سے دل سے پوچھا
 "ہی سب جو ہم نے آپ کو دیکھ کے غم کیا تھا۔ وہ ہمارے
 لیے ناخوش تھا لیکن غم کی زبانی میں کے ہمارا اشتیاق و ماضی لاپ
 اور بڑھ گیا۔
 "آپ نے آپ کو کیا بتایا؟" میں نے اپنے لئے میں پوچھا۔
 "ماضی نے سلامت گزارا۔ مستر سے آپ کو اگر کا تھا۔ وہ
 کیفیت جو کسی کی شوق و اشتیاق کے اعتماد میں غم ہے۔ کچھ
 ہوتوں پر سکون ٹھٹھکے ہوئے تھے۔ یہ نہیں کیے، ہمیں بات نہ لگ
 آپ کے، ہم نے ان کی آنکھوں سے روشنی ہونے لگی تھی۔
 "مگر انی ادھ کی کہہ رہے ہیں۔"
 "نہادہ وقت کہاں مل سکا۔ پہلی نو قیادت تھی۔ ہم تو ان
 کی بصیرت کا احساس دہر کرنے ان کے پاس گئے تھے۔ میرے حال
 ہی کچھ ایسی تھی۔ ہم ان سے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ میں شاد سے
 کانٹے تھے اور ہم نے آپ کو بتایا تاکہ وہ بھی میں ہمارے جانے
 ہوئے کی تصدیق کی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ ہم نے خود کو کچھ ہوا پڑھا
 تھا۔ اس رات انہوں میں ہم نے آپ کو قہر ہے۔ دیکھا تھا اور میں ہوا
 دیکھے۔ اگر ہم کہیں کر ہم نے قہر ہے۔ ہمیں آپ کے سامنے
 بڑاگ کے بارے میں میں آپ کچھ بھی رائے کے ہوا کوئی واضح تصور
 اپنے ذہن میں قائم نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن آپ کی بات دوسری تھی
 آپ ہماری توقع سے بالکل مختلف تھے۔ اور ہم ناہیں کہ آپ کو کچھ
 کے ہمارے ہم وہاں پر چمکے ہوئے طرح طرح کے اندیشے پھر
 نہیں تو آپ حد تک چٹھ گئے تھے اور میں کم از کم ہر گز نہ لگ
 تھا کہ ہمارا واسطہ اہل دل لوگوں سے ہے۔ ہمیں بتائی تھا کہ آپ
 بہت نظر رک رکھ رہے ہیں۔ اگر آپ کی حد تک بہت اہل اہل
 187

ہوتا تھا۔ ابتدا میں ہمیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ہمارا مخالف کون ہو سکتا ہے۔ اب واضح ہوتا جا رہا ہے کہ سب سب کے امتیاز کے علاوہ وہ بھی ماننے سے بھی تیار نہیں ہے اور اس کا معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے شاید اس سے بڑا بڑا دشمن کی۔ اس کی آواز کی یہ جگہ ہے کہ سب میں ہر جگہ اور ہر جگہ کی بات ہے۔ ممکن ہے کہ جیسے آپ ابتدا میں ناموش تھے۔ خاصاً یہی رہتے تو کسی آپ کی نگاہیں آپ کو چہرہ و تو ہمارے سامنے تھا۔ ہر جان گھٹنے کے ہمارا مخالف فوجان ایک ہی زمانہ میں نہیں، زندگی میں اس کے لیے زمانہ ہی رہی ہے اس کے چہرے پر یہ دعویٰ مسکوں چھانکنا ہے اور اس کی آنکھوں میں لگا لگا ہے وہاں ان کا من سے سمٹ آتی ہیں اس کی نگاہیں چمک چمک جھپٹنے، مثلاً گھٹنے میں تھیں جیسے کہ کچھ یاد آجائے اور اس کی جراتناست نظریٰ ہے وہ اندیشہ ہی کی علامت ہوگی اس کی آواز نہیں ٹوٹی ہے۔ آپ کو ٹھٹھانے سے توجہ سے دیکھ دیکھ جاتا ہے۔ یہ اندیشہ جراتناست ہے۔ یہ استقامت اور اسی ہمارے گھٹنے کو کشش اور دوسرا ہے۔ آواز کی زور سے انھیں گھٹنے پر رنگ بدل دیتا ہے۔ سامنے راستے میں کھٹے چھے ہوں تو دوسرا راستہ اختیار کر دیتا ہے کہ یہ گھر ہے جو صدمہ تو گوں کا شہر ہے۔ ہائے کیوں ایسا عمومی ہو کر آپ کی صافیت ہم سے مختلف نہیں ہے۔ مگر ہم سے کچھ سواری ہے۔ ہم نے کسی کو شعر بڑھا تھا یا یاد نہیں آ رہا۔ معلوم ہے یہ تھا کہ میں کہیں یہاں چلا گیا۔ اس میں گھٹنے وہ ہم سے بھی زیادہ طلب اگر نگاہ تھے۔ رات سے آگے میں بہت دھیمے۔ ہم سے کہیں گھٹنے ابھی دم نہ لے گئیں دیکھا کہ کیا کہنے، چپ ہو گئے۔ ہم نے ان سے نہیں کہا کہ ہماری آنکھوں پر شاید تم سے کچھ زیادہ ہی غلام نظر آ رہے؟

ہر سے ابتدا کرنا چاہو پہچاننے کے لیے آگے تھے اور جب کے رہا ہے تھے۔ مزاح نام ہے اس سے کچھ کہا ہو گا۔ ہائے کیا کیا ہو گا۔ میرے دل کی بات جیسے گھٹنے میں کھٹک ہو گئی، گھٹنے کے لیے میں بولی؟ نام کسی کوئی حوالے سے نہیں، ہم سے سب اپنے غور برقی اس کا اعتبار اس پہلی اور دوسری ملاقات میں نام میں تھا جس کا کئی تھیں۔ ہمیں ان کی ناپید کی ضرورت نہیں تھی۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے لیے یہی پہلا راستہ تھا، ایسا ذوق نہ تھا، ہماری آپ کے یہ دوسری ملاقات سے پہلے ہی جی جانتے ہیں کہ ہم آپ کو کسی بار دیکھ چکے۔ آپ سے کئی بار مل چکے ہیں۔ ظالم کی بات سے پہلے بھی آپ سے ہماری شناسائی میں کوئی کام نہیں تھی۔ جب آپ یہاں تھے تو آپ کے

ذاتی ہونے کا کوئی تھا اور اپنی ہے ہمارے آپ کا آپ یہاں سے چلے گئے تو کسی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی دیکھیں۔ یہی آپ کے ہر سے دور ہو گئے ہیں۔ ہم بھی دیکھ کر گئے، کچھ نہیں دیکھ کر گئے۔ میرا سب سے دوسرے سے پہلے کوئی جسک رہا تھا۔ نام میں نے نے انہوں نے آنکھوں سے چھپانے کے لیے کی کوشش کی۔ انہوں نے وہی سے ان کے چھانکے کی طاقت بھی ان میں سے یہ کہنے کی کھڑکے لیے وہ خاموش ہو جائے۔ آواز ہی بہت ہے میں نے نہیں دیکھا، یہ جس سے یا تو کوئی اشارہ کی غماز گئی کہ خود ہی اس میں ہو گیا تھا۔ وہ چپ ہو گئی تھی۔ اتنے میں ایک علامت مشت اٹھانے سے تھے۔ تو ان سے اندر داخل ہوئی ان دونوں کی نگاہیں اس کی جانب بادل ہوئیں۔ مجھے اپنی سانسیں استوار کرنے کی ضرورت لگی۔ ہمارے سامنے چائے کا پلاٹہ تھا۔ اٹھانے اس کی جگہ دوسرا رکھ دیا۔ آپ نے کچھ نہیں کیا یا جانتے ہیں دیکھ کر گھٹنے ہو گئی؟ اس کی آواز فزیرا گئی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا، اس نے غصہ میں سے میں نے مجھ سے شکر کے لیے چپ ہو گیا۔ اس کی بڑی بڑی سوالی آنکھیں ہم پر مرکوز تھیں۔ میں نے سٹ پائے ہوئے انداز میں ہلکے سا کہا کہ وہیوں کے یہ قدر، یہ میں کے ہوں پر سکڑا ہوا گھٹنے۔ جب وہ غصہ گھٹوں، یہی جی تو ہوا کی کھٹک میں اس کی جڑوں کی کھٹک بھی شامل ہو گئی۔ ہائے نا کے اس سے پہلے ہی ہر طرف بڑھا، ایک نالی کے لیے ہر سے ہمارے صدمہ میں ادھر اچھا لگا۔ اس کے ہاتھ سے چائی تھانے ہوئے ہر سے ابتدا کرنا دیکھ رہے تھے۔ میں نے جلدی سے چائی ہوئی سے لگائی۔ میرا سب سے مل گیا۔ ہائی ہاتھ سے گھٹنے گھٹنے رہ گئی۔

”دلت کا کچھ احساس ہی نہیں بنایا، گھٹنے، اسٹیل سے بولی۔ دن کا صاف روشن ہو گیا ہے۔“ میں نے بے چینی سے انہماک میں سر ہلا کر وہ کہنے کی؟ آپ نے تو کوئی بات نہیں کی؟ اور ہم نے اس کا کوئی بھی جواب دیا نہیں۔ اب ہمارے پاس کہنے کو شاید کچھ نہیں ہے۔ بھونکے کیے کہ اب ہمیں پہلے جیسے گراں بادی محسوس نہیں ہو رہی، ابتدا آپ کی خاموشی سے یہ خیال آتا ہے کہ کہیں... کہیں ہمارا اعتبار آپ کی سرگراں کا سبب نہ بن گیا ہو۔ ہمارا ہمارا قصد نہیں تھا۔ ہم نے آپ سے پہلے کہا ہے کہ ہماری عرض حال کے لیے آپ کی تاہم وہ تو بد ملازم نہیں۔ آپ اطمینان رکھیں۔ ہمیں ہر طور آپ کی خوشی خوشی ہے۔“

”میں، نہیں، میں نے بھلائے۔“ جیسے میں نے ہرگز اندیشہ

اپنے بارے میں ایسی باتیں میں کے کے خوش نہیں ہو گئی۔ کون ایسا ہو گا کہ وہ سب جان کے خود پر ہاتھ نہیں کرے گا کیاں... مجھے غصہ ہو کر میری زبان سے کوئی ایسی جھڑپ نہ نکل جائے اس لیے میں نے اس پر ہاتھ لگایا۔

”آپ چپ ہوں گے؟“ میں نے بے تابانہ بولی۔
 ”کہ نہیں... میں نے بے تفریق سے کیا میں اس کا چٹا تھا کہ میں کسی طرح اس عزت اور احترام کے لائق نہیں، میں تو ایک بہت معمولی بکر ایک آواز آدمی ہوں، اور یہ میں کسی افسر میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ حقیقت میں ہے، ہر حال میں سب کچھ میرے لیے ایک شرف ہے۔ میں آپ کے وعدہ کرتا ہوں کہ میں... یہاں میرے اپنے چپ کر کے والے مجھے اپنی عزت دینے والے جو ہوں، وہ گھر پر لگوں نہ ہو گا۔ میں آپ سے بچ کر گناہوں کو اب مجھے یہاں کسی قسم کی انتہیت کا احساس نہیں ہو رہا ہے۔ میں نے ایک بار کی سرگرمی دیکھا۔ ان کی آنکھیں اٹک رہی تھیں اور میں کے رشتہ داروں پر تو ہمیں اس چپ کر رہی تھیں۔ میرا دل بھی اڑنے لگا تھا۔ ان کے چہروں پر دہری شوق پھوٹ رہی تھی جو کوئی ابتدا ہوتے پر ہوتی ہے یا کسی چھوٹے ہونے کا ایک ریل جانتے پر ان کا یہ عالم دیکھ کر میری جاکہ میں ان سے مزید کچھ کہوں نہ کہ وہ اور گھٹنا ہو جائیں۔ وہ سفر آزاد دل نہیں تھا۔ کچھ لڑائی کے لیے مجھے اپنی سادہ دھند رہی۔ میں تو بالکل انہوں کے ہاتھ شراہی تھی اور ایسا گناہ تھا جیتے اس کے سامنے ہون سے ان کے گھٹنے آنسو آنکھوں میں سمٹ آتے ہوں، میرے لیے یہ سب کچھ وہی تھا۔ ان میں نازک اٹما، اور خالی کی نظر میں، میں ایسا معتبر ہوں کہ میری ایک جھنجھٹاں سے ان کے دنگ گھٹنے پر جاتے ہیں۔ ان کے دنگ گھٹنے میں اتنے ہی یہ جان کے لیے بہت آرم مل رہا تھا اور ایک ذرا ہی بڑی سی محسوس ہو رہی تھی اور میں کہیں کھو سا گیا تھا۔

”میں آپ کے طرف کا انہی تھیں خطا بھلا بھلا جانے کے دن ہم سے دور ہو گئے ہیں۔ یہ تو نسبت کی گھڑیاں ہیں جو چھپتی ہیں ہم خطا سے اور کیا نہیں۔ خاصہ کچھ قدم دانی نہیں ہو گا۔ یہی گھٹنے کی آواز کہ میں نے شراہی تھی، غصہ کر کے یہ ہوئی گئی غام کو اس آئے۔“

غام نہ کہ ہم ہر لمحہ اپنا گناہ کیا یا کہ مجھے اس سے تواب تھا۔ اب کے بارے میں پوچھنا چاہیے۔ غام کہ اب اس طرح اس

کے سامنے گئے۔ نام کو دیکھ کے تو اس پر شگفتہ گزرتی ہوئی اچھا ہو کر مجھے دقت پر نام نہادیت کا احساس ہو گیا اور انکا میری زبان پر لہلہ کے رہ گئے۔ اس سے پہلے کی بات نہیں تھی۔ مجھے بالکل غلط نہیں رہا تھا کہ وہ تواب عالم کی جگہ نہیں ہے، وہ کہہ سکتی ہے وہ تو وہاں موجود بھی نہیں ہو گی، اس کا اندازہ تو اس کے چہرے سے بھی ہو سکتا ہے۔ تواب کا تواب کی طرف سے غلطی ہو کر ہی وہ دونوں میری طرف آئی ہوں گی۔ یہ ذرا غلط طبعی کے بغیر نہیں نہیں تھی۔ تواب کو اس کا یہ حال کیا تھا۔ میں یہی کچھ سوچ رہا تھا کہ میں اس کی آواز سے مجھے شکر کرتا تھا آپ کے ہاں جان ہر تواب کے ہر طرح میں اس کے لیے میں پہلے سے زیادہ متعلق تھا۔

”جی ہاں... میں نے پہلو ہل کے کہا تھا کہ یہاں ہونا بھی ایک اتفاق ہے اور ہم سب کا جیسا دل میں ہونا بھی، ہم کہیں اور چارے مجھے کر رہے ہیں۔ ہم سے جیسا کہ آواز دے رہا تھا ان کی گھر ہی سب زیادہ تھی۔ کسی کو نہیں تھی کہ میں ایک حوالی میں فید ہیں۔“

”میں شکر... ہم سمجھتے ہیں کہ وہ کہتے پریشان ہوں گے۔ ایک صبر آزما دقت کا نام ہو گا۔ انہوں نے دیکھی اس لیے میں بولی ہم تھکات اور عافی کے لیے ان کی ضرورت میں مزاح بازی میں گئے۔ کاش آپ اس وقت ہماری گزارش کو توجہ سے نہ لیتے۔ ہاں ہے، ہم نے عرض کی تھا کہ ہم آپ کے پرمان حال کو آپ کی چیزیت کی اعلیٰ پہچاننے کی ایک کوشش کر رہے ہیں۔“

”یاد ہے، اور میں پھر پورا دھرم تھا لیکن یہ خبر میں کہ ہم رات کے ایک بڑے تواب کے ہاں تھیں اور دھند میں کوئی بھی اندازہ اٹھا سکتے تھے جو صورت حال مزید پیچیدہ کر سکتا تھا۔“

”آہ! آپ نے خود پر کتنا بڑا گناہ؟ جی غاف سے بولی۔“ اسی حالت میں یہ نقل اٹھنے سے ممکن ہے جی میں خلاصہ صبر و ضبط اور عقل و ہوش کی اخلاقیات و تربیت کی ہوں۔“

میں نے چائے کی پیالی تم کو لی تھی۔ یہ میں نے مجھ سے مزید چائے کے لیے پوچھا۔ اس کے انداز و طرز میں شکست اور ان کے علاوہ ایک چمک سی تھی۔ ایک ایک نظر تھوڑی سی گھبراہٹ ہو رہا تھا۔ اس کی آواز میں ایسی چمک اور کھٹک تھی کہ سن کر کھٹک ہو جاتا تھا کہ میں نے انکا رد کیا۔ اس نے میں اصرار میں کیا اور خاص دانی میری جانب بڑھا۔ خاصہ میں اچھی خاص دانی رکھ کے

189

گئی تھی۔ رات کے باہر آؤ مجھے ابھی تک بار تھا میں نے چاندی کے دروازے پر پہنچی ہوئی ایک گھوڑی سوار میں رکھی تھی "تو سنا ہے آپ جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو کر چلے جاتے ہیں؟" گھوڑی نے مختصر سکوت کے بعد مجھ سے پوچھا اور مسرت آمیز لہجے میں کہنے لگی "دیکھا ہی ہے آپ کو اب چند روز میں قیام فرماؤں گا"

میں نے بھی اسی انداز میں کہا کہ مجھے اب جان اور درودوں کی بات کچھ نہیں کرنا بخون نے روانگی کے لیے کیلے کیا ہے لہذا اتنا میں ضرور جانتا ہوں کہ بخون جلد نہیں چوسکے، یہیں یہاں سے روانہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ ان کے پاس ابھی سے بخون نے ہونے لگے ایک زار زار کیا ہے۔ میں انھیں اگر یہ بتا دیتا تو اور بہت سی باتیں نکلی آتیں۔ ویسے بھی ہر شے مجھے یہ دھڑکا کہ بخون کو اس روز دھڑکا دھڑکا سوال دکر نہ گئے تھے۔ وہ معلوم تھا کہ میں نے انھیں کیا کیا اور اس طرح بتا دیا کہ بخون نے بخون سے ایسا کوئی سوال نہیں کیا۔ لیکن وہ مجھ سے متعلق اپنے ذہن میں جھنگل والے بے شمار سوالوں سے دانستہ اجتناب کر رہی تھیں۔ ان کے اہلیان میں ایک خوف بھی نمایاں تھا کہ ان کے سونے کوئی جھوٹی نہ ہو جائے اور میری جھوٹی میرے لیے اچھن کا سبب نہ بن جائے۔

"خاتمہ کے سونے کے لیے چند دن آپ کا یہاں قیام کرنا سبب معلوم ہو گا ہے۔ اس میں میرے ہیں وہ حویلی کے ماحول سے باہر سے جانیں گی۔ گینت رنگ کے بونے اور جلا ہوا جیسی بھی ہیں یا جانیں؟ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ میں سنا، اگر آپا جان سنے اور وہ کر لیا تو ان کے ساتھ جا کر رہے۔ رات بھر نے نواب صاحب بھی اسی خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ میں پھر جانا ہی لگا اور چوڑی آنک لگا۔

"ہم اب جان سے خود بخود امت کر رہے ہیں۔ ہمیں نہ چنگی آواز میں کہ نہیں یقین ہے۔ وہ ہماری بات سن رہی ہیں کہ یہ کہہ لیں وہ بے ہوش ہوئے رہیں گے۔ جب تک انھیں یہاں جانا ہے، انھیں آئیں گے۔ ان کا دل ان کے لیے نہیں رہے گا۔

"ابھی کوئی بات ہے تو ہم آتے ہیں اور ان میں کر کے انہی بھی آپ کی بات مناسب معلوم ہوتی ہے۔ گینت جیوں سے بولی آپ کو سزا کی تصور پر پہنچنے میں پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔" وہ صوبہ بھر اور طرح طرح کی تھی کہ وہ نواب روشن ہو کر کیا تھا میرا ایک دل وہاں سے آئے تھے کہ سنا تھا وہ دوسرا میں ہی ان کے پاس پہنچے تھے کہ ابھی آتی رہ رہے ہو چکی تھے دوسرے کہ بھائی کی

حق میں میں کے سراپا کا ارتقا ہی میری نگاہوں سے چھپا ہوا تھا۔ جیسے میں اس سے بہت دنوں کے لیے شخصیت ہو رہا ہوں ان کے چہرہ پر کچھ ایسا ہی نکاح چھایا ہوا تھا۔ میری نگاہوں میں بھی غول کی گردش جیسے کرک گئی تھی۔ اس موقع پر کوئی سادہ تر مناسب ہوتا ہے۔ لیکن مجھ سے کوئی جھگڑا ہو رہی ہے، مسلسل میں گن میرے ہاتھ پر کھلے سے رہا تھا۔ بہتر میں تھا کہ میں جلد سے جلد ان کے سامنے سے ہٹ جاؤں۔

میں نے ان کی طرف سے ہٹ کر دیکھا تھا کہ گینت کی گونجی آواز نے مجھے روک لیا۔ "ہم حویلی سے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ مجھے بوسے بولی۔ یہ غریبی خاصی دیکھ رہے ہیں۔ میں ان کے ساتھ ساتھ مناظر میں غور کیا کہ دل بے نیل کا ہاتھ ہو لیں۔ گورنار ہوں کو جلد سے کر دی گئی ہے۔ میں اب جیسے ضرورت سمجھیں، انھیں طلب کرنے میں کوئی تکلف نہ کریں گے۔ گورنار آپ کے قریب ہی رہیں گے۔ حویلی میں نہانے کا کلاب، مختلف کیلیوں کے انتظامات، ان کے لیے مخصوص کمرے اور سیر کے لیے اور دوسرے کئی مقامات ہیں۔ ایک مختصر وقت کی رعایت دی جائے تو تمام سہولتیں کا اہتمام میں کر سکتے ہیں۔ حویلی سے میں پہل کی دوری پر گونگ لاشے کی جانب متاں گا۔ ہے۔ چاندیوں عرفی بازاروں سے گھرا ہوا ہنر پاراں آپ کی قدرتی گینت کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ سو میں آپ کو ایک گینت سے کم قیمت میں وہاں تک پہنچا سکتی ہیں۔ وہاں نیل خانہ میں سے اور گورنار کی کا انتظام بھی مستوی میں مل سکتی جاتی ہے۔ غرض کہ وہاں شکار کے علاوہ دل کش مناظر بھی کمزورت سے موجود ہیں۔ ہر جہت سے اس تفصیل کی ضرورت نہیں تھی لیکن ہم نے سونا آپ کے گائیڈ کر کے دیں تو بہتر ہے۔"

میں سنا ہوا، گینت چپ ہوئی تھی کہ میں مسکرتے ہوئے بولی۔ "آپ یہاں ایک زمانہ بھی ہیں؟"

بالائی منزل پر ان میں سے کوئی نہیں تھا۔ علم سے پہلے پر معلوم ہوا کہ اس وقت کے بعد ابھی صاحب رشتہ نواب کے نامو باغ کی طرف نکلتے گئے ہیں۔ میں مجھے آکر آیا۔ رات سے کھانے پر رات کے ابتدائی حصے میں ہی بولی شروع ہو چکی تھی کہ بارہ دن میں وہ مجھے نظر آئے۔ بارہ دوری کے فرش پر چاندی بھی ہو چکی اور گورنار کے بوسے تھے۔ ان کے سامنے جانے پر میرے پیر تک رہے تھے۔ انھوں نے ضرور میری سلامتی کی ہو گی۔ انھیں یہی غیر عارضی کی وجہ کیا تھا کہ گورنار میں خطر آفتاب دھوا تھا۔ اس کے پاس وہ ان میں طرف ہوا جان اور اعلیٰ اور اہل ان طرف میں رہی اور پیر۔ خان صاحب بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور میں چار دوسرے آدمی، شہزادانی میں جلوس میں سے، انھیں نہیں دیکھا تھا۔ دروازہ اور کمرے وہاں نہیں تھے۔ بچے چلتے ہیں ان کے سامنے قریب پہنچ کر تھا کہ کسی اور طرف نکلیں، میں نہیں دیکھا تھا۔ میں نے سنا کہ گینت کا تھا کہ انھوں نے اگر کچھ پوچھا تو حواں صاف بتا دیں گے۔ مجھے دیکھ کے وہ سب شگفتہ آواز میں چل کر پڑے اور رشتہ نواب نے بے اختیار ہائیر میں ہاتھ جڑھا ہوا تھا۔ میں نے اسے آدھ آپ کیا اور اس کے پاس بھی ہوا تھا۔ نواب نے اپنے آٹھے بوسے ہاتھ سے مجھے دیا اور میرے پیشانی پر چاندی پیری سانس بھول رہی تھی لیکن کسی نے مجھ سے کہ نہیں پوچھا۔ میرا خیال تھا۔ نواب ہاتھ کے بارے میں ضرور جیسے کہ گورنار پہنچتے تھا وہ باتوں میں مصروف ہو گیا۔ ظاہر ہے اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں نے اتنا وقت زمانہ ملنے میں گزارا ہے۔ اور وہاں ہاتھ کے بغیر نہیں آیا ہوں گا۔ میں نے وہ دیر خوں سے اٹھا اس کی پیشانی پر کوئی شگن نہیں تھی۔ میں بھی شگن نہ تھا کہ ہے۔ جھل کے سامنے پشت میں مڑی فریضی، آؤ بے ہوش پہنچا تھے دیکھا تھا اور ایک کی تقریبی سال اس کے لیوں سے ملے ہوئی تھی۔ وہ اہلیان اور قریب سے نواب کی باتیں سن رہے تھے جو ریاات کی سرکاری نمازوں میں انفرادیت قائم کر سکتے تھے کہ اس میں کوئی راقا انھیں دیکھ کے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ نواب سے ان کی شامانی کا دورا ان ہے۔ میں نے بھی نواب کی آواز سے سنا کہ ان کی شگن کی بات کچھ دیر بعد ہی بول رہی تھی گھر لگا۔ آتے ہی ان کے درمیان سے آؤ تھا کہ میں شگن نہیں تھا۔ یہاں پہنچے آپ کو بارہ دیر بعد ہی کے مقابل و آؤ چل رہا تھا۔ سامنے تھا کہ انھوں نے والی غریب شگفتہ بالائی وہاں تھا۔ اگر بلا کر شگرت

کی طرف تھا تو یہ ضرور مٹا لی سے چلتا اور بار بار دلی کی چوکی کے نیچے سے گزرتا تھا جس سے سامنے غریب میں کہیں شور مچا کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ فوسکے دونوں طرف کوئی دس دس قدم بڑھ کر دیکھ کر دشت گئے ہوئے تھے اور ہر جگہ کھجور کے جھوٹے جھوٹے جھٹے سے بنے ہوئے تھے۔ بڑا فوایا انھیں حویلی کے غنایت ثوب صورت مقام پر لایا تھا۔ بارہ دلی کے پیچھے منتظر دغاوم رکھتا تھا کہ کون سے تھے۔ میں دیاں سے کسی ہمارے اٹھنے کے لیے برو قمار با میری آنکھوں کے سامنے بار بار گئی اور ہر جیس کے جیس سے اٹھتے تھے۔ درو کوئی تو مجھے وحشت سی ہوتی تھی۔ اب ایک ہی صورت تھی اور میں اپنے کسی موزوں دانت کا مسخری تھا۔ کسی قدم کو جا ریت دیکھ کے لیے ثوب کی توجہ چند آنکھوں کے لیے اس طرف مڑا دل ہوئی تھی کہ میں نے پروستے کا سٹہ اور درو کے متعلق پوچھا اس سٹہ بنا کر دو دایرہ میں کہیں بار بار میں شعل رہے ہوں گے۔ میں فرما آؤنگ کی اور ان کی طرف دیکھ کر میرے اپنے آنکھوں سے بچے۔ وہاں بھی نہیں دیا خاں و عری میں چل پڑا ہوا تھا کہ اسٹہ اور درو اچھے بہت دور جانے لگے۔ ہرگز نہ خاں کی طرف تھے۔ وہ بڑی بڑی جالیوں میں اچھٹی کوئی رنگ بڑی بڑیوں کو اٹھتے انہماک سے دیکھ رہے تھے کہ میری بہت کا اس میں بھی نہیں ہوا لیکن جیسے ہی مجھ پر ان کی نظر پڑی وہ بے پروا سے ہو گئے اور گھر چلا گیا تھا جس سے ہمارے شکایتی لیے ہوئے ہوا۔

"کم از کم اپنے کو تو دل کے باہر لایا بیٹے تھا"

میں نے اسے تباہ کر کے اس کا دانت ہی نہیں ڈال دیا اور مجھے پرانی میں نے تھا کہ ان کی دیر لگ بھاتے گئی۔ کیا انھیں نہیں معلوم تھا کہ میں طرف لگا گیا ہوں؟ میں نے جس شے سے پوچھا۔

"اپنی کو تو کر لوگ سے بولا تھا کہ تم کو اور نیچے لگا دے اور ابی اوجھری بڑھا ہے۔ زور دے بیٹے بھائی۔"

"اور اس نے کیا کیا تھا؟" میں نے بے چینی سے پوچھا۔

"اور وہ کچھ نہیں بولے۔ زور دے تو دوسرے کہا کہ کیا ہوتا ہے؟"

راجا انھی سب ٹھیکے توب ہے؟"

"ہاں ہاں؟ میں نے جلدی سے سر ہٹا کے کہا۔"

"ہاں تو جی تھا اور نام تو آئی ہے تو کم ہوا گا ہوگا ایسا ہی تھا؟ کیا ہے وہ؟"

"نہیں۔ میں نے جھپٹے ہوئے کہا۔ میں اُن کے پاس نہیں گیا تھا۔"

"چکر کھڑا کیا تھا؟" کا سٹہ مجھے گھومتے ہوئے بولا۔ میں

نے توقف کیا اور سوچا کہ اسے کیا بات تھی۔ میری خاموشی پر کہتے کی توجہ بڑھ گئی۔ کیا بات ہے بڑا لڑے؟"

"میری کوئی بات نہیں؟ میں نے خفا سے بچے میں کہا۔ نیچے جھوٹے فوایا کی گیم سے ٹکری پر ادا کرنے لایا تھا۔"

"میری بات ہے۔ سچ سالی تو جھڑپ کر لگے کیوں کر اڑا رہے۔"

"گنہگار؟" ابھی چوڑی کے کہے دھڑکتے آ رہے۔"

"کیسی بات کر رہے ہو؟ میں نے سختی سے کہا۔"

"کانتے بھائی ابھی ایک دم ٹھیک ہوتا ہے۔ اچھا اثر وراثت نکالتے ہوئے بولا۔"

"نہم؟" میں نے کہا۔ ابھی ابھی میری جان پڑا ہے۔"

مجھے ان کا ہر مذاق بڑا اچھا تھا۔ انہوں نے ہر گز نہ بولتے تھے۔ ٹھیک ٹھیک۔ بعد میں مجھے احساس ہوا کہ انہوں نے میری دیر کی کیا کھڑی تھی۔ میں نے درو کی گئی دانتوں سے انھیں سہلے کی کوشش کی کہ ان جھوٹے فوایا کی گیم سے نہ ہٹے۔ دھڑکا کہ ہم میں کوئی بڑا تھا۔

"گھر گئی کو تو لہو بڑا تھا؟" کا سٹہ مجھے تیز میں بولا۔

"مجھ کو؟" میری کارزار شدہ جانتے گئی۔ میں کی کہہ سکتا ہوں؟

میں نے سختی سے کہا۔

"ہاں؟" ابھی ابھی ہر دیر ہے۔ زور دے اور دوسرے ہٹا گئے ہوئے بول۔

"ابن کو گھاس ہے۔ تم کچھ بھرا رہے؟"

"کیا بھرا ہوا ہوں؟"

"ہے تو یہ جان لاری ہوئی تو توجہ سے کیوں پرچھے؟"

"تم نہ جانتے کہ کچھ رہے ہو؟"

جانتے دے جانی۔ ہمارے جھٹے دیکھتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

میں دھانت کا کرنا جاتا تھا کہ اس بات کی وضاحت؟ میں اسے بتاتا جی کیا۔ حویلی سے جنت کے ہمارے خاموشی مناسب بھی اور ان کے ساتھ۔ میں میں گھر تھرا۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ وہی کے غنایت ثوب فاضل کا سینے پر سرشار پھرتے کچی ہوئی جالیوں کے اندر غنایت ثوب کا بنا ہوا تھا۔ باطل انگلی طرز کا جالیوں پر رہے بچے پر رہے پر رہے تھے جو صورت پر رہے پر رہے۔ اسے جانتے ہوں گے۔ وہاں کے چکر دار نے ہم سے نہانے کے لیے ہم چھ نہیں۔ باقی ابھی اور گھر اٹھ کر نہانے کے اندر تھا کہ خود بخود نہانے کے لیے آئی تھی۔ میں نے کہاں ہم اور ان کے گھر نہانے۔ ان میں دینوں کے کچھ چھوٹی چھوٹی جلی حویلی میں ہوتی تھی۔ سب کی غرض مقدر تھی۔ نہانے جہاں سے ہم گزرتے تھے۔ حویلی کے اور دیکھ کر میں نے تھوڑے دینے۔ حویلی کے دوسرے دایرہ کو نے بھائیوں کے متعلق دریافت دی تھی نہیں۔ نہیں کوئی کی طرف

سے گزرتے ہوئے زور میری بچے میں بولا۔ راجا ابھی تم دیکھتا ہے۔ راجا بادشاہ ابھی ایسا ہی ٹھیک کل دیکھنے میں رہتا ہوگا؟"

"ہاں؟ میں نے کہا۔ یہ تو بادشاہ بادشاہ پر منحصر ہے۔ شاید اس سے بادشاہوں کو بھی ایسی گھر نصیب ہو؟"

"ایسے ہی نہیں کہ لوگ سے آپ بچا کر نہ لایا ہے۔ اور میری کیا ہوگا۔ اس سے ہوسنی کیا ہوئے گا؟"

"اے اے ابھی تو نے دیکھا ہی ہے کہ کانتے ٹکری جانے لگا۔"

"اور درو ثابت میں گورے لوگ کے کچھ لوگ بولتے ہیں سب ملے پائی جھوٹے ہیں۔ اور اندر باہر ہر جگہ رشتہ ہے؟"

وہی فغول باتیں کر رہے تھے کہ ایک جگہ زور دے انہماک کیا۔ ہمارے دانتوں جانب کچھ دوری پر لوگوں کی بھڑکی ہوئی تھی۔ یہ حویلی کا دوسرا دروازہ تھا۔ وہ لوگوں کی آمد رفت کے لیے مخصوص ہوگا کیونکہ طرف میں نے ہوئے نہانے کا دروازوں کی ہی ہو سکتے تھے۔ ہم قریب پہنچے تو ان کی تعداد اور وضع قطع اور حویلی کے بہت کا اندازہ ہوا۔ ایک جانب دروازوں میں درو بھی تھی اور بہت سے پتھر بڑے قرآن پاک کی شکوہ میں مصروف تھے۔ ایک طرف دیگر گروہ ہوئی تھیں اور دروازے کے قریب ہر جگہ پر رکھے ہوئے جو حالت کے سامنے ظاہر درو تھا۔ لوگ جھپٹے تھے۔ کسی سے پرچھے کی طرف نہیں تھی۔ خاموشی کی آواز میں میرا اور سب ایک کو لباس اور کھانا تھیم کر کے کا اہتمام کیا گیا ہوگا۔ دروازہ کھولا ہوا تھا اور باہر سے باہر دلی اور بہت سے لوگ اندر آ رہے تھے۔ اور غرض میں انھیں تھوڑے حد کی تفتیش کر رہے تھے۔ تاہم شور مچا ہوا تھا اور لوگ اپنی اپنی جگہ آنے کے لیے ایک ایک دوسرے کو جھپٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ہمارے ہمارے سے دروازوں میں کسی خدا ترانہ تقریر سی ہو گئی۔ ہم درو تھپے کے لیے آ رہے تھے۔ مائل ہو گئے تھے۔ اس لیے ہم وہاں میں غریب سے چپے پتھر پڑنے لگے۔ گئے تھے۔ میں تو میں یوں ہی ان کا ساتھ دے رہا تھا۔ بارہ دلی سے آئے کہ جسے کہتے اور درو کی تلاش میں جانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ میں اپنے کمرے میں جا کے مائے درو اسے نہانے کے لیے لے جاتا تھا۔ ہمیں اور گنتی کی باتیں میرے دانتوں کوئی دلی تھیں جیسے سب اندر فرما رہا ہوں اور جیسے کہ ان کے ساتھی منکشف ہوئے۔ میں میں اس وقت تو میں نے کھڑا ہی نہیں تھا۔ اس وقت میں اس کا مقصد میری جھوٹی نہیں کیا تھا۔ میں بارہا وہاں قریب دے رہتا اور سب کچھ جیسے کسی جھوٹے سے منظر ہوتا۔ کانتے ابھی اور آگے جاتا تھا تھا۔ اس سے بچے کر میں دقت نہانے

نے میری مدد کر دی۔ اس نے حویلی دیکھتے سے انہماک کیا۔ راجا اور وہاں کے کانتے سے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ وہ بھی حویلی میں سامعہ جاتا تھا میں اپنی طرف سے کچھ کہتا تو وہ انھی جیسی باتیں شروع کرتا۔

مجھے اندیشہ تھا کہ دونوں دروازہ بارہ دلی کی طرف چلنے کا ارادہ داکر میں نہیں وہ والا تھری پڑ گئے۔ میں بارہ دلی شب میری کا بندوبست کیا گیا تھا۔ میں مناسب نہیں تھا کہ انھیں جھوٹے میں سیدھا اپنے کمرے کا رخ کر لیتا تھا۔ مجھے ان کے ساتھ کانتے کے کمرے میں جانا پڑا۔ انہماک وہاں موجود تھا۔ داس کے پوچھے پھر دوتے کے پاس لائے کی جا ریت کی۔ اور پوری حویلی کا وقت ہوا ہی جاتا تھا۔ لیکن زور کو بار بار جانے کی غلبہ ہوئے گنتی تھی۔ بڑے قریب ایک آنسو سی ڈبے کی سکرین رکھے تھے۔ دلا جی لا تھری بھی اس سے پرست تھا۔ کانتے بستر میں کچھ اور تو میں اس طرح فوایا پرانے کمرے کے سکرین مل گئی اور کمرے کے کتبے کئی پتے کا گھر صرف دینے کشتوں میں اس نے سکرین چھڑا دیا اور جیب سے میری کا بند لائی کی سکرین پڑنے لگا۔ مجھے کچھ بہت سی باتیں دے رہی تھیں۔ انھیں شاید معلوم ہو کہ انہماک اور غنایت سے دلا کی کے لیے کپے کا ہے۔ فوایا کے خاتمے کے لیے میں ان کی کوئی گفتگو نہ رہی ہوئی ہوگی۔ اور اب انہماک کی حویلی میں ہمارے شکر داری مائے حویلی اور غنایت کے دلی گنتی رہا میں میں میری گئے۔ انھیں مجھ میں لایا گیا ہے۔ ہر کانتے سے کہتے اور زور کو بڑے فوایا سے فوایا کا تھپ کے بارے میں کوئی گنتی کی ہو؟ میں نے ان سے کہ نہیں پوچھا کہ کون سے انہماک کا کانتے سے پوچھا جانتے گا۔ ان کے چروں سے پتا چلے گا۔ دلی وہاں کامیاب نہیں ہو رہی تھی لیکن اندر کا کام معلوم آ جانتے اندر کھانوں بھرا ہوا کمرے تو کتنے بڑھیں کوئی جی تھری سکا تھا کہ شاید میں بچے کی طرح یہاں سے ہانے کے لیے بہت مصعب ہوں۔ یا میں۔ دانتے ظاہر کرنا کہ مرچ ہے۔ اگر وہ چند دن اور میری جائیں۔ دونوں دونوں کی طرح کی باتیں ان کے دھکی میں گھر کر رہی تھیں۔ نہ مجھ وہ سب کچھ کہنے کی جنت تھی۔ اور مجھے ابھی تھا۔ ہاتھ میں انھیں ایک رنگ بنا کر گنتی اور میں نے کسی کسی التماس کی جس۔ ایسی باتیں کہ اب نہانے پر دھاتی ہوگی۔ انھوں نے ان دونوں کو نہیں کیا تھا کہ کسی کو بولا۔ میں طرح نرم دناک جیہ باطل پرانے کے مانند۔ وہ تو پیش کی جی ہوئی گنتی میں۔ اور اس میں سے ٹوٹے کا ڈر گئے۔ وہ گنتی اور میں اس کے سامنے ہوئے تو میں گئے۔ مرض میں نے اپنی زبان بند کر لی تھی

اور یہ بتائیں گے وہ مسیحا کون ہے؟ اس مسئلہ میں کیا تنہا، صرف مجھ سے۔
مجھے وہ خود تکمیل بخلاؤ رکھنا چاہیے تھا۔

مفتوحی و در میں ملام چلنے سے آیا تھا۔ میں نے بھی اپنی دو خاموش خدیں میں سے کتنے کتنے دروازے کھلے کہ باتیں کرنے لگا۔ اور بعد از باتیں آواز کی گری ایسی شکل بات نہیں ہے ورنہ کچھ ایسا آدھی آدھی نہ آتا۔

”اگر میرا جی کچھ نہیں چاہتا، میں سارا کچھ ہی کا اٹل تھا۔ دیکھو،
 بولا، سہرا کا بھی تصور کرنا بڑا تھا۔ ایک دو چیرہ دل میں ہی سوچ کر لے لیا
 چاہیے تھا کہ راستہ کون ہے؟ اس بات تو جان کے مسئلے کو کھٹائی
 دیا۔ اور دھر لوگ بھی کم نہیں تھے۔ اُس کو ان کو کچھ ہی جانتا تھا
 زور لے رہے تھے، اختیار پہنچنے پر ہاتھ رکھ لے اور کھینچنے میں لے لے

”اسم سے کہتے جہاں ادا بھی اپنی کاجی کہتے جہاں پوری کاجی کہتے کہ جس کے
چراغ میں کات دے گا اس کے سے الجھ کر کے لگا کر دے سفارش
کر کے تو تیار ہجمل اسے اپنے ساتھ رکھ کر تیار ہو جائے کہ اس کے
دور کیا کہ وہ موقع رکھ کے ہجمل سے بات کرے گا اسے کی باتیں کرتے

تو مجھ سے دانا کا تھما لیا۔ زور سے لگا کر کھانسی نکال دی۔
 مجھ سے دانا سے اس طرحیں ادا اٹھایا کہ مجھے دگر کاٹنے کا خیال
 زیادہ درست معلوم ہونا تھا کہ اب بہت دنوں تک مجھ سے برسرِ بیانی
 تھے۔ لیکن کون کا کھانا نہیں ہو گا اور اسی طرح سے مجھ سے دانا کو
 کے لیے مناسب آدمی پتہ کر کے لگا لے دانا کے دگر پر دھونے

تھے۔ زوردار سے ان کے حیدر آبادی بھیے اور کوٹے میں اس کے نقل اپنے
 نئی ناکام کوشش کی۔ میں نے بھی ان خیال سے درمیان میں کسی مرتبہ نقل
 کیا کہ میں میری عزیز ملاقاتی انیس کلڈر کر دیتے اور دو دو بار دھرت کوئی
 عملہ نہ کرنے گئیں۔ میں اس کے زیادہ وقت مانگتا ہوں گا کہ وہ دھرت کے

حالت بد ہو کر میں بھی ہو کر، وہیں والی منزل کے ایک ایسے چھوٹے
 کمرے میں کھانے کا فرضی اہتمام کیا گیا تھا، یہاں سے وہاں تک
 پہلے مجھے دوسرا خانہ پڑا تھا اہتمام کے کھانے چُٹنے لگے کراخاب
 دور کا زب کا ایک ایک لقمہ چابھتی تھیں ممکن نہیں تھی کئی دن کا
 (دوسرے اور مشکل کرنے کے لئے دست باز رہتے، مجھے سنی ہو کر

میںیں لگ رہی تھی، تپاٹھنے سے اور کم کر دی تھی لیکن میں نے کسی کو
 ماس نہیں ہونے والا کہ صرف کچھ ٹوک رہا ہوں۔ کھانے کے
 ران سے سری لانیوں بیٹھنا کے جھول پڑی ہیں۔ ان پر کوئی
 جھولیں ہیں عادی میں تھا کہ وہ بڑے فاسکے اور ہانوس موسم
 وہ بڑے تھے اور بڑے خوب بھی۔ مجھے سب سے زیادہ اچانک طریق

سے بے بسی تھی، لیکن اہل جان اور ذمہ داروں نے اسے ترک کر دیا۔ خوش و خوش وہ زمین
 نغراؤں سے بچے، یہ وہاب کے بیٹوں میں بیٹھا خانوں کا سربراہ رہا۔
 اٹھائیس لاکھ اگر گز زمین میں یہیں اپنے گھاسے گھوٹے سے جانے کو ہم
 کبھی فارار کا ارادہ کر سکتے۔ اس چلے یہ وہاب کی آنکھیں کھلی گئیں،
 ہر چہ کہ دوسرے نے اسے وہ گھاس کھلا دیا تھا لیکن اس کی ہنسی
 بے ساختہ نہیں تھی، چہرہ کو اس کی بات نہیں کرنا چاہیے تھی، اُسے
 خود بھی احساس ہو گیا، اُس نے فوراً سمونٹو بدل دیا اور چھ توبہ
 سے پیچھے لگا کر کیا اُس نے کبھی حقارت میں نہیں بولی کبھی کھانہ
 ہے وہاب نے کیا کہ ہیں اتفاق نہیں ہوا لیکن شاید کہ خداست تفریق
 ہوئی ہے۔

۱۰ دس ترخان سے اٹھ کے غنیمت کو لئے کھڑے ہو گئے اور کہا: ہر جنگی
سے نکلے آیا میں نے سنا ہے کہ کسے ہوا میں ان کے دم نہا کر کسے میں
داخل ہو گئے سیرت قدم غنیمت کسے نہیں ہی کسی دوسرے کسے ہی
تو نہیں آگیا، تمام ساز و سامان اپنے جگہ موجود تھا لیکن سب کچھ برباد

[illegible]

بچے ہوئے تھے اور مادرے کے رستے میں تھوڑی سی جھینسی پہنے ہوئے تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ انھیں ایسی کوئی پیدل سگے گا، ہر چیز اپنی جگہ پر تھی اور سستے سے رکھی گئی تھی۔ جیسی جھینسی ہوئی، نظروں سے سب کچھ اچھٹا رہا، کہیں نگاہ جتنی ہی نہیں تھوڑے آگوش تو تمام کروں میں

ایسی ہی ہوئی کہ ایک اسی لمحہ پر جون کی اگلی سانس سے پہلے ہی کاشے کے
 گھر سے میں بیٹھا تھا، وہاں تو یہ صوب چڑی نہیں تھیں۔ میں نے
 ایک بار دہرائے کر کے کاپڑ لٹکے دیکھا، ایک بار لی مجھے صوبی برا
 کہ کر گھر سے لیں کوئی اور بھی موجود ہے مگر یہ صوبی میرا وہ چھوٹا سا
 کہہ کر وہ دھڑلہ چلے بسے۔ اس کے بعد میں نے لگا کر دیکھا کہ یہ صوبی

ہم نے ان کی خدمت میں ساری برائیوں کا بیان کر دیا۔ انھوں نے فرمایا: "اے محمدؐ! یہ سب برائیاں تو ان کے اپنے آپ سے ہیں، ان کے پاس تو اللہ کی رحمت ہے۔" انھوں نے ان کے لیے دعا کی کہ اللہ ان کو سب سے بہتر نصیب دے۔

میرے بچے کے لیے مجھے دو بارہ اٹھ اچڑا کھلے دروازے سے کوئی بھی اندر

اس کا عقاب کچھ دیر کے لیے میں اپنے پاس ہی رہتا تھا، تاکہ اگر کسی
سکوت چھا دیا عقاب، جو بھی بندہ جس حال میں بھی ہو رہے ہوں
میں منت گزرتے ہوں گے کہ میں ہر بڑے اطمینان سے تو اس سے
اپنے دماغ کا کھلی سمجھاؤں کہ میں اس کے آواز پر ہر صبح کو اس کی گنجی میں

میں نے بھی ہنسی انھوں سے دروازے کی طرف دیکھا۔ مجھے یہ سمجھنے لگی کہ گلی کی دھک اس دروازے پر پڑی ہے۔ ہر گناہوں کی آمد و رفت کے لیے مخصوص ہے۔ میں اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا لیکن اسی لمحے مجھے یاد آیا کہ گناہوں کی دھک برائے گناہ کے دروازہ کو ملنے کے

جھانکے جھانکے سے کھرب کھرب صحن بھل کر لے کر دوڑے۔ چنچلیا جاگنے لگی۔ سہیلہ نے
 بیٹھنی وغصہ و غور پر بات رات نماں ادا کرنے کے لیے بھی بیدار کر کے میں
 پہناتے وقت تائی ظفر میں کمر سے دو درمیان شش پونے میں کھڑا ہوا
 کہ کیوں نہ خاں مہر بھول کر کوئی اور لکھی تو جو مکتبہ ہے۔ اسی خیال سے
 میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ معاذ شاک ایک بار مجھ کو بولی تھی

نے دوروں کی طرف واپس جاتے ہستے ہر عسکری وزارتہ کھول ہی دیا۔ ایک نئی عسکری تنظیم میری آنکھیں میں چھب چھب گئی، سربراہان عسکریوں نے ایک نئے دور کی راہیں کھول دیں۔

پہلی کھوپڑی اس کا ہاتھ دکھانے کے لئے تھام لی۔ پھر وہ اس کا ہاتھ دیکھ کر کہہ اٹھی کہ اے اچھے سی گئی! اور اس نے ہر جگہ سے تھیلے کی جو سی کی سر چیز کی طرح خار مائیں بھی منتقب کر کے دیکھ لی جو اس کی پہلی دو دھڑا دھڑا کر کوئی طرح کے کچھ نہ کچھ تھا۔ پھر اس نے جھجھکاتے ہوئے کہا کہ میں تو خوار کی

”یہی عرض ہے جو اہل حق نے کیا ہے۔ آپ کو اپنی خودی کی افلاطون

وہ کہے۔
 "اتفاق ہمیں ملنے نہ پڑے گا۔
 ہم ہندی کو آپ کے عورت کے لیے مامور کیا گیا ہے۔ وہ ہندی
 سے بھولی تہذیب میں آپ کے کمرے سے ملنے کو شے میں موجود ہے گا۔"

جیسے کہ یہاں بھی کہو تو موجود ہے۔ آپ کو کس نے یہ جلاست
 دیا ہے؟
 ”جس کو سرکار نے دہرہ سرکار کا بجائے محل۔“

”جھولی سرکار، جھولی سرگرم صاحبہ نے؟“
 ”ہر عینس کی ہے؟“ وہ جھپکتی آواز میں زلیٰ زمر جھولی سرگرم صاحبہ
 کی خواہش بھیج رہی ہے۔

میں نے ایک گری مائنس آئی این سے مراد ادب کیے گا اور بہت بہت شکریہ ادا کرانے کے لیے گا کہ جس کی ضرورت ہو تو میں خود بھی کرتا ہوں۔ ویسے میں ابی لازموں کو نہیں ہے، بہتر ہے کہ آپ نیچے لکھاؤں گے میں ابی بھی پائیں گے۔

اس کے لڑکپن، عادت سے بے چارگی سے بڑھ چکا تھا۔ وہ اس کے ہاتھ سے کھڑی رہی۔ اس کا ہر ہاتھ نے لگا تھا۔ مجھے اس کے ہاتھ سے اس طرح ہنست جانا ایک عظیم معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ میں بھی کوڑا۔ ۱۰۔
 یا کہ خدا سے کسی بڑی آدمی کی اپنی حیثیت بھی تو ہوتی ہے۔ اس کے سر کا میں بڑا دلچسپ تھا۔ ہندی کو صاحب کی نورست سے بہت خوشی ہوگی۔ ہندو

کے لیے یہ عزت ہے؟ اتنی درجہ کم کھڑی کی دل دو شاہدیں ہوتی ہیں
 رہا نفی۔
 ”گھر گھر کس لیے کس لیے؟ ہمیں نے جو اس سے کہتے تھے کہ وہ
 آپ کا وقت ضائع ہو گا۔ اُسے ہم کہہ کر مخاطب کرتے تو میرے چہرے پر

ہندوئوں کے گروہوں کی ہر ایک سے اپنے ایک کے لوازمین بھی
 آ کر آپ کا اور اعلیٰ قدرتی اور انہیں ہونے کو چاہیے نہیں گا۔ وہ
 بہت ایسے دکھائی دے رہی تھیں، جس سے دلانہ ہندوئوں کی طرح
 ہی تھیں، انہیں ہوگی کہ ان کے منظر نے کسی شہر کے ان کی یادیں اور ان کی

[illegible]

اُس نے گھر کے دھڑا دھڑکا اور تھریس بی بی کو نری کے کنارے بیٹھائی۔ اُس کا گانڈی رنگ سفید ہو گیا۔ تختہ رات کھٹکے میں بیٹھ کر

ان کے سب سے بڑے گمراہی کا باعث یہ تھا کہ ان کو تو اب بھی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا تھا اور جو اس نے توبہ اور ظالم کے ہاتھ میں ہی گذارنا چاہا تھا، لیکن جس نے اسے روکا تھا تو اب کوئی مذکورہ بات کرنے کی جرات نہ دے۔ اسی لیے جس نے اس سے جواب طلب کیا

کے بارے میں پوچھا۔
 "میرا ہے، غلامی ہاں کا شکر ہے، مرنے کی کو۔۔۔" کہنے لگی تھی۔

میں سوچتا ہی رہ گیا، دھڑکن میں نہ جانے کتنے والی گردش کر رہی تھی۔
لیکن کوئی مڑیوں نہیں گھٹتا تھا، غلام میں کس ایسے ہی جانے کی اجازت
میں سے وہ جو کل خاموشی سمیٹا کر اندر داخل ہو گیا، لیکن مجھ سے اسے نہیں
کہا کہ اُسے کمرے میں لانے کے لئے وہ کس گھر پر پہنچوں گا، اُس سے
کوئی فرائض کروانے، فرائضی کتابوں سے بہتر نہیں ہو سکتی تھی۔ میں
نے اُس سے کہا کہ کیا پندرہ روپیہ کی نادمی یہ کچھ کم نہیں ہے؟ ہم کہہ جا
سکتے ہیں؟

جیسے اس کی کوئی چیز کی پہلی گئی ہو کہ کیا آپ شعر کہتی ہیں؟
 ہاں، میں ہرگز نہیں دیکھ رہی ہوں۔
 اس نے سر جھکا لیا، ہندی کی غرض کو دیکھ کر ہی کوشش

وہاں تک کہ کس طرح ان کی دل جوئی کوں اور سطر عیالوں مجھے تم
 دیکھو کے چند لمحوں بعد وہ خود ہی بولی: کیا جواب کوہوش فرما پسند
 نہیں آئے؟

میں، والد عزم کے سوا کسی کے بغیر ہمارے بڑے سبھی وہ نہیں رہتے
 ان کا حقیقی ریاست سے نہیں، شمالی ہندوستان سے ہے۔ ہمارا
 ست اور لکھنؤ لینے کے لیے ہم نے کیا، گالہ سپہ کار کے پاس
 اور بھی ہر چتر ہوں گے۔ مرسلانے گئے اور فرمایا کہ ان سے جی
 ملاقات کیا ہے؟ جواب میں ہمارے ناطل وندہ بیکے اور ویکٹر
 ہو گئے۔ بولے، بھیر اور کسی تک ویدک روپ میں بھی شاید ہی میں
 گاؤں کی بڑا کھورہ گرجوں سے ہم واقف نہ ہوں، مارا جالہ نہیں
 کہہ سکتے تھے۔ ہم نے عرض کیا، ہم چنے بزرگ کو ملاقات کی خواہش
 ضرور رکھتا ہوں گے، سرچرک اور ایک گزشتہ میں شخص ہیں، انھیں
 جیسا کہ اوستہ ہانے کی بھی جلدی ہے، اگر قیام قبول ہو تو اب دین
 دو بارہ دلیہ پر لانا اللہ فرمایا، ہر است عزت افزائی بھیں گے
 مگر آپ نے ہمارا چاکل انش حقوق دور میرا کا وہ ہے؟
 بڑے نواب نے منکر کرتے ہوئے کہا۔

ان کی حالت و دینی تھی، بعد میں اس میں بھی ہوا کہ ہمیں
 صاف متفق کر دیا گیا ہے ہتھار میں کوئی بھی مذکر کرتے، ہمارا کیا حالت
 ہے چار کی کسی تھی، اور بھلاہو تھی کی کسی اور چیز میں وہ نہیں غیبت
 کا ہر کہتے تو ہم ان کی مذکر دیکھتے ہم کو چھوڑنے کے تھے کہ ہمارا
 ہم سے زیادہ تفصیلات نہ پوچھتے تھے، ہم انھیں کیا بتا رہے تھے۔
 کیوں کہ اس سے زیادہ ہم خود کہتا جاتے تھے، ہم ان سے کسی مزید
 کام میں تو خود ہر ایک غصہ جہت جاری ہے۔ ہم اپنے اس بزرگ
 کی اس نافرمانی کی ہر طرف توجہ نہیں کرتے ہیں اور اس کی پیروی نہیں
 کر ضرور بدکاری کوئی ان کا نہیں ہے، ہم اس لیے کہیں، بے پناہ غصہ
 محبت کے متعلق بھی ہو سکتے تھے کہ انھیں؟ نواب محنت جنگ کے لیے
 میں معذرت اور شکریہ عار و تشویش میں شامل تھی۔ وہ بڑے نواب
 سے پوچھتے کہ، جہاں میں ان کی بتا ہے، اگر مارا جالہ بھی بھر
 کوہر کے سوال کرنے گئے، اقبال نام سے اس کا نشانہ، انجان کی طرف
 تھا، کوئی بات کے لیے کہہ چکے تھے، ہم اس طرح خود پر کیا کہہ سکتے تھے۔
 ہمارا، ہمارے گزشتہ وقت لاسے تھے، ان سے تو ہم والد کا کھانا
 تھا کہ ہم اس طرح بھر کر میں، اور ہم کو بھی یہی کھانا تھا۔

آجہا بھی ضرور ہمارا سب سے نیاز حاصل کریں گے، انہیں
 نے تیزی سے کہا، ان کے ہونٹوں پر بھیک بھیک منکر ہاتھ چھٹی ہوئی
 تھی، ہمیں جلد ہی دلیہ پر لانا چاہیے، لکھنؤ نواب صاحب کا حال متعلقہ
 طبعی ہو گیا، انشا اللہ والد ہی ہوگی۔
 انہیں بھی ہے کہ کل صبح مارا جالہ کو کوئی قصہ آگے گاتیں؟

وہ خود بھی شریف لاکھتے ہیں، نواب محنت جنگ سے کسی نہ کسی
 ہونے انداز میں کہ۔
 ہر دست کو ہماری طرف سے معذرت ہی چاہیے تھی؟
 انہاں تھی آواز میں بولے۔

ہماری بھی یہی منشا ہے مگر نوبت ہے کہ ہمارا کچھ اور
 خیال فرمیں، چرائی میاں کے بولے، یہ نہیں مہربان کام ہر دست
 ہر حال میں ان سے کسی طرف نہ لیں گے، اپنے طرف سے شک کی
 کسی طرف میں ہر خاطر ہوتا ہیں گوارا نہیں، ہر ذکر تو میں ہی آگیا تھا
 ہر حال ملاقات کا یہ خوش گوارا نہ پیش نہیں آتا تو شاید ہم نہ کہیں
 نہ کرتے، اس میں بات ہی تھی اس باعث بھی کہ میں کچھ رہا ہوں
 ہوتا ہے، ہمارے طرف سے لڑنا تھا کہ آپ کے پاس کچھ اور چیز
 ہیں، ہر بات ہمارے ذہن میں نہیں محفوظ تھی پناہ ہماری بیوقوفی
 خیر راہی کسی مگر ہر شوری میں بھی کہی کہ ہمارا ہمارے ہر سرکار ان کا
 قدر وہاں ہو سکتا ہے؟

میں نے دیکھا کہ غل کے دھنے پر سوس میں بڑی ہوئی ہیں مگر
 اُس دور میں میں نہیں بولنا چاہیے تھا، وہ نہیں بولے، تو پوچھنے کی
 کھانے کے کمرے سے اٹھ گئے اور موضوع خود بہ خود بدل گیا۔
 نشست گاہ کی طرف آتے ہوئے اُس نے میں نے نواب سے یہی
 طرف اشارہ کر کے نواب محنت جنگ کو میری اور انہاں کی کہت
 بتائی، محنت جنگ چلتے چلتے نواب گاہ کی آنکھوں میں ہر ایک
 ہوا ہوئی، میرے کمرے کے اس نے مجھے گھر کی پناہ، انشا
 اللہ، ہم میں سو رہے تھے کہ گزشتہ ہی کے حال و نفس کو تو ہم
 سے کوئی بھی بات موجود ہے، نہ وہ میرے شک پر کر کر زور زور
 سے ہانے لگا، کہ نواب آپ کل کے عجب خانا میں ہوں، یہی
 ہے، میں نے بدولت پر ہوں سے اس کا شکر ادا کیا، اس کی
 بھلیں سزا میرے گزشتہ ملازم تھیں، یہی محنت اور ان سب
 رکھے گا، وہ جیسے ہوتے ہوا، ہمارا ہی طرح نہیں کرتے ان کے نام
 بھی آپ کے اندل دل کش اور چاق و چوبند نظر کرتے تھے۔

اب بھی آپ ان کو ان میں متفرق ہیں، بڑے نواب نے بھی
 کے شکریہ دیا۔
 ان کا، جوانی میاں اب تو آئندہ دیکھتے ہوئے خبر ہونا ہے
 جب سے نہیں چھوٹی ہے، مارا جالہ میں ہو گیا ہے، ان کا حال
 سے نواب ہو کے ہوا آپ بھی کچھ جانتے ہیں؟
 میں، جی ہاں، میں نے بھی جانتے ہوئے کہا۔

"لکھنا کسی میں کیا بھی معلوم ہو؟"
 "مگر میں بھی نہیں؟"
 "اول یہی میں میں ہے؟" وہ اشتیاق سے بولا۔

میں نے کہا، ہاں، چاقو باز، لکھنا، جہاں میں اور انہاں گھیری
 میں نے کسی میں نہیں، میں کوئی کوئی سے کرب میں، ان کوئی
 کے ذمے میں لٹ ہاں، جہاں میں، اور کوئی کوئی ہوتے نہیں تھی۔
 اس کے بعد کوئی ہی نہیں، وہ دونوں کی ساری تقریریں کچھ جاتی ہوئی تھیں
 مجھے کچھ دیکھ کر بتا دینا، اگر میں ہوں تو کسی کیل کے ہاتھ میں کہ
 دیا تو وہ مجھے اور نصیحت پر چھٹے گا، میرے منہ سے نکلی گی
 "نشانے بازی؟"

"ہج جی، اس کی بھلیں نکلی گئیں، بڑے نواب کی لگا ہیں میں
 مجھ سے چار ہی تھیں مگر دوسرے میں اس نے ہمارا کھانا کھا دیا
 راجہ نہ؟ نواب محنت جنگ نے نواب سے چھٹا، ہمارا سرا
 ہے کہ کس ہتھیار کی نشانے بازی سے آپ کو شگفتہ ہے؟"

دوسری سے متحرک ہوتے ہیں نے مجھے نیچے میں جواب دیا
 "پھر ہمارا آپ کو خوب سمجھے؟" وہ ہوشی آواز میں بولا۔
 "میں ان مردوں کو بھی خوشی ہونا چاہیے، یہ کیوں کوئی ہمارا ہتھیار
 خیال ہے بدوقت؟"
 "جسپہاں میں کوئی ہونا تو درگاہ کا ہونا ہے، مجھے بھی غل کی
 بات یاد آگئی، میں نے سوچا کہ۔"

میاں نواب اس وقت اجمل کے بولے، نواب سے شک سے شک؟
 بڑے نواب نے اس سے دوسرے کو گول کا تعارف میں
 کیا تھا محنت جنگ سے میں جھوٹا ظہر نہیں کی، وہ ایک معاملہ
 اور کسی کوئی معلوم ہوتا تھا، بڑے نواب نے واقعہ آمدنی رسم
 انجام میں وہ بھی لڑا، اسے بھی کر دینا کرنی چاہیے تھی، میں صرف
 سے اس کا حلق بڑے نواب میں نہیں تو کرمی نہیں تھا۔
 قائم کے آئے کی خبر نواب محنت جنگ کے کسی طرح میں میں ہونا
 کہ خود ہی اس کے لیے کوئی مولی واقعہ نہیں ہوگی، اس کی بہن گئی
 نواب کا نواب کی رنگ کی رعیت سے عورت میں موجود تھی مگر اس کے
 قد اس کے جس سے کوئی مرد و کھائی نہیں دیتا تھا، دوسری بات
 ہے کہ بعض لوگ چہرہ چپا سے میں بہت قافی ہوتے ہیں، ایسے تو
 ہر کس کو اس حد تک بھی کو اسے اور ہوش ایک ایک دوسرے سے
 دھوکا کھاتے ہیں۔
 نشست گاہ میں وہ کچھ ہی دیر بیٹھے، پھر قائم کی اطلاع

ہر عورت کے ایک اور حصے میں پلے آئے، ہاں قالیہ کے ہونے
 اور گانے گائے ہوئے تھے، غل کے بڑے صبح تیار تھی
 کے وسط میں گلوں کے جوہر میں اگر والدین ہتھیار، اگر گانے
 رہی تھیں اور ہر طرف خوشبو پھری ہوئی تھی، یہ ایک ہلاک ہوتا تھا،
 عورت کے دوسرے حصے میں گلوں کے مانند ہاں کے اس ہوا کو
 کوئی کا اہتمام ہے، ہمارے لیے مخصوص نشستوں کے لیے ہاں کو
 قالیہ پر سیاہ خیر و انہوں میں ہوشی تو الٹے تھے، ہاتھ کچھ کے
 کاتے اور زور اچھے سے چٹ گئے، ہر قسم کے راجا، انہی گولہاں
 بنے گاہ زور سے تالی سے بولا، کاتے سے چپے سے بہت کان
 میں کیا؟ نواب تو آتا تھا، کادول ڈال، رطل قادیوں بالائی دہرے
 دیا دیا؟

اس نے انہاں اور زمرے سے بچا تھا کیا؟
 "اشارہ کیا تھا؟" وہ سرگرمی میں بولا، دونوں گانے
 بیٹھے رہے، پھر قالیہ پر اس نے آتا تھا، اس کی اوپر کراہیوں میں ایک
 ہوا ڈالے اس کا استاد کو ٹیپ کا لگاؤں کا کلک انگ ہوا اور پھلتی
 زبان گئے کوں پٹی؟

"کاتے جہاں میں میں نے اس کا زخم اس کے کہیں میں ہونا؟"
 "کیوں لڑا ہے؟" وہ عرض سے بولا۔
 "میں کہتے ہیں ہاں کے زخم میں گانے؟"
 "اگر تم کوئی بھی خود کیا ہے؟"
 "مگر مجھے خندا رہی ہے، اس میں ہونے سے میں ہلکا ہوں؟"
 "اس کی جگہ کی ہے کچھ؟"

"کیب اترو دی ہے کہ میں بھی عرق ہوں؟"
 "چھوٹے ہوئے لوگ نہیں آتے ہوں گے، ڈالے اسٹیل
 کو میں دلیا گیا ہوگا، اور ہر حال میں میں جہاں خود ہی دیکھ رہا ہوں
 دیکھ کے فعد کرنا، اوپر کر کے ان کیل ہاں چھوٹے لگا؟"
 "ہر کچھ جانے ہی دے کاتے جہاں؟"

مجھ سے غل کی کوئی قالیہ کا نشان دہر کی طرف کاتے کے
 سے میں چپکے سے نکلی ہڈ کا کاتے، نے لے گئے کی طرف دیکھ گیا
 اور اس سے پہلے کہیں ٹوٹ کے دروازہ کا کڑا کتا نواب محنت جنگ
 میرے پاس آگیا اور دروازہ مجھے میں ہوا، آپ نے کاتے لڑی کا
 کہ کے سے قرار کر دیا ہے، دلیہ میں کتاب ہے کہ میں دیکھ کر نکال کے
 باہر نہیں اور آپ کا کال دیکھیں؟

"میں نے آپ سے پہلے کیا تھا کہ کوئی کال میں نہیں ہے؟"
 203

مؤمن نے اس طرح خبیث سنا جس طرح آپ نے کہا ہے۔
وہ انچھوڑی کے انداز میں بولا، ہم بھی کچھ اس طرح کہتے ہیں۔
آپ اچھے نفا سے بارہ معنوم ہوتے ہیں۔

دقت کچھ خوش آیا جب ان کے سسر خانہ کوں ہوئے۔ بیٹے ہی وہ
 مانس بیٹے ٹھیکے انھے پھر وقت گزرتے اور پھر ہوا لے کیا انھیں
 ہونے لگی۔ ابھی اٹھا ہوا ملتا تھا اور دوسرے کام کے خائے تک

ہماری معاشرہ جرم آرائی کی نظریہ یہاں تک کہ میں خود وحشت تک
تسلیم ہوا ہوں کہ اب میرا وطن جس مناسب نہیں تھا پھر میں کیا
کروں۔ بیٹھے بیٹھے مجھے خفقان سا ہونے لگا۔ میں یہاں کیوں آیا تھا

ہوئے بولی بہ مستم کا گناہ نہ کر اگر چاہے کہ وہ دست و پا میں آتی تو وہ
راست کے کتب خانے سے بھی بعض اور نسخے فراہم کر سکتا ہے۔
"آپ شیخ کا عین یہ ہیں جسے مجھے بولی آواز میں کہا۔" وہ جھنجھکی

اس کے خسار دل ہو گئے؟ کہ اس کو صحت سماعت ہے؟
 اسے ہی جواب دینا چاہیے خاک میں مجھے صبر کیا کیا ہے
 وہ صبر کی طرح میرے آس میں ایک ماہر بہت سی باتیں آتی تھیں
 میں ایک ایک کہے کہ ہر بات دیکھتا رہا یہ اندر میری زبان کو گزرتا
 تھا کہ میرے من سے نکلی جوتی کوئی ایسی بات گیتی اور برائیوں
 کے لیے سرگرمی کا سبب بن جانے، مومن مخلص چھٹا اسے
 دیکھتا رہا، کہ میری روشنی میں اس کا گھمب اور گمراہی ہو گئی تھا
 بار بار اپنا دینا درست کرتی تھی اور مجھے اس کے بدلے میں کوئی
 لمبی آنکھ تھی، ایک ایک صبر سے ہاتھ میں بیٹھ کر کوئی سزا لگائی نہ تھی
 اشتیاق کی باتیں میں پوچھا کہ آپ کی چھوٹی سرکار اور بی بی اس وقت
 کیا کر رہی تھیں؟
 اس کے بولنے پر ہنسنا بہت کچھ لگتی تھی، گفتگو کے بولنے پر کچھ
 پہلے کہ چھوٹی سرکار فدا کو دل کو دلیات دے رہی تھیں، اس کے
 بعد ہندی سے ملاقات میں ہوئی؟
 "اور میں بی بی؟"
 "ہندی ان کے ساتھ تھی؟ اس کی آواز مٹانے گی۔"
 "وہ کیا کر رہی تھیں؟" میں نے سمجھتے ہوئے پوچھا وہ مذہب
 پر تو تھیں؟
 "میں نہیں؟ وہ مجھ کے بولی بی بی سرکار، اپنے شکر میں
 موجود ہیں؟"
 "آرام کر رہی ہیں؟"
 "ہندی کی عرض کرے؟ وہ درشتانی سے بولی؟ پچھو چھو تو
 بی بی اپنے کمرے میں، اپنے آپ سے آہیں کر رہی ہیں؟"
 "کیا مطلب؟" میں نے حیرانی سے پوچھا۔
 "بی بی سرکار پر کبھی کبھی ایسی خاموشی چھا جاتی ہے؟
 "اپنے چھا کر ایسا کیوں؟"
 "ہندی کچھ نہیں کہہ سکتی، آپ سے اپنے کمرے میں خاموش
 بیٹھی ہیں؟ وہ داسی سے بولی۔"
 "ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"
 "بظاہر نہ تو اسے ایسی کوئی علامت نظر نہیں آتی، ابھی شاید
 غم تو سب باتیں کر رہی تھیں، اچانک انھیں نہ جانے کیا ہو جاتا ہے؟
 "آپ کی بی بی بہت بہت ابھی ٹوکی ہیں؟
 "میں شک؟ وہ دراصل کسی سے بولی؟ تو انھیں ہمیشہ خوش
 رکھے، بی بی سرکار کو چھوٹوں کی طرح میں دیکھتا ہوں، انہیں؟

"ایک بات تو مجھ کو بتائی گی؟" میں نے سرگوشیاں کیا۔
 "ہندی قبیلہ کنگ کے لیے لکھن میں گئے تھے، اس کی درخواست
 ہے کہ اس کی بساط طوطیوں کی نظر ہے؟
 "میں نہیں، یہ تو ابھی ایک بات ہے، میں نے ان کی بات پر غور کیا
 کہ انہوں میں ان کی کوئی نئی دہ پند ہے؟" میں نے جان بوجھ کر
 ایک لفظوں بات کی۔
 "ہندی نے کبھی انھیں کچھ نہ سمجھا تو نہیں کیا؟
 "مجھے نہیں تھا کہ آپ یہی جواب دیں گی؟
 "ہندی نے اس حال پر واقعی عرض کیا ہے؟ وہ اس وقت ہوتے بول
 "اور اور یہ چھوٹی کنگ صاحب اور بریس کی بی بی کے مشاغل کی
 رہت ہیں؟" میں نے ان پر سرسری انداز میں پوچھا۔
 "مشاغل کی بات تو پہلے بھی تھی، اور وہ بولے ہوئے لیے ہیں
 بولی، اب تو عرض ہے، ایک ہی شغل ہے، وہ عداوت کا بہرہ دار
 کا اور عداوت کے لیے آنے والوں کی پرستش کا پہلے بھی کچھ نہیں
 صاحب کو ایک بل کی فرصت نہیں مٹی تھی، علی میں اس کے آنے
 کے بعد ہی سرکار نے سارا انتظام ان کے سپرد کر دیا تھا۔ سارا
 خزانہ کی دیکھ بھال، ایک ایک گھر پر ان کی نگاہ رہتی تھی، انہوں
 کا خیال، ان کی تھی خوشی میں شریک، انھیں عداوت کا تمام بہتہ جانے
 والے اعزاز اور عداوت کی بڑی بڑی انھوں نے، اپنے ذہن کے کام
 لیے ہوئے تھے، خزانہ کے مصارف کی بھی وہی نگاہ کرتی تھیں، ان
 تمام مصروفیات کے علاوہ، ملنے کے لیے بھی وقت نکال لیتی تھیں
 کسی شغل سے بھی شوق فرما لیتی تھیں۔ شادی سے پہلے سنا ہے
 یہ سستی خوب لگتی تھی، شادی کے بعد ترک کر دیا، میں کچھ
 سرکار کی خواہش پر دوبارہ مٹی شروع کر رہی تھی؟
 "اور بریس کی بی بی؟"
 "دونوں کو ایک دوسرے کا سایہ سمجھتے؟"
 "واہی، یہی سمجھتی ہوتا ہے؟
 میری نظروں میں ان دونوں کے سر پر گھوم رہے تھے۔
 ان کا ذکر کرتے ہوئے تھامو لکھن کی یاد آگئے تھے، کتنی جگہ تھی جیسے وہ
 اپنی یاد کر رہی ہو، میں نے کچھ کہہ دیا کہ مجھے ہوتی ہے زبان نہ جانے
 کی طرف جانوں گا کہیں ہیں؟ میں نے ان سے نہیں بتایا۔ وہ میرے سامنے
 بیٹھی اپنے اپنے دھڑکنے کے ساتھ کہہ رہی تھی جیسے میں اسے اس
 ہونے کی میری نگاہ میں اس کے چہرہ پر ہرگز نہیں، اس کا دل نہیں
 لگا اور اس کی بی بی کیوں بڑا عاشق ظاہر ہو جاتا۔ وہ شکر خیز

کون اس سے کچھ اور پوچھوں گا؟ اسے کوئی حکم، دونوں گایا آتے تھے
 کی اجازت ہی اسے دونوں کا میری خاموشی اسے بہت گراں گزرتی تھی
 لیکن میرے سر میں یہ سب کچھ بکھر چکا تھا، کیا میں اس سے یہی
 کچھ جانا چاہتا تھا؟ مگر نہ ان کو دیکھ میں میں جانتا تھا، جس میں نے
 اتنی بات گئی، اسے زحمت کیوں دی اور اسے بے عجزا جس پر وہ
 بھی ٹھیک نہیں ہے، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ وہ بہت کی طرح شخص
 رہے اور میں اس کی صورت دیکھتا رہوں جو گھر میں رہا تھا میرے
 ذہن کا سا ناظر رہا جاتا تھا اور رفتہ رفتہ میرے ہاتھ پر ٹوٹنے سے
 گئے تھے، میں ایک جی، ایک لفظوں آدمی ہوں میری زبان اور دلوں
 رکھ گئی ہے، جب تک کہ وہ بول رہے گی، میرے دلوں میں یہ
 آگ ہی لگتی رہے گی، بہتر یہ ہے کہ وہ بھی جانے، میرا انداز بہت
 تھا۔ وہ اس سکوت سے اس کی جی اسے نہ سمجھتے تھے، میں نے کتنی
 "ہندی کی لکھن کی یہ معذرت خواہ ہے۔" پھر کون سا گمان ہے کہ آپ
 کچھ بھول رہے ہیں، جواب نے ہندی کو یاد دلا دیا تھا؟
 "ہاں ہاں؟" میں نے عرض کی کہ "آپ کو ملتی ہے؟"
 "ہندی کی بی بی اور میں؟" وہ سراسیمگی سے بولی "اس نے غصہ
 یاد آنے کے لیے یہ عجز کی ہے؟
 "میں آپ کو کچھ بتاؤں؟ میں نے کبھی بولی انہوں میں کیا۔
 "مجھے یہاں کے بہت تھامی موصی ہو رہی تھی، جب کہ میں اس نہایت
 ہی کے لیے سماع کی ایک بہت اچھی محفل چھوڑنے کا تھا، مگر اب
 سب ٹھیک ہے، اب کوئی ایسی بات نہیں ہے، آپ یا میں کو بھلا
 لکھتی ہیں؟
 "ہندی نہایت شرمناک ہے، لیکن نہ لگاؤ، اس کا کوئی اور قصد
 نہیں تھا؟
 "مجھے معلوم ہے؟" میں نے تھکے ہوئے کمرے میں کہا۔
 "ہندی کو تو لگاؤ لگاؤ، کچھ دیکھ رہی ہے؟
 "میں، اب نہیں ہے، اب اسے سمجھے ہیں آپ سے کسی
 غلطی میں، صاف دل سے کہہ رہی ہیں، میں نے اس کی غلطی
 لکھ کر دیکھی تھی کہ ضرورت پڑنے پر اسے پھر بلاؤں گا۔
 "میں جی؟" وہ دلتے ہوئے بولی۔
 "یوں اس صورت میں اس کے لیے خود کو کمرے سے چل جانے
 پر آمادہ کر لیا، اس میں نہیں تھا، رائے اس سے دوبارہ کتنا چاہیے تھا
 میرے ذہن میں ہی آتی ہیں، میں نے اس کی دل دہی کے لیے کہ
 "اس وقت دست دالی میں ہوتا ہے تو اسے کوئی "دعا فرم کر دیتا ہے"

"نصیبہ دشمنان، ہندی کو پہلے تو خبر تھا کہ جناب کے بڑے
 ناساز ہیں؟
 "کوئی خاص بات نہیں لیکن احتیاج ہے؟
 "ہندی، ابھی سے کے حال ہوئی؟ سے پہلی میں ہر وقت اس
 اور وہ موجود رہتے ہیں، طیب آئے ہیں، کوئی دوسری شے گی
 زون پر ان کو کوئی بلا لگتا ہے۔ جناب کے لیے، مگر یہی "داسی
 زیادہ مناسب ہوئی ہیں؟ یونانی؟"
 "کوئی بھی جو آسانی سے ذرا ہم ہوئے اس کی حکیم ڈاکٹر کی ضرورت
 نہیں ہے؟
 "لیجے، اس کو دیکھی شکایت ہو گی؟
 میں نے سر سے اقرار کیا۔ وہ دوبارہ جلد داسی کا کمرے
 کمرے سے فوراً چلی گئی، مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کہ آپ
 تو رگم ہو گیا ہو اور میں کسی چھاؤں میں آ گیا ہوں، جیسے میں اپنے آپ
 سے زور دے رہی تھا، اب اپنے آپ تک، داسی آ گیا ہوں، میں اس
 لکھا گی، دلالت کا وہ اہم سبب عارضی تھا، ہندوؤں ابھی جیسے
 مجھے سب کچھ یاد آئے گا اور میرے جسم پر پسینہ چھوڑ دیا، دیکھا جاتا
 ہوئی، وہ جیسے اس کی دست پر مضر رہ گئی ہوگی، وہ ان کے
 لیے ناقابل فہم ہو گا، وہ تو بہت نرم و نازک بہت خوب صورت دل
 ہے، اسے دل نہیں لگتا، میں کہیں کہیں، ہیرا کیسا خیال کر رہی
 تھی میں اس سے اپنی زبان کی باتیں کر رہی تھی، شکر کے شعلے، چوڑے
 شعلے، اوسوں کے بازے میں مگر میرے دل کے گناہ، ہیرا مانا تو
 خواب ہوئے گئے۔
 اسے جلد ہی دس دن آگیا تھا، پہلے سے ناگین دیر ہوئی، وہ وہیں
 دلی میرے ذہن میں طرح طرح کے دوسرے کھیلنے لگے، چھاپے
 کر دے داسی نہیں آئے، میں اس دو دن کو کھانا کچھ ہی لذت رہا۔
 اب کے وہ ان کی توجہ اس طرح نہیں کر لگا، میں نے ایک بار میر
 غم کی اور آرام کر کے سے اٹھ کے ایک گریبان کی پانچ پانچ پیرا
 ہم کڑا لیا تھا، سامنے ہی آئے، نصیب تو میں نے ایک نظر ان پر
 دیکھا، سوجھا چھو، بکھرے بال، گریبان کے ایک کاس میں کھل چلا۔
 قتل جانے کے لیے، میں نے مزہ نہیں لیا، پچھلے مارے والوں میں لکھی
 جیسے کہ میں جلد سے جلد کر رہی تھی، وہ نہیں آتی تھی، لیکن
 میرے آرام کر کے پہنچنے کی دیر تھی کہ دروازے پر کھٹک ہوئی وہی
 تھی، وہ اپنی ہوئی اندر آئی، انھیں میں ایک چھوٹی اسے تھی جس
 پریشانی پر اسے سے ڈھکا ہوا سا رکھا تھا، اسے میں اس نے یہودی

سانوں سے مجھے بتایا کہ وہ میرے لیے جو شائد تیار کر کے لائی ہے اور کوڑا بہت کے خیال سے اس نے ڈراما شکر بھی کر دی ہے۔ ابھی گرم ہے، جو شائد ذرا ٹھنڈا ہو جائے تو پیسے کے لائق ہو جائے گا۔ میں نے اس کا شکر ادا کیا اور چٹو جانے کو کہا۔ وہ کھڑی رہی۔ "جناب سے کچھ نہ فرمائی کرتی ہے وہ دلی لڑکوں میں بولی۔"

میں نے چونک کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

"لی لی سرکار یہاں آنے کی خواہش نہیں؟"

"وہ جناب کی ملاقات کرے گی کہ لے آئے جانتی ہیں؟"

"مگر میں تو بالکل مشکوک ہوں۔ مجھے کوئی بھی خاص۔۔۔"

میں نے اپنی ہی بات کا کٹھن کے کچھ لپک کر ان کی ہی خواہش ہے۔ وہ تشریف لی آتا ہے میں تو سرور و شرف میں رات خاصی ہو گئی ہے انھیں خواہ کوا درست ہوگی۔ آپ نے ان سے کچھ زیادہ تو نہیں کہہ دیا؟"

"بندی نے ہی جناب سے احتیاط کی تھی لیکن لی لی سرکار بدلتا ہو گئیں۔ انھوں نے ہی یہ جو شائد تیار کیا ہے۔ وہ تو یہی کوڑا لے کے لیے امر وار کر رہی تھیں۔ بندی نے ان سے عرض کیا کہ جناب سے منع کیے؟"

"ارے۔۔۔ میں نے فحاش سے کہا کہ وہ ان کی تعریف کرتی ہیں؟"

پھر بھی میں انھیں اور تھاکا اور کیا کہوں۔

"انھیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، بس جناب کا خیال ہے احاطہ ہو تو بندی ان سے جا کے کہے؟"

میں نے تہذیب سے کہا "بہر حال اگر ان کی کدھی مرنی ہے تو۔۔۔"

اس نے میری بات پوری ہی نہیں ہونے دی، دتا سنتے ہی تیزی کے ساتھ کمرے سے اوجھل ہو گئی۔ میری نگاہیں میں غوی جھنڈ ہونے لگا تھا۔ کچھ دن تک تو میں کڑی پر کم غم تھا۔ ایک کٹی ہوئی نظریں گھڑی رہ گئیں، اس وقت ہونے لگا کہ مجھے تھے میں فوراً کمرے سے اٹھ کھڑا ہوا اور یہ حال اندر رفت کے کام دروازے کی طرف چلا۔ وہ بندی تھا پھر میں نے کمرے پر ایک نظر ڈالی۔ فریڈر میرے پر ہر مسکندہ تھے مجھے اپنے آپ کو متعجب کرنے کی بھی طاقت نہ تھی، ابھر غلام دیکھیں گئی، اور اس کی آواز سنائی گئی۔ گویا برعکس پہلے ہی اُس کی آواز تھی۔ اس لیے میرا دل اچھل چلا تھا۔ لگا تھا جب میں نے غلام کے پیچھے برعکس چلا دیکھا۔ وہ برعکس ہی تھی۔ جیسے بچوں سے اچانک پانچ لڑکے آئے۔ عسائی رنگ کا

ہوڑا پہنے، اسی رنگ کے دوپٹے سے اس کا سر ڈھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے چہرے کا خمیازہ رنگ اور کھل اٹھا تھا۔ وہ نے کتہہ بنا سے اندر داخل ہوئی تھی، میں دوزخہ لگا ہوں سے اس کے دلکشا رہا۔ اس کی تلبیم کا وہاب بھی میں نے مانے سے طرح لڑا، انھیں کدنی معلوم ہوا کہ آپ اس وقت کچھ نہ فرمائی نہیں کر رہے ہیں؟ ایسا لگا جیسے کمرے میں اس کی آواز کی کرچیاں بکھر گئی ہوں۔

"میں انکر کوئی پریشانی کی بات نہیں کہتی ہے میں نے تو نے چہرے نظروں میں کیا؟ آپ نے اتنی اتنی۔۔۔"

"وہ نہیں تھیں، ہم باگ سے پہلے تھے وہ عسائی نے ہی بولنا کہا ہے کہ میں آپ؟"

میں نے مشکوک لے کر کوشش کی "میں ہوں ہی ذرا سر جھاری بھاری سا تھا؟"

"موسم بھی کچھ بدیل ہو رہا ہے۔ آج کھلی لہیر لڑا ہے؟"

وہ کھنکی آواز میں بولی "ہم تو چھ رہے تھے کہ آپ محل مراٹ میں شامل ہوں گے؟"

"داں کچھ دن رہی بیٹھا جا سکا۔"

"کیا اچھے قوال نہیں تھے؟"

"وہ تو اپنے اپنے میں کیا تھے، بس جی نہیں لگا۔"

"اچھا ہوا، آپ اس طرف چلے آئے؟"

مجھے خیال نہیں رہا تھا وہ اچھا رنگ کھڑی تھی میں نے سوتہ کرتے ہوئے اس سے مجھے کی درخواست کی۔ وہ نکلتے سے گئے گئی کہ بس اب ہم نہیں گئے۔ آپ کو آرام کرنا چاہیے، رات بہت ہو گئی ہے۔ مگر کچھ دیر تو بیٹھیں میں دلی میں غلام سچا ہوں۔ تمام کو کچھ تھکے کا ارادہ تھا میں کھانے کے بعد لایں زند آئی کہ بھائی میں ہاں؟

"ہم بھی میں توقع کر رہے تھے کہ شاید آپ آج آئیں؟ اس کی آواز نہ رہی تھی؟ خود ہم بھی غم کرنے کی سوچ رہے تھے لیکن یہی اطلاع تھی کہ آپ آرام کر رہے ہیں؟"

"بیٹھے ہیں؟ میں نے اتنا ہی کچھ نہیں کہا، اس نے لگا ہی تھا۔"

میں نے میری جانب دیکھا، اس کی آنکھوں میں پگھلائی سی کوہر تھی۔ اس نے پھر انکار نہیں کیا اور یاد میں سے سامنے کے صوفے پر بیٹھ گئی۔ چند منٹوں تک میں خاموش رہا پھر میں نے تجھے ہونے لپکریں کہ چھوٹی ٹیگر صاحب کیسی ہیں؟"

"انھیں آپ کا انتظار تھا؟ وہ ہے تانی سے بولی؟ وہ عالم بھائی کی طرف تھی جوئی میں نے ہمارے ساتھ ضرور آئیں؟"

"جھوٹے نواب صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے بے ساختہ پوچھا۔"

اس کے چہرے پر ایک جھول سا چلا گیا۔ مجھے فوراً اپنے سوال کی بدنامی کا احساس ہو گیا، لیکن میں کیا کرنا منہ سے نکل ہوئی بات تو لائی نہیں جا سکتی۔

"میں ان کی جانب سے اب ایسی خبر نہیں ہے۔ وہ دو دن پہلے میں بولے اس کے بعد جب کچھ اخبار پڑھیں دنا ہنس ہو گا اور ان کے اپنے اپنے کام کے دروازے پر کھول ہی دیے ہیں؟"

میں نے اس بات پر کچھ نہیں پوچھا۔ غلام رئیس دروازے کے پاس ہاتھ اندر لے کھڑی تھی مجھے اس سے کچھ پتہ نہ چلے گا کہ کیا چاہتے تھیں برعکس کے خیال سے چپ رہا۔ دوا یہاں میری نظر اس کی طرف کی تو وہ کہہ میں میں تھی۔ اور دلی دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ نیچے تو نہیں گئی ہوگی، میں کمرے سے غصے لڑائیوں کے گوشے میں موجود ہو گئی۔ میں درج میں کمرے میں اکیلے رہ گئے تھے نہیں مذاقی تو چھٹا تھا اس کے جاتے ہی میرا غم شمس سا ہونے لگا اور میری زبان اٹھنے لگی۔ اس سے کہنے کے لیے کوئی بدل اور غصے اثرات سوچ رہا تھا کہ اس کی سٹوٹا آواز کمرے میں کوئی نہ پیا۔

آپ کو کسی چیز کی شکایت تو نہیں ہے؟"

مگر کب کی شکایت؟ میں نے تھک سے کہا اور مجھے ہنسی آگئی "کیا شکایت ہو سکتی ہے میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اتنے تعلقات سے میں بھی ساتھ نہیں چلا۔"

"وہ شکایت کہاں ہیں؟" وہ ٹانگیں سے بولی "یقین کیجیے میں ہر پہلے یہ احساس کھاتا ہے کہ ہم سے۔۔۔ ہم سے؟"

"ہاں آپ کو کوئی کوئی تو نہیں ہو رہی ہے؟ میں نے اس کی بات محل کر دی؟ ہم سے پوچھو تو اب نہیں فرشتہ کی ہونے لگی ہے؟"

"نہیں، نہیں۔ وہ ہے تاباں بولی؟ اس بات سے سچے۔"

تو کچھ نہیں ہو رہا ہے، ہم کر سکیں کی کہنے ہیں؟"

"اس سے زیادہ کیا کہیں ہے؟"

"یقیناً ہمارے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے؟"

میں نے اپنے اچانک بول، اب اس سے دھمکائی؟ میں نے اس کی شکایت کی؟ ہمارے لیے یہ کیا کہ ہے کہ اس نے اتنا اچھے لوگوں سے مل لیے اور اور کسی کے کام آجائے کی خوشی کچھ کم ہوتی ہے کیا؟"

"آپ کا معاملہ ہے، ہم سے آپ کے ساتھ نہ مر رہیں؟"

ہمارے بچے ہونے کا ثبوت ہم نے پہلے بہت دیا ہے؟"

"مجھے پھر وہی؟ میں نے شکایت کی تھی میں کہا؟ آپ کیسے بانی کر رہی ہیں؟ یہ تو کچھ بھی نہیں غلامیں آپ کو کیا بتائی زندگی ہم سے کیا سلوک کرتی رہی ہے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ ہمارے لیے کوئی نیا نہیں تھا بلکہ پہلے سے کہہ کر ہی تھا۔"

"یہ بھی غلطی تم نے کہ آپ ہی کو یہ اور کہہ رہے ہیں؟"

"کچھ غلط نہیں کر رہا ہوں؟ میں نے شکایت آواز میں کہا جس مشقت اور آپ کے دیے ہوئے اس غلاب کے بدگار اس فرشتہ سے کو آدمی بہت سے غلاموں سے گزر سکتا ہے پہلے بھی ایسے نہیں ہو اتنا وہ غلاب، وہ کوہر ہمارے لیے یا نہیں غلاب یہ فرشتہ بالکل نیا ہے؟"

اس کی آنکھیں جھلنے لگیں۔ کیا کہتا ہوئوں سے بولی "آپ بہت صبر مان ہیں؟ پھر خود ہی کہنے کی؟ آپ درست کہتے ہیں، میں اس کو درستے اجتناب میں کرنا چاہتا ہے؟"

"جی ہاں، ہمتو ہی ہے میں نے سنے تھری سے کہا؟ میں آپ کو بتاؤں گا مگر جیسے نواب صاحب کی جگہ ہم ہوتے تو ہم بھی اس سمیت حال میں نہ رہ پڑیں کچھ کہتے۔"

"شاید بھی درست ہے؟ وہ دلچسپی آواز میں بولی "آپ پہلے بھی نہیں؟ ولا را سے کہنے چاہے ہیں لیکن ہم جانتے ہیں، آپ ایک بھی کر رہے؟"

"بہر حال؟ میں نے پہلو بدل کے کہا؟ اور بھی بہت سے باتیں بہت سے موضوعات ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ ہم جب بھی مل رہی ہوں انحراف سے کو تازہ کریں؟"

"اہمیت کا کوشش کرتے ہیں لیکن ہماری آنکھوں سے وہ رات اوجھل نہیں ہوتی جو ہم زندان میں دیکھ کر آئے تھے؟"

"وہ رات اگر کوئی غم تھی تو وہ رات جنت جی نور۔۔۔"

ملق میں گڑ بڑ ہو گئے اور ایک آنے کے لیے ہر اس کو کم کے دیکھا اس کی ٹیگٹی آنکھیں میرے سارے جسم کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ فرشتے سے پلک رہے تھے۔ میں جھٹکتا ہوا پاؤں کو ان کی کیفیت سے سو سیرا جھڑوا دے رہی تھیں ہر بار اس کے منہ میں ہلکی ہلکی سی روشنی آواز کے گونے چوک رہے تھے۔ اس کے جسم کو دا ہوئوں میں جھٹل ہوئی تو میرے دل کی دھڑکن بند ہو گئی تھی ہمارے لیے اس سے بڑی سرت اور عزت کی ہو سکتی ہے کہ آپ ایسا موسیٰ کر رہے ہیں؟ اس کی آواز دھڑک رہی تھی لیکن یہ کتنا بھاری دیکھا جاں میں غلاب جیسے بہت دے کہ وہ تو بھی تو ہماری طرف تھا؟ میں نے ایک گری ساٹھ بھری "وہ آپ کی طرف تھا؟"

میری آواز بھر جھرا رہی تھی، دیکھیے اب آپ اپنے دل سے یہ عبارت نکال دیکھیے:

”یہاں تو ہم امراء نہیں کریں گے مگر غلبہ دلیں آئے ہیں۔“
اور اپنا گھر سمجھ کے ہا

نہیں ہے۔ پہلے ہمیں اس نسبت پر غور و فکر تھا لیکن یہ سب کی بات ہے
 جب ہم آپ کو نہیں ملے تھے۔ آپ ہی نے ہمیں یہ علم دیا ہے۔ اب

خیال آگیا اور میں نے اسے کہہ دیا، میرا مقصد یہ ہے کہ وہ شیشی چھانڈے اور گھر
 کو دیکھے کہ وہ جانتے ہیں کیا کہہ رہا تھا؟

شقیق و آواز میں ہوئی۔
 "جیسے" میں نے تندی سے کہا: "مجھے ان کو کوئی خیال نہیں تھا"
 "جی" وہ دیکھ کر پلٹ پلٹا ہوا تھا۔ "پاپ کی گارڈ میں ہیں؟"
 "میں کچھ بڑا ہوں، مجھے ان سے محبت ہوئی تو میں..."
 میں نے اپنی آواز میں گھونٹ لی، مجھے اس سے سب کچھ نہیں
 لگتا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی شخص ظاہر کرتی، میں نے
 اس سے کہا کہ کل صبح میں میرے پاس آؤں تو وہ مجھے اپنی امانت سے
 ضرور ملے۔ میں ان کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا تھا۔
 "مذہب ضرور" وہ اشارہ کرتی ہوئی کہ وہ آپ کو دیکھ سکے
 بہت خوش ہوں گی، مہربان نہیں سمجھیں کہ غلامی کے آئے تھے وہ
 کس قدر بے شکون اور خوش ہیں؟
 غلام نہیں پاسے رکھے، وہیں ملی گئی تھی، میرا میں نے اپنے
 ہاتھ سے ٹخنوں میں چائے ڈالنے اور آپ کے مجھے سے ٹھکر کے لیے
 نہیں پوچھا، وہ دو دو کے لیے نہایت خوش واقف چائے میں نے
 ایک کے بجائے دو دفنان چائے اور آپ جو خاصے کا کیا ہو گا میں
 نے ٹھکرانے پر اسے ٹھکا۔
 "اسے اس پر تو میں ہی سمجھنے" وہ میری طرف سے ہنسی اور
 معصومیت سے بولی، اب تو خوشی بھی ہو گی ہو گا، ویسے تو وقت
 ہی پرانا سب ہوتا ہے بہتر ہے کہ دوسرا سال بھیج دیتے ہیں؟
 "میرا خیال ہے اس سے چائے والے کپڑے پر آٹھا کرنا چاہیے؟
 "اور وہ ہے، انا انڈیا سے آتا ہوں جو ملے گا میں بہتر
 ہے کہ اسے بھیجیے کیجیے؟
 وہ آپ دیکھ دیکھ، رات کو یہ انڈیا میری کس کو لا کے
 کہہ دوں گا؟
 اسے اسے بولنے دیر ہو گئی تھی، میری نہیں پتا تھا کہ وہ
 چلی جائے، اس کے چہرے سے میری ظاہر ہوا تھا کہ رات بہت
 گئی تھی، چائے پینے کی وہ دھن گئی، "میں انڈیا سے آتا ہوں کہ آپ
 بالکل ٹھیک ہو جائیں گے؟
 "میں تو اس سے بہت بہتر محسوس کرتا ہوں؟
 "مہر اور پیٹھے لیکن اب میں جانا چاہیے؟
 "مجھے میں اس کا خیال ہے وہ نہیں سمجھتے، درخواست کرتا
 "مہر پھر جائیں گے، جو کسا کو کسا ہی، ویسے کیسے تو آپ
 آئیں گے ہی؟
 "اب ان گرام کا کہہ طلب نہیں کہ آپ کل اس طرف آئیں؟

"مہر میرا اس کے کل اسی وقت، بلکہ کچھ پہلے؟
 "میں انکار کر دوں گا؟
 "مہر جی رات آنے کے منتظر رہیں گے، وہ سر جھکا کر اچھٹ
 سے بولی، رات کے پوتوں سے اس نے شب بھر تک اس کے خدایں
 پر تھی، یہی چھوٹ، یہی تھی، جاتے ہوئے اس نے ایک چھٹی انگلی
 مجھے دکھا اور مٹا، اندرونی درد اس نے میری چھٹ پر۔
 اس کے جاتے ہی میں نے اپنے پرانا جام پھلایا اور اس نے
 دھڑکیوں کے بدلے بڑے بڑے دھڑکیں کی، اور دھڑکتے ہوئے اس کے
 کی چھٹی گرائی اور سرخ رنگ اس کے ہونٹوں پر بے حد سارستہ رہا
 رہا، وہ کی انہی چھٹ ایک خوشبو ہوتی ہے، وہ کرسے میں اپنی خوشبو
 چھوڑ گئی تھی، میں نے انھیں بھڑکی چائیں لیکن چند منٹوں کی بار
 اس کا چہرہ اس کا سر کا سامنے تھا، شاید میں خود سوچتا ہوں چاہا
 تھا کہ اگر کوئی تیرہ سے وہ سب کچھ صدمہ ہوئے کے اندر تھا تو اس
 کے پاس کے بعد بھی موجود تھا اس کی آواز میں اس کی انہیں اور
 اس کی خوشبو میری چھٹ، لطیف س عجیب سی تھی کوئی نام نہیں دیا
 جا سکتا، وہ خوشبو کیا تھی، نہ جوی کی، نہ گلاب کی، وہ تو کچھ دیر
 تھی، وہ خوشبو میری سانسوں میں رہی ہوئی تھی، جب تک اور بھی
 رہی میرا جسم بند ہوا، اس کا کچھ ہوا، میری نگاہ اور میری ہر چیز
 نہیں تھی، ایک نظر اسے دیکھا اور انھیں غصہ ہونے لگیں، وہ اپنے
 نہیں تھی تو اب پیسے میں اسے چھٹان سے دیکھ سکتا تھا، اتفاقاً
 خوب ہوا، میرا خیال آتا اور اس سے بول ہی نہ لے کی شکایت کر
 دینا، اگر میں ناگوار نہیں ہے، نہ کہتا تو وہ کہہ کہ اس وقت بھی کچھ
 ذاتی میں کوئی لالہ کہہ با تھا کہ مجھے اپنے کمرے میں جانا چاہیے، غلط
 وہاں کوئی پرستار، ایسا ہی ہوا جس کو کوئی چھوڑ کر بھاگا۔
 تو اسے لاکھ دے دیں، اس کی ہر چیز میں تو اس کا ہوا، کوشش کرنے
 ہیں، ملا اور آواز کے ساتھ ساتھ کام بھی کرنا شروع ہو رہی ہے، یہی
 بات تھی ہے، اس کی تو انڈیا میں اسے سر پر سرخوں میں کے بے
 میں نرم گوشت گوشت کے چہرے، صافانہ نظرتے اس کے سینے
 پر تھا، اسے فی سنی ہوتی ہے کہ میری اس کے گلہ انسانی رنگ سے
 چھوٹی تھیں، بول تو اسے وقت آدمی کے ہاتھ پر پڑا ہے، میں چل
 گیا، کسی بھی لاکھ بڑے سامنے آئی، میں نے احتیاطاً غصہ ہو کر ان کی جگہ
 کہیں چھوٹے سے کھانے ہوئے اس پر غصہ نہ کھائے، کہیں اور اس
 دے جانے میں بہتر ہو چکا تھا، اس کی اور اس کی ایک بات نہ کرنا

روا کہ میں اس سے اس سے کوئی شے دینی بات تو نہیں کہہ رہی ہے
 اس کے اس کی دلی محنت کا پتہ لگتا ہے اس کے سامنے تو کوئی آواز میں
 بات بھی نہیں کی جانتی میں نے اپنے غصہ پر پوری اعتبار کیا تھا، تاہم
 اب مجھے بہت سی باتوں کا خیال آ رہا تھا، میں اس سے اور کم اور لگ بھگ
 میں بات کر سکتا تھا۔
 کمرے میں سکوت چھایا ہوا تھا، اندرونی درد اس کے اس طرف
 غلاموں کے گھونٹے میں غلام نہیں غلام ہو رہی، میں اسے دیکھتا تھا
 اس متر اس کے سامنے زبان کو ملے ہوئے شاید مجھے اتنی دشواری نہ
 ہو، میرے بعد میں ایک بات کی تھی میں نے اسے اور وہ تک کہہ دیا، اس
 سنا ہے میں بہت سکون چھپا ہوا تھا، گھڑی سے وہ بھاگے پھر ڈھائی
 گھنٹہ کا دور چھٹ کا میں سر سے اس کے کھڑکی پر ان گھڑی کے
 پر مئے اور بہت کچھ نے پڑھ لی ہوا آواز، باہر سے نظر پڑا رہا
 اور چھوٹے چاند میں خدائے سے اور دیکھ کر، میں ان کی صدفان
 سے خفا گئی، یہی تھی کہ جب سے کہہ رہا تھا، رات کی کچھ خوشی اور
 بڑھادی ہی کوئی اور وقت ہو، انوش باہر مل جاتا، میرے باہر ملنے
 سے بڑھ کر کچھ بات چینی کے غلام خواہ مخواہ پریشان ہوتے، میں
 دیکھ کر اسے ناگوار لگتا تھا، ہاتھ پر کھڑا اور تازہ آواز میں سے
 میں چہرہ پر میرا بندہ جیسے تھی، یہاں تھا، پھر کھڑکی سے بہت کے
 میں نے اور ایک روشنی لگی کہ میں اس کے کمرے میں کمرہ دہشتی سے
 کچھ لکھ چکے تھے، تو میں نے سارے قلعے دوبارہ روشن کر دیے اور
 کھڑکیوں کے روشنی پڑنے لگے، کسی کتاب کا ایک پرچہ میری دھیان سے
 نہ چھوڑ سکا، میں اس کی روشنی کے کھڑکی پر دیکھ دیکھ میں نے
 اس کا میں گھبرا کر کے دیکھا تو ہر گز سے غم نہ رہی اور میری ہر گز
 کہہ چکے تھے، گراؤ گراؤ بہت ہی بہت تھی، میں نے دیکھ دیکھ کر دیا،
 سکوت ہی زیادہ مہلا تھا، زمین اور بیلاری کے درمیان جو کچھ بہت ہوئی
 ہے، میں اس کی ساری باتیں سن چکا تھا، میں نے یہاں ہے اور وہ تو کچھ
 میری کچھ میں حالت تھی، وہ دن اور اس پر غلاموں کی سچائی ہوئی تھی
 گھبراہٹ ہوئی، وہ اس کا بھی پڑا تھا، غلاموں میں اس کے غلاموں
 کا سامنے تھے، رات، انھیں میں نے چھوڑ انھیں سونے کی کوشش
 کی اور چھوڑ دیا، میں نے کچھ دیکھ کر ان کے چہرے پر کچھ
 گراؤ ان میں بھی تھی، جاتے اس وقت مجھے نیند آئی۔
 کمرے میں آنکھوں کی تیز روشنی میں میری روشنی میں نہ لگتی
 تھی میں نے غلاموں کے انھیں بھول دیں، کاتے بڑی طرف مجھے بھولنا

را تھا، اس کے چہرے اور آواز پر وحشت چھائی ہوئی تھی، وہ لڑنے
 ڈرے، رات بھر جلا ہی سے اچھ جلا
 میں نے ترش لگا ہوں سے اسے رکھا، کچھ دیر اور سونے
 دو کاتے چھائی اسی وقت کو بہت دیر سے آگھائی تھی، میں نے جمائی
 جیتے ہوئے کہا۔
 میری اس نام اچھا نام ہی ٹھیک ہے؟
 "کہوں؟ کیا بات ہے؟ میں نے سب کچھ کے پوچھا۔
 "میں جلدی سے منہ ہاتھ دھو لے۔"
 اس کی آواز مجھے ٹھیک نہیں معلوم ہو رہی تھی، یہاں کیا بات
 ہے؟ میں نے دھڑکتے دل سے پوچھا۔
 "میں منہ ہاتھ دھو لے، پھر میرے کچھ چاہا ہے؟
 "مجھے کیا ہے؟ بولنے کیوں نہیں؟"
 "مذہب کھلا لے، جو بولتا ہوں، پہلے وہ کہہ سکتے تھے
 تھی سے کہا، میرا بہت پر تو ایسا ہو کر کرنے لگا ہے؟
 "جب تک تم پرانا کھائے نہیں، مجھ سے کچھ نہیں ہو گا؟
 "مجھ کو بولنے ہی کیا ہو؟
 میں نے چھٹ کے اس کے تانے پر لے لے، کاتے کی انھوں
 میں انسو چھڑے ہوئے تھے اور وہ مجھ سے غلاموں پر غلام ہاتھ لگاتے
 چھائی اس نے لڑائی آواز میں اس سے پوچھا چاہا۔
 "کہا بولوں لاؤ لے، وہ مجھے ہونے ہو شوں سے بولا، چھٹا
 غلام بولا گیا؟
 "کیا؟۔۔۔
 "اب لاؤ لے اور بولا گیا؟
 "کاتے سے مجھے میرے پیسے میں بھرا دیا، وہ بول چھٹی ہوئی
 انھوں سے اسے دیکھتا تھا۔
 "ابھی نیچے اندر سے خبر آئی ہے؟ کاتے سے بہت دیر سے
 بول رہا تھا، مجھے کھڑا ہو گیا، کاتے میرے گلے سے لپٹ کے
 بڑے لگا، اپنے کہہ نہ تھا، ڈرے میں کچھ میری حال ہو گا؟
 "میں نہیں سمجھتا کہ میں اس کی ہر بات ہے؟
 "تیر چھائی میں ہی بول رہا تھا، اور میرے ساری چھٹی میں
 کراہ رہا ہے؟
 "کہیے ہو کسا ہے؟
 "ہو گیا، ڈرے ابویا، کاتے رو رہا تھا، جلا، آٹھ کھڑا ہو،
 نیچے تو اب دیکھا ہے؟

میں فوراً رستہ اٹھ گیا۔ یہی پھر سے اپنے نوکریوں پر کھڑا نہ ہوا۔ اس کا بیڑا سا دم بھر ہو گیا تھا۔ کاتے سے مجھے سنہاں یاد تھے رستہ پر دھاکے ڈالنا اور تھوڑا سا پہنچنے لے آیا۔ میرے ساتھ کام میں کر رہے تھے۔ کاتے نے بھی تو لباس سے میرا شک کرنا نہ کیا۔ میں نے ایک طرف رخ کے اندر دیکھ کر دوسرے کی جانب بھاگا۔ کاتے نے مجھے بازار کے پاس پرکڑیاں دیکھ کر حیران کر دیا۔

میرے نظروں سے بھاگتی رہی اس میں اتنی جہوں میں کیے نہ تھے۔ میں جا رہا ہوں۔ میں نے دروازہ عبور کر لیا اور نیچے تھری پر پہنچوں تک پہنچا۔ لیکن میرے قدم زمین پر گئے۔ ٹھونک میں زمین میں بیٹھا ہوا ڈالہ۔ اوسے بھاگ دوڑ کر کوٹاری آج بھی نہیں اس سے پہلے کہ مجھے وہاں کوئی دیکھ لیتا۔ میں رستہ میں داپہیں آگیا۔ کاتے دروازے کے پاس ہی کھڑا تھا۔ اس کے کتے پر میں نے کتہہ ہر پالی کے دو پیسے دلایے تھے۔ اسی دروازوں میں کھینچ کر لیا تھا۔ باہر میں اور دکان دروازے پر تھے۔ کاتے کا ہاتھ گڑبڑ سے پڑنے میں نے غریبوں سے نہیں نیچے چند کھم کے کاتے پر پشت گاہ کے باہر پڑے ہوئے بیوز سے پردہ صوب ہو کر میرے پیچھے پڑی گاہ پر تھے۔ فاب ہی پر پڑی تھی۔ میری آجانی، بھل اور پرواس کے درگاہ پر خود بیٹھ تھے۔ رفا فاب پر چھانکے بیٹھے کسی گری سوچ میں ڈوبا تھا۔ اٹھتا ہمارا بہت سارے سے ایک بار اڑتا تھا کہ مجھے دیکھا۔ میرا جسم لرز کے وہاں اس نے اٹھ اٹھا کے مجھے کرکے پر بیٹھے کاتے دیکھ کر اس کی آنکھیں ہماری ہماری تھیں اور ان میں آنسوؤں کا ایک آہو بھی نہیں تھا۔ شہر والے کے ساتھ مجھ پر تھے اور ایک جی پیٹنے سے کڑھی ہوئی تھی۔ ایک لمحے کے لیے میرا لگا جیسے کاتے نے مجھ سے ہوت بڑا ڈانٹ کیا ہو جیسے۔ یہی مجھے ہموگا دے رہے ہوں اور جیسے سب سے ہاتھ پکڑ کر مجھے تھانے کے لیے یہ غلامی اختیار کیا ہو یا جیسے سب میرے دامن داخل ہو جیسے میں کوئی غراب دیکھو۔ داپہوں کا انرا ہوا تھا۔ پڑے غراب کی آنکھوں میں آنسوئیں تھیں۔ کسی اس کا مارا تو ریت کا پتھر صوم ہوا تھا۔ میرا دل بچا ہوا تھا۔ میں نے بھل کی طرف دیکھ کر وہ بھی بہت کی طرف رکت بیٹھا تھا۔ چوتھے کے باہر میں نے ایک ہاتھ دھر کر حیران کر دیا۔ کاتے میں یہاں کیوں لے آیا تھا۔ مجھ سے کہیں کے لیے بھی نہیں نظر لیا۔ ہاتھ ہاتھ پر میری گاہ پر تھے۔ غراب کی طرف آنکھیں تھیں اس کے جسم میں کوئی بیش نہیں تھی۔ کہیں میں سے حرکت نہیں۔ میں وہاں سے اٹھ جا آگرتے میں چوتھے کے کہہ جاتے۔ ایک چوڑا لکے اور اور غراب شرمیلے رنگ پر تھی۔

باہر لگا۔ وہ تقریباً جھانک ہوا چوتھے پر چڑھا۔ بڑے غلاب نے جو تک کے اس کی طرف دیکھا اور کسی سے کھڑے ہو گیا۔ ہم سب کھڑے ہو گئے تھے۔ غلاب شہت جنگ سے دوکان غازی تھی۔ ہماری جانب غازی نظروں سے دیکھتا ہوا پڑے فاب سے لپٹ گیا۔ کھینچ مارنے لگا۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔ میں اس کا ہو گیا۔ میرے غلاب کے ساتھ چھوٹے ہوئے تھے۔ وہ ہونٹ لپکا رہے تھے۔ کسی اس کی زبانی سے ایک لفظ بھی اور نہیں ہوا۔ غلاب شہت جنگ اس کے شاقوں سے سرگڑنے اور بیٹنے پر سر ہارنے لگا۔ اس سے حالت میں دیکھ کر میری سسکیاں نکل پڑیں۔ کاتے بھی دوسرے لگا۔ دروازے کو رستہ پر گزرتا ہوا تھا۔ گرو ورو دیکھ کر داپہا۔ آج ان سے غلاب شہت جنگ کو بڑے فاب تک ایک کیا تو وہ ان کے پیچھے سے لپٹ گیا۔ آج ان کے تھکیاں دیتے اور داپہا جوتے جاتے کیا کیا تھیں کرتے۔ رستہ پر لپٹے بھی اسے گزری پر پھٹا نایا ایک دھان سے اپنا بازو بھرنے لگا۔ اندر شہت جنگ گاہ کی طرف بھاگا۔ ہڈا ہڈا غلاب وہیں بچھا رہا۔ اسی شہت جنگ کو کاتے دوسرے میں ہوئی تھی کہ ایک دوسری سورا کے لگی چتر مری ہوئی تھی۔ بھل پروا دوسری میں بڑے غلاب کسی سے ہٹ گئے۔ دیکھتے دیکھتے انہوں سے چوتھے بھاگ گیا۔

وہاں سے اٹھنا سب کو بھل نہیں تھا۔ اس کو اس کی زبانی تھی۔ میں چوتھے سے اس کی میں تھوڑا سا بھل گیا۔ میری آنکھیں میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کر لیں۔ انہیں بھلی بھی کیا رہا۔ یہ بڑے گڑبڑ سے گول سسل چوتھے کی طرف بھڑو رہے تھے۔ میں حریف کے غلاب میں ایک طرف لپٹ کر غازی دھیرے کے اندر میری سانس چھوٹ گئی۔ میں قسم دیتی پھری کہ ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ یہاں کو ایک حریف تھا اور یہاں بہت سنا تھا۔ مجھے ایسی ہی جگہ کی ضرورت تھی جہاں ڈار پر بھڑکے خود کو ایک خود کو ان کو دیکھ سکوں کہ یہ سب کیا ہے۔ لیکن اب ایک بہت جسموں کوئی ہوشا سنا تھا۔ ڈار پر اس دھمکے لگا تھا۔ مجھے یہاں سے چندی لے کر گئے ہوں گے۔ کیا کیا نہیں پہنچا۔ اسے اڑ گیا اور میں نے کتہہ توڑے کی جانب داپہا جاتے ہوا گیا۔ دامن لوگ اکٹھے ہو رہے ہوں تھے اور میں یہاں آگیا ہوں۔ کسی نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو ایک ہوا اور اس طرف کوئی مجھے دھمکے نہ دیا۔ میں نے صرف ایک وقت میرے کتے کے لیے کھینچ کر دانے لگا۔ وہیں ادا ہو چھ پر ڈھیر ہو گیا۔ اس پر مسکند تھا۔ مجھے میں زمین میں بیٹھا جا رہا ہوں۔ اندر میرے غلاب ہوا۔ میں سب کچھ ختم ہونے کو پہنچا۔ باہر میں نے کھینچا۔ سب اس کی ان میں ختم ہو رہی تھی۔

میری آنکھیں جیسے سر کی آنکھیں نہیں رہی تھیں۔ مجھے سب کچھ بھلی اور غلامی لگ رہا تھا۔ جہلوں کے لگ بھگ ایک ہندو کی داپہا۔ آج وہاں سب ایک فرسید غریبے سب گات۔ لیکن کوئی اچھی بٹ لگا آگ بھڑکے گی اور سارا کچھ اپنی اس شکل میں ہاٹے گا۔

کوئی اندازہ نہیں تھا کہ مجھے یہاں سے کتنے وقت گزر چکا ہے۔ ہاتے اور دروازے کا کتہہ تو خراب تر جسموں میں بیٹھے بیٹھے اڑ رہا تھا۔ کتے نے آتے ہی مجھے دروازے کا کتہہ دیکھ کر حیران کر دیا۔ وہ میری سے بولنا سارے میں چھان مارا تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مجھ میں غلاب دیکھنے کی جھٹ میں نہیں تھی۔ دروازے میرے ہاتھ پکڑ لیے اور پتے سے لگے کے پڑا۔ اس سے راجا میں نے اس کو ایک دم نہیں دیکھا تھا۔ پر ابھی میں کو اس کا کتہہ لے کر اپنا کوئی جانی چلا گیا، چھان باپ مر گیا ہے۔ دروازہ میں ہوئی کہ زمین بولا۔

مادر حور گاہ بہت آگے میں داپہا لے آگاتے سے گزری میری مجھے ٹوکا۔

ہاں داپہا اور اور استاد نے بولنا کہ ابھی رستہ اس کو ایسے لے کے تو اس کو ایسے ہی ہونا چاہیے۔ ابھی کچھ رستہ میں بہت آگتے والے ہے۔

میں نے نہ داپہا کی باتوں سے اسے دیکھا۔ کاتے نے میری گزری ہاتھ ڈال کے ایک لمحے سے مجھے کھار دیا۔ دامن دونوں سے دھول جانب سے میرے ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔ میں تپا چپے ہی پڑوں سے داپہا کو۔ ہر طرف بھوپ بھلی ہوئی تھی اور چوتھے کے پاس ایک ڈوبا ہوا غلاب تھا۔ اس طرف جانے کے کاتے کا کتہہ اور دروازے پر ایک فرسید پر پڑھ گئے اور داپہا نے سے ایک کرسے میں آگے چلے اور میرے کو داپہا کوئی نہیں تھا۔ دونوں کام کر سوں۔ چھ ایک دوسرے کے قریب غلاب کوئی بیٹھے تھے۔ میرے داخل ہوتے ہی بھل نے تو بھل آواز میں مجھ سے پچھا۔ اگر دھڑلایا تھا ہے؟

نہیں۔ میں نہیں تھا۔ میں نے منہ سے ہونے کہا۔

میرے چہرے پر بات آگتے ہی وال ہے؟

میرے پیچھے میں ایک ہو کر کی تھی۔ میں نے بھلا داپہا کی طرف دیکھ کر بھلی کی آنکھوں میں خون بھرا ہوا تھا۔

آؤ راجا کی اندر گاہ کے پکڑے دروازے سے پڑوئے تھے۔ کتے نے مجھ سے کہا۔ دوسری آنکھیں پڑے ہوئے تھے۔

میں ٹھیک میں داپہا۔ میں نے اس کی سے کہا۔

بھل نے سے بھل تک کر لیا۔ وہاں سے دوسرے حریف سے

خاص کر سٹولے ہیں؟

اور اب ابھی میں اس کو پوچھتا ہوں۔ دروازے کے پکڑے آواز میں بھل سے کہا۔ ابھی کوئی کیا کر سکتا ہے؟

بھل بھکاری بھڑکے لگا۔

ابھی کو اسے پتہ نہ ہو کہ کتے داپہا کی کتہا میں کیا کیا کرتا تھا جس کا دل تھا کہ میرے ایک داپہا لکھا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہی ان وقت سے کرنا ہے؟

اگر دھڑک داپہا کا کاتے کے پکڑوں سے چھین کر سٹولے خود کرانی۔ میرے دامن مالا موت کا دن ہے۔ کوئی بھی مجھے نہیں لگتا۔ داپہا میں آگے کوئی اٹھ کر اٹھ کر غلاب دیکھا ہوگی کہ کوئی چھانکے میں سب پر پڑے۔ میرے سر پر لے لگا۔ دروازے میرے کتہہ کے سامنے رکھ دیے تھے اور کتے لگا کر میں یہ حرکت میں نون کرکے اس وقت میں بہتاد آگتے کی طرح اس کی ہے۔ میں نے غلامی میں کی۔ داپہا کو سے میری شہل خانہ بنا ہوا تھا۔ دروازہ میرا ہاتھ تمام کے مجھے وہاں لے آیا ہے۔ میں کوئی پتھر نہیں دیکھا۔ میرے دامن آگیا ہوں۔ میں نے اندر گاہ کی داپہا کر لیا۔ وہ میرے ہی کتہے تھے۔ گزرتا ہوا چھ اور داپہا کتہہ چتر ہاں بیٹھے ہیں وہ داپہا کا کتہہ کھڑے ہوئے۔ میری آنکھیں میں داپہا سے بھل سے دروازہ عبور کرتے ہوئے میرے کتہے پر ہاتھ لگا کر کتہے سے خطہ جو تک نہیں لے لے وہ بھجھتا ہے۔ میرے کتے لگا۔

چوتھے دروازے میں تھا۔ داپہا نے میری آنکھوں میں لگ کر خود تھے۔ سرگوشیوں اور بھی دیکھیں آوازوں اور مسکینوں کا کتہہ خود کو گزرتا ہوا تھا۔ چھ میں بیٹھا دیکھا تھا۔ سب اس کی طرف گھومتے ہوئے چھوٹے غلاب کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ کاتے نے مجھے بھی اس کی طرف دیکھا۔ چاہیں مجھ سے آگے نہ چلا گیا۔ کاتہے مجھے چھوڑ کے سب جو میں نشان ہو گئے تھے۔ میں ایک متوال سے گزرتا تھے وہیں مجھے کھار داپہا اس دور کا خان صاحب میرے سامنے سے گزرتے۔ ان پر گزری تھا۔ ان کی آنکھیں کھینچے کھینچے ہوئے ایک جانب لے گئے۔ جنازہ میں وقت آگتھا۔ وہاں کاتہے میری حریف میں کر رہی ہو وہ دروازہ ایک داپہا سے بھل حریف کے کتے کا دم خود کو فوج کھسوت ہے تھے۔ بھل چوٹ کے دو رہے تھے۔ میں کسی نشان کی کی طرح نگاہ کرتا رہا۔ جب وہ آگے گزرتے تو میں بھی ان کے ساتھ چلے لگا۔ بڑے دروازے تک جانے والے راستے پر داپہا کی تھی غلاب سے بڑا دروازہ پر لگا ہوا تھا۔ داپہا سے گزرتے کہ وہ حریف کی غصیوں کے باہر میں ان سے پھر کرکے رہ گئے۔ آگے کسی چوکا کتے اور دروازے مجھے دھمکے لگا۔ کاتے دیکھا۔

کو خیال نہیں ہوا کہ میں اس کے ساتھ نہیں ہوں۔ دروازے تک پہنچے
میں آہستہ قدموں سے ٹوٹے پاؤں کو پیچھے ہلاتے ہی نہیں آیا۔ کچھ
ہی دور نہ چلے گا مجھے اس اس ہونے لگا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس
سے الگ ہو سکے ہیں اپنے آپ کو بہت اکیلے اور غیر محفوظ محسوس کر
ہے تھا میری کوئی حس کر رہی تھی کہ میرے گرد دشمنانے تھے ہوئے ہیں
تھے میں اس کی علامت مجھ سے ٹکرائے، مجھے وہ دھکے کو انھوں نے غرضوں
چھی کر لی تھیں اور اس کی بہت ہونے لگے تھے لیکن ہر وہاں ہر جگہ
ظہر ہوتا تھا کہ وہ کسی بھی چیز پر راستہ روک سکتے ہیں، کچھ ہی آگے
اس کے کوئی سمت لے کر تھے کہ میرے پاس ٹکرائے اور وہ کھٹکھا کھٹکا
راہ مجھے کوئی سانس نہ نظر نہیں آ رہی تھی جہاں میں خود گھبرا سکتوں اپنے
مرستے میں اس راہیں جا رہا تھا کیا ایک راہ جانے کے خیال سے سب
جسم بیٹھنے لگا تھا میری اس طرح کھٹکے میں سب رستے کی کھڑا
ہوتا میرے سر میں ہی کیا کہ دل میں ہر جگہ اور دشمنانے گاہ کے کسی
کوٹے میں بیٹھ جائوں لیکن اندر جانے کے تھے باہر تو رستے پر مجھے
مرستہ اس نظر آ رہی تھیں۔ وہاں میں اکیلے نہیں تھا۔ چند لوگ تھے اور ان
کو مجھے جھوٹے قوب کی علامات اور خدشوں کے بارے میں باتیں کر
رہے تھے۔ یہ بات کا ان اس وقت کہتے ہوئے نہ تھا کہ میں ان میں سے کسی
کی زبان میں نہ کہتے کہ ہم اس کوئی سرگرمی میں لگی کی حالت میں رہ رہ
انہوں کی اطلاع پر ہاتھ رکھتا کہ اس کی کمرے کی قیادت کوٹے کی نہیں
تھی۔ خدا اس پر کمرے سے آگے کھڑا وقت ہی کرتا تھا۔ کسی نے کہا
کہ شہرت جگتے زندگی میں ایک ہی غلطی ہوئی تھی میں وہ بھی کر سکتے
تھے، وہ انکار کیے کر دیتے، وہ تو جی کے کھلبلی بات تھی، اس کے منہ
کو دھڑکوت اٹھتے تھے، وہ انہوں کو نصیب بھی اپنی صورت میں لاتی۔ ان کی
کانا بھیجیوں سے میرا دل اور داؤبے لگا تھا میں سے جھڑپا کر خیار
آجائے سے کہہ کے آئی کہ ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ وہ میری طرف
سے کوئی بھی خدشہ کر سکتے ہیں، ایک آدمی کے نہ ہونے سے کہ انہوں نے
کا کیسے تو رہیں کا حال ہوگا۔ کیا وہ سب شہر کے رہتے ہوئے ہیں یا بیرون
کے؟ کا کہنے کا دروازے کی طرف نہیں تھا۔ اس میں غصے میں ہو کر
تسلیم ہو گئی تھی اور پھر تو رستے پر بھی منہ دے کر اس خالی ہو گئی تھیں،
تھیں یہ اس کی طرح خالی ہو خدشوں میں رہا تھا لیکن دشمنانے
میں غرضوں کو نہ لاتی سے میری ہے۔

یہاں تنہا بیٹھے ہیں؟“
میں کھڑک بولی، میں سے حسرت جلتے ہوئے اُسے سلام کیا اور کہا
”جی ہاں! میں یہیں بیٹھ گیا ہوں۔“
”آئیے، اندر آئیے۔ ہم قواب کو پرچہ ہی سب سے غصے چھڑا چکی ہیں۔ یہاں
آئیے، قواب کے دل سے محبت کر سکتے ہیں۔ غصے سے قواب کی سب سے شہسوہ اور کھوکھلا
دھڑکنیں بند ہو جاتی ہیں۔ قواب کے اندر اس کے ساتھ پہلے قلاب اور قواب حسرت کی آواز
کی شکل میں صاف نوازاں تھی۔ حسرت کی آواز میں داخل ہوتے وقت میری
گوںوں پر ہنس پڑتی تھی۔ قلاب کی کسی شخص کو نہ حسرت کرنے کے لیے
بانتے تھے نہ کھڑک اور نہ جانا۔ وہی جوانی تھی، اس کی آنکھیں نہیں، ابھی ان کی شہسوہ
میں ہیں۔ دروازے کے قواب ہی بیٹھ جاتا تھا۔ قلاب کے قواب نے
دروازہ راست چھوڑے تھا۔ قلاب کے قواب نے قلاب کو کہا کہ میرا راجہ تو
ہو گیا، قواب حسرت جنگ نہ دھت ہوئے والے شخص کی طرف متوجہ
ہو گیا تھا۔ قلاب نے قواب کی آنکھیں بھی پرہیزگواری میں دھڑکاتے
ہیروں سے اُس کے پاس پہنچا تو اُس نے میرے دووں بازوؤں پر
ارے اختیار چھ لگے لگایا۔ مجھے جانتے ہی ہوا، اس کے سینے سے گئے
ایسی بری آنکھیں کھولے گئیں، میں نے خود کو روکنے کی کوشش کی
میں میری سسکیاں اٹھنے لگیں۔ اُس نے مجھے اور دروازے پر صبح زیاں میں
دراز ہے نہیں اندازہ ہے راپ۔۔۔“ خود اُس کی آواز میں
آئی، جیسے کوئی سوتا کھل گیا ہو۔ اُس کی ہچکیاں دھڑک رہی تھیں، اُس کے
سینے سے لگ کے مجھے ایسا لگا جیسے اس میں کوئی بھی نہیں لگا رہی
ہو۔ مجھے اندر ایک سمندر سا سلام ہو۔ میری طرح اس پند بھول میں شاید
سے بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کون ہے، کہاں ہے، کس کے ساتھ ہے
اس کی گون میں سے شائے پر ڈھلک گئی تھی اور بازوؤں کی گرفت
میں پڑی تھی۔ خود بخود میرے اکتوں میں سختی آگئی، میں اُسے
قلم نہ دیتا تو شاید وہ بڑھال ہو کر جاتا۔ قواب حسرت جنگ اور
ملنے سے دربار میں اُس کے لئے مجھ سے لگ کر حسرت جنگ نے
خود قلم اٹھا، شعل سے اُسے مجھے قواب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا
میں جان ہی تھا، قلاب نے اُس کی کمر خنکی کو بچھلنے سے انھیں روک
تا تھا۔ جانتے دو باا! اس کا کمر خنکی نہیں ہوتا۔

کی دکان کرب بنامیر علی کی کچھ خریدتے رہے۔ چنانچہ اب گلاب والے مشتہ
ہوا۔ وہ مال سے اسٹوٹنگ کرنا ہوا۔ اچھا جو اس وقت تعلیم نے
ایک شخص کے آٹے کی افغان دی خوب منتنت جنگ سے شہرہ آفاق
سے گھڑی پر نظر ڈالی۔ سناٹے نوج رہے تھے۔ والے اداہرست کا
کوئی بڑا آدمی ہی ہو گا۔ وہ دونوں آٹھ گھنٹے کوئے۔ آٹے کی بیرونی میں
ہم سب ہی خودوار داتے ہی وہ دو کو بی بی جیڑی کا ہر بی بی کرنے
لگا اور وہی سب دھڑا رہا۔ ہوا جسے وہ غصے پر کہا جاتا ہے۔ ایک ہی
دلیل۔ ایک ہی انداز۔ ہم نہیں تعذیب کرنے والے کیا کہنے کی جانتے
آئے ہیں جو کچھ ان کے طرف سے ہوئی کی وجہ سے چھتے میں بیٹے ابھی کوئی دلا
کوئی تارک ڈالی ہے۔ موت کے بعد پوچھنے کو کارواں جاتا ہے۔ تعذیب
کرنے والے بار بار یہ احساس دلاتے آتے ہیں کہ کوئی نہ کر گیا ہے۔ وہ
شخص ابھی برے نواب کو چھوڑے۔ اُسے تھکے چھوئے کیا تھا۔ لوگ
کہتے ہیں۔ تعذیب کا مقصد لوگوں کو بھٹانا ہوتا ہے۔ یہ بار
کرنا کہ صرف بھی اپنے میں غصے سے کیا حاصل ہو گا۔ لوگوں کو تسلیم ہونا
ہے۔ ہزار آدمی مثال ہو جائیں تو کرم ایک آدمی کے چیلے جانے کی کوئی
گجڑ بٹن ہے۔ آئے والا وہی دھڑا چلے گا اور نفا صاحب کے
اشارے سے نواب حمت جنگ سے برے نواب کو فوراً وہاں سے اٹھا
دیا۔ سب مکتو کھانے کے کمرے میں آگئے جہاں ہمارے ساتھ آنے
والے لوگوں کے علاوہ بہت سے لوگ موجود تھے۔ دسترخوان پر سب آدمی
طو پر بیٹھے تھے۔ ویسے بھی آدمی کو صرف خوشی کے لیے توانائی کی ضرورت
نہیں ہوتی۔ کھانے کے بعد بہت کم لوگ رہ گئے تھے۔ حوالے کے خاں
دارم۔ برے نواب کے چیر تھرا۔ نواب حمت جنگ، نفا صاحب
اور سب۔ پڑا نواب بیسے ہوئے تھے کہ ستر تھے۔ چھلے تھے۔ آج اداہرست
نواب جو کہ کرنا آتی وقت آپ سہی یہاں موجود ہیں۔ ہم آپ ایک
گوازی کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کی کوڑ پر لانا بہت تھاری تھی۔ اہل نہیں
جپ کے لئے تھے۔ ابھی وہ کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جن نے یہاں
آواز میں کہا کہ جو کہ برے نواب صاحب، آپ کو کہنے کی ضرورت ہے
ابھی ابھی اداہرست ہی ہے۔ چیرے کو ستر ہی ہے۔ کما ٹاپ ایسا ہی
ہونا چاہئے ہوتا ہے۔

یہاں آئے ہوئے راستے میں غفلت سے آجوان کے خاکہ ہم
دل بیکم کے بجائے اگر فوراً دنگی کو راہ کر لیں تو کیا ترجیح ہے
سے جواب میں کہی پہلوں پر دھنچک کو تیرہ دلائی تو وہ بھی چپ
آجوان نے اس کے خاکہ انھوں نے وجوہ یہ حکمت مناسب
ہے۔ اُن کے خیال میں رواں گئے کیلئے یہلہ ہڈی کا آقا زاد
طریق کے متانی عقاص کا وہ دھڑے نواب کی عمری میں ہم پر طے
بھیجے رہے تھے۔ وہاں سے آجوان کے دو چور انھیں کسی جگہ
رو نہیں کرنا چاہیے تھا جیسے میں باو رکب چلے تھے، پیچہ بس
سے چھوٹنے کی دیر تھی۔ جو حریف انھوں نے غریب کی تھی اس کے
بھر کے غور پر بھی انھیں ایک دو دن آجوان خیرن چاہیے تھا۔
جو نام کو خیال میں تھا اور ابھی تک بیسے نواب کی حوصلی میں وجود
تک وہ آجوان موجود ہے۔ وہوں خانوں سے رابطہ و مصلحت کی
محمودی ہے۔ اُن پر اب تک ہزاروں باؤنڈ کر مٹے ہوئے ہستہ
قائم ہے۔ یہ تاثر ہمارے الطین ان روٹل کے سبب سے تھا۔
بارے میں بھگتے والے تمام مولوں کا جواب ہمارا اقرار تھا۔
سے غفلت سے ٹھکن کا بندر بھی کیا تھا۔ آجوان کا دھڑے بھی دو ایک
م کے ہدیہ سفر کرنا ٹھیک رہے گا۔ وہ نواب محنت جگہ سے
کی کل کے لیے مصلحت کا وقت بھی ملے کہ چلے تھے۔ نواب نے
ظاہری کی تھی کہ وہ آجوان کے گھروالوں کے لیے چند تحائف پیش
ہے۔ آجوان نے منع کیا تھا کہ اسے روکھ موقوف نہیں ہے بلکہ
تک جگہ کے انھیں بھی کیا تھا کہ وہاں کے زندان کے لیے یہ کوئی نام
ہے۔ کہنے لگے اگر عمل پہنچے انھیں کوئی طور ہے۔ یہاں تو وہ
ت سے دھڑے نواب کی حوصلی میں جس قدر آجوان سے انہی محنت

انہیں کہنے دیجیے۔ اگر مئی عبوریت ہے تو ہم ان سے معذرت کر لیں گے۔
 جہاں تک میرا خیال ہے، امارا جاکے محفل اور برہانوں میں مصروفیت۔
 جنس و آب و ہوا کرانے کے کیا حاصل تھا کہ یہاں حوی میں
 دو آدمیوں کی مسلسل آمیزش ہمارا جاکے چھوٹی کی طرح ہے اور ان کے دھڑلے
 کا دھڑلہ ان کے اندر ہی ہمارا جاکے تھپتھپاؤ کی علامت ہے۔
 اگر کوئی کہے کہ میری عمر آٹھ سال ہے تو دوسرے کہے
 تو اس کا کچھ تعلق ہے کہ وہ بچہ ہی ہے۔

[illegible]

عالمِ انگریزی پھر خواتین سے بولا: "میں نے جنابِ کریم کو مل نال سے کچھ یاد کیا ہے۔" فرمایا ہے: "آج میں نے یہ محفل کیا، یہ محفل کوئیں ہوئے؟"۔
 "مکہ کا، اپنے عزیزِ مظلوم ہی سے ملا خطیب ہے؟"
 "جسے کیا خدمت کر سکا ہو؟"۔ "ابا جان نے انگریز ہوئی کہاؤں؟"
 میں کہ: "جنتِ ایک دروغِ ست کرنی ہے؟"۔ "کس شخص نے، دولی سے کہہ دیا؟"
 "مکہ میں سے کس شریف نے؟"۔

کتابیات بی بی کیشم
 پتہ: جس 23 کراچی 74200
 5802551 5802552 5802513
 Kitabiat1970@yahoo.com
 روئے کے 2663-G

”جی ہاں وہ جھپٹتے ہوئے ولائٹ کی ہی چمکاؤ کہ میں بندھنوں کے لیے غلوت میسر آجائے تو یہ کہتے ہی وہ ہمارا جانب دیکھتے ہوئے ہلاکت سے گھبرا کر کہنے لگے ”آپ حضرت کو لینا رحمت ہوگی لیکن ہرگز تباہی ہے، احم غلوت میں تباہی سے زیادہ ماسما سب ظہور ہو گا تو گناہگار کے کہیں نہ“

میں نے ان باتوں کے لئے کوئی توقف کیے بغیر جواب دیا کہ اس کی عزت نہیں۔ میں سب کو میرا رفیق بنا کر رکھتا ہوں۔

داری اور دوازہ سے پاس کھڑی کا کہنے میں لگی تھی۔ غفلت سے
میں بھول کر طرف اٹھا دیا کہ وہ دونوں خاموشی سے مجھے جیسے جیسے نظر ثوری
کھینچ گئے تھے۔ انہیں دیکھا کہ میں غفلت سے کچھ نہیں کر رہا تھا۔
سیکس میں اپنی کمر بند بھاری دھڑکنے لگی تھی۔ میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اچانک
چپ و غلیظ اور میں۔

”پھر میں ہی ہوتے ہیں۔“ گھبراہٹ سے ہم نے کہا۔ ”میں تو اب سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔“
 ”یہ کون سا سب کچھ؟“ ہم نے پوچھا۔
 ”اب میں جانتا ہوں کہ تم سب کچھ سمجھ گئے۔“
 ”اب میں جانتا ہوں کہ تم سب کچھ سمجھ گئے۔“

کراپ، جس کی زبان سے ہم نہیں سنیں۔ خود ہمیں صاحبِ اولاد
 «نہیں۔ یہیں گھبرنے کی اس کی بات ہے۔ نیچے اسی جھوٹے
 نے خود سے کئی چیز سنا سکی سے کہا: ظاہر ہے، تو یہاں ہوشیار
 ہے، گودہ آپ شہزاد سے بعد میں ضرور کہتے ہیں، یہاں تو
 غرض انہی سے کہ کر لی، لیکن اپنا درجہ بیان کر کے یہی کسی حد تک سہولت
 دے گئے گی»

ہمارے گوساٹھ بھنے میں آسانی ہوگی نہ تحصیل نے نسبت اوتی اور
میں کہا کہ جو لوگ اسے صاحب اصاف ہوں:

”جیسی آپ کی مرضی۔“ ٹھیک لڑکی کی پریشانی سن کر میں فوراً
وہ عمل پیرا ہلاکاز میں بولا: ”میرا بھرتے آپ کو بلا، یہ کام کواری آدمی
کیا اور آپ کو صرف کام لار کے کہ آپ وہ اصول کی پابندی کی چوری گوشش
کرے ہیں، بات سمجھ آگے سے کہ وہ آپ کو خود اعلان پر جانے کا
”ہو تو صاحب! ہم کی بات بولنے بھلے سے نہ سمجھیں گے۔“

”جی ہاں“ انھیں افسوس کے ساتھ جواب ملا اور آپ نے اس کی طرف سے کہنے لگا: ”کیوں محلوں بھائی! آپ ہی بات شروع کیجیے۔“

”جستہ جہانم کو ملنے لگے سانس لے کے کہا: اہل میں اپنے جن
 ہونے کی نوکادٹ اڑے جی ہے، جہیں اس میں ہے کہ ہمارا کوئی دیکھ لیں
 حال آپ کے ملتے نہیں ہے۔ ایسے میں ہوتا ہے کہ جیسے ہر کسی کی حالت

اور میرا آدمی ہی سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ یہاں شہزاد کاٹن، اٹوٹس اور
مگر صاحبہ ٹوٹ سے نصرت کی ایک بڑی فرصت ہے۔ شاید ہی کوئی قابل
قابل گرفتاری رہا تھا جو ہم سے اور ہمارے کام سے واقف نہ ہو۔ ایک
صاف و سیدھا کام ہے۔ ہماری حیثیت درمیان گئے آدمی کی جیجی
اور باقاعدہ اہل معارف کی بھی۔ غالباً ہم شہنشاہتِ مشرق کی وضاحت
کر رہے تھے۔

”جی ہاں، لیکن یہ سب کچھ ہوسٹل میں ہی ہو چکا ہے، وہ پتہ دے گا۔“

ہماری ہے۔ آپ کا حکم یہ کہ آپ نے اس توجہ اور محنت سے ہماری گزارش

جن سے پہلے کوئی واقفیت نہیں ہوتی، ان میں قسم قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جنہوں نے بڑی دواؤں صوب کے بعد کوئی کام کی خبر نہ سنی ہو۔

کی ہوا ایسے لوگ جنہیں انسان کا یہ قسم ہے کچھ مل گیا ہو اور اور پر سبیل نہ کرے
معرض ہے: اے میں نے کسماتے اور کسماتے جوئے کہا: میں ایسے لوگ

سے بھی واسطہ نہ رہا ہے۔ کسی اور طرح "بعض نوادہ جین کے ہاتھ آ گئے ہیں" یہ قطعی الدین نے نور امجدت چاہی اور تیزی سے بولا "معرضی ہے"

ہے کہ چیز کا ہے کسی بھی ذریعے سے اُنی ہوڑا زوادی کا خیال نظری ہے
لیکن کبھی کبھی یہ احتیاط حد سے گزر جاتی ہے غیر ضروری ہو جاتی ہے

اور اچھی چیزاں تھے ہاتھوں تک نہیں پہنچ پاتی تھیں کوئی چیز دیکھ کے ہم بستر آدمی کی نشان دہی کر سکتے ہیں کہ کہاں اس کی صحیح قیمت ہوگی۔

چونکہ یقین کی کوئی جہالت تو میرے مال کوئی بڑھتی ہے۔ ہم پرانی جہالت سے
 بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے داری پر ہمیں ہمارے کاروبار کا دار و مدار ہے۔ اور

وہی ایک گھسی چکی بات کہ آزمائش شرط ہے، آپ ہمیں صرف ایک بار موقع ضرور دیں۔

ہر آپ اپنے کو کوئی سے لوگ میں باتے ہو یا بخل نے آہنگی
ہے کیا۔

”جناب! جناب! خدا کے لیے دل پر کوئی میل نہ رکھیے، ہم نے
تو محض تذکرہ ایک حقیقت عرض کی تھی مگر کیسے کیسے لوگوں سے ملنے کا

تفہیق ہوتا ہے اور اُن کے دل میں اپنا اہم مقام قائم کرنے کے لیے ہمیں کیا کیا جتن کر کے کرنا پڑے ہوں گے۔ کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں ذریعہ ملتا

میں کوئی دل چسپی نہیں ہوتی، ہمارے لیے چیز کی اہمیت ہوتی ہے نہ آدمی اور اس شخص کی جس کی تخریب میں ہے اور انہوں کو روکنا دیکھتے دیکھتے امید یہ کام کرتے کرتے

ہماری بھی محسوس گورنگی ہیں۔ تھوڑی بہت آدمی کی پہچان ہوگئی ہے۔
کوئی اور بات لکھ سکتی تو ہم دوسری طرح بت کرتے تو

میں ہر جناب غریب ملنے کو عزت بخشے کی درخواست بھی کر رہی تھی۔
 میں وہ بھی اچھا لگاؤ کا انداز میں خود کو سزاؤں کے سبب بڑے روناؤں
 کلاموں سے جانے لگاؤں سے کوئی بڑا سا زمانہ غریبوں کے ملنے کی میز
 پر سجا دیا۔ یہ آپ کی خدمت کی اعلیٰ ترین خدمت ہے خوش آواز ہے کہ
 نول، میں آپ کو بروہی ہوگی۔

ہاں میں نے سوچا، ابھی ایک سوچو وارنگ کھولے؟
 «اور وہ قُطبِ ارضی نہیں کھولنے لگا: یہ شک ہے شک،
 واقفانہ حق ہی ادا کیا جائے گا۔ ایک طرہ وری بات شاید ہو کر نہ سکے
 آپ کے طہان کے لیے عرض ہے، آپ جاہیں گئے تو بڑی تہمتی
 ضمانت بھی پیش کی جاسکتی ہے؟»

وہ کہتے ہیں امتحانات اب بھی اوروں کا جوئے گا
 ابا بابا! "قلب الذین یجعل فیہ" کہنے کا خوب کہا ہے
 ایک بات تو یہ ہے کہ ہمارے بستے ہوئے کہا "ہیں لوگ شکل
 سے ابھی بنا تھا ہے؟"

”جی، دونوں بھراؤں نے مکمل فریڈے میں سب سے پہلے گولڈن ٹیمن ہون بل، بالکل پیرو کیسی باتیں کر رہے تھے، جیسا کہ میں نے شش کوئی ۷ صاف صاف بات کرنے سے پہلے نہ کیوں بیٹھ رہا تھا۔ یہ تو ان سے کوئی اور بات نہ نکلا جانی کہ میں نے غلطی ہوئی تو آواز میں کہا: ”میں اس معذرت کو لے کر جاتی ہوں“

”جائے گا۔“ بھول کر اس کے رو گیا۔
 میری دخل اندازی پر بیٹل اداختوں نے مجھے غور سے دیکھ لیا
 ”تو اس کے لئے غور سے دیکھ لیا؟“
 ”جی ہاں۔“
 ”تو اس کے لئے غور سے دیکھ لیا؟“
 ”جی ہاں۔“

اگر میں کام ہے تو آپ کو آنا حاصل ہے؟
 اور دوسروں کو آنا کرنے سے احتجاج کر آپ کوئی اور گھر جاکے
 دیکھو، مجھ نے جس کوئی آواز نہیں کہا۔

۹۔ جب آپ کو کئی طرح یقین دلانے میں کہ آپ ۔۔ ۔
 ۱۰۔ چنے کو سارا یقین ہے پھر ہم کیا کر لیں؟
 ۱۱۔ ابھی لوٹ کے آئے گا؟ پھر وہ کیا کرتے ہیں بولنا تو ایسا
 کوئی چیز صوبہ کے آپ کو آپ کے لیے ضرور مانے گا۔ آدمی ہن کو آپ
 کام کا گھڑ ہے ۔

۱۰ "پہن کے پاس ایک پُرانا تو ہے، یوں تو دکھائے؟"

علاء محمد علی عثمانی آزاد میں مولانا اہم ایک یاد پھر آئیں گے۔
 "اگر کیا ہوئے پیہر خستہ بنا کے کہاں آؤ حضور کو یاد بار بار
 آؤ۔ ایذا یقیناً ہے پر ایک بات دعویٰان سے من لو، نوٹ کیے ہیں
 ہوئے گا تو رسانی کی گئی ہے۔"

"تمہیں جناب! وہ جلدی سے پوچھا: "برگمان کی کیا کہی ہے؟"
 "چھوڑو! ایسا دور کیوں لگا رہا ہے؟"
 "مطلب اس لیے کہ سہارا نہیں ملتا ہے۔"
 "ایک دم گھٹنے کا ٹکڑا ہاتھ ہے۔"

”جمادیٰ برہنیت طلب نگاہ کی سی ہے اس لیے ہر چہ کوئی
 جمع نہیں کر پائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کہ جرح کے لیے ہمارے پاس
 قلم و تلوں کی کمی نہیں ہے۔“

میں نہیں تھیں۔ ابھی آپ سب بول کے جاؤ گے
محسوس ہے کہ ہر کوئی کدھر سے بدلتا رہے گا۔ آپ تیار رہیں اور
فرمان لیں، جیسے میں بولا اس کا وقت نہیں ہے۔ آپ تیار رہیں
روشن لگے، جس آپ نے ابھی اپنے اپنے سامنے کسی بھی نتیجہ کو لے لیے
حالی چاہتا ہوں، میں، حالت فرما دیکھو:

اُپ کھڑا دیکھتا ہے تو پھر رونے لگتا ہے کہ:

اُس وقت بھی اُپ کو بہانہ ضرورت پڑ سکتی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ نیکو شخص ناقص نہ رہے، ہم کوئی حائل سے بولا کرتے ہیں۔

وقت دیا، بہانہ کی گارنٹی نہیں، اس کا بہت بہت شکر ادا کرنا

میں اپنے متعلق جو کچھ اباجان سے چہرے کی زبان سے
کہا کہ اب انہیں نہیں دیا جا رہا ہے۔ اپنے انہیں کوئی رائے نہ دے کر
کہا کہ انہیں ہی نہیں دیا کرو۔ کوئی رائے نہ دے کہ میں تو وہ
کوئی دانت میں دلوں کو ہی جو کہتی ہے۔ میں نے اسی لیے وہاں
میں آنا داخل نہیں ہو رہا تھا۔

۱۰۔ ابھی سے کہہ رہے تھے کہ اسے یہ چاہیے کہ وہ صاف اور سیدھی بات چالے۔ یہاں میرے پاس
 اس کی بیٹیوں کی بھی تصویریں تھیں۔ تو ان کی بار بار پرکھ کر جو کہنے لگے وہ کیا تھا۔
 ۱۱۔ ابھی سے کہہ رہے تھے کہ اسے یہ چاہیے کہ وہ صاف اور سیدھی بات چالے۔ یہاں میرے پاس
 اس کی بیٹیوں کی بھی تصویریں تھیں۔ تو ان کی بار بار پرکھ کر جو کہنے لگے وہ کیا تھا۔
 ۱۲۔ ابھی سے کہہ رہے تھے کہ اسے یہ چاہیے کہ وہ صاف اور سیدھی بات چالے۔ یہاں میرے پاس
 اس کی بیٹیوں کی بھی تصویریں تھیں۔ تو ان کی بار بار پرکھ کر جو کہنے لگے وہ کیا تھا۔

میں نے میں ایک اور بات آٹا ہے سوچتا ہے تو ان کا سر جو جانتے
 کیا بار بار "بھئی جس نے مرا کی کو پوچھا۔
 کہ کون سے طبعی ہیں آپ؟" آیا ہاں جس نے جس نے کہا،
 "کہ نہیں، اپنی ہی کو نہیں بولنے لگا؟"

کرتے ہیں۔ لیکن اپنا پاس نہیں لازم تھا ورنہ جی چاہتا تھا کہ اُن سے
بچیں لیکن؟

آجائے نے افسوس کا اظہار کیا۔ دو ہی کمرہ تھے جسے کوگر اُن
کی طاقت ملایا اور جو دوسرے کو چاہی تو وہ یہ سیر اُس کی زد کر سیتے
"ہیں، میں ہے، ایسا ہی ہوتا ایسا ایسا ہوا اور میں ہمارا بار
نے بے خبری سے گمان تھا، ہم اس لیے آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ کے
اُس سیر کے باعث کچھ جان سکیں اور اگر آپ بھی کوئی کٹافش ہو تو
آپ کے ذراست کر سکیں؟"

"کسی گمانی ہے؟" آجائے تھپتھپے ہوئے۔

"ہی کہ وہ سیر اُس غور میں دست باب ہو جائے۔"

"وہ کیسے ممکن ہے؟" وہ درویش کا چاہ کر رہا ہے۔

"میں اس حقیقت سے واقف ہیں کہیں فوب سخت جنگت
زیادہ ہو جو کوئی کا مستحق سمجھے ہیں۔ آپ ہی کوئی صورت نکالے۔"

"کچھ کہہ رہا ہوں آپ کے درویش کوئی کے کہتے ہیں؟"

"آپ کی فرار سے ہیں؟"

"میں اس راست کے دل میں نہیں لیکن اس کے سوا کوئی بھی چارہ
پاس ہے۔" اُسے آپ کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ جو چاہیں
میں اسے ترک کر دیں گے۔ پٹ کے اُس جانب نہیں واپس گئے؟"

"جواب دالہ کا طرز یہ کہ میں نے یہ راز فضا فوب صاحب
کی خدمت میں بھیجی کہ ہے؟" آجائے کی آواز کوئی ہو رہی تھی۔

"جی، طب کا تعلق ظاہر کرتے ہیں کہ یہ ہے میرا سہ پاس دل و
دولت کی اس چیز پر کہ سہا کیا رہا ہے؟" کوئی اور نقش نام کرنے
دے ہیں وقت ہی گمان ملا ہے۔ ہم گنا چاہتے ہیں کہ انجی طب کی بنیاد
ہو جی ہمارا دنا ہے؟"

"میرا مارا ایا، یہ سب ہمارا وقت ہے؟" آجائے نے شک سے لہجے
پر کہا؟ اب چیز ہمارے پاس نہیں ہے؟"

"آپ آئے واپس بھیجے سکتے ہیں؟"

"یہ عزت کرتے سے پہلے ہم اپنی زبان تم کو پس گئے؟"

"میں اسی جواب کی توقع تھی؟" ہمارا ہائے شہل اور اس کے
لیکن پھر دے لینے کا کلمہ ہے؟"

آجائے نے اس بات کا جواب دے سکتے تھے ہندو لوں کے
سٹش فریج میں پرستے سے پھر لوگ سیر ہو گا کہ آپ اسے ملے
میں فوب صاحب ہی سے بات کریں۔ اب یہ کٹافش کی ملک ہے۔ ہمارا
کوئی حق نہیں رہتا۔ ہم اس دن بالکل دست بردار ہو گئے تھے جب کہ

[illegible]

”اے ہمارے فرزند! یہ کیونکہ ہمارا اتفاق اُن کے والدین پر جو مت غافلہ
 اہل جان کی آواز میں گونجتی تھی۔“

”اے ایک سرخ روم دوست کے فرزند! دل بند کو ایک خیر معمولی چیز
 کی نگہ نگاری ہوتی ہے۔ یہ شخص کوئی ایسا ہی شخص کر سکتا ہے جو اپنے
 اپنے بڑے بڑے بڑے اور غنا کے درجے پر فائز ہو۔ یا کوئی ایسا شخص
 جس کے اندر میں ایک جھگڑے کو بوجھانے سے کوئی فرق نہ رہتا ہو
 یا جسے ان شخصوں کی قدرو قیمت کا کوئی احساس نہ ہو اور اس کا مکان
 نہیں ہے کیوں کہ وہ اب خدمت جنگ میں ہے صاحبِ بیعت اور جو
 شہس کیوں نہ تھری میں کیا ماسکتا ہے جس کی قدرو قیمت کا کچھ فرق
 عقیدت کو لایا گیا ہو۔ ان شخصوں کی پہچان نہ ہو کہ وہ کس کو نہ سستی ہے
 نہ ہرگز ہو یا کس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ ان کے لیے تو کوئی اہل نظر
 ہی رہا ہے۔“

”اہل جان کی پیشانی پر بیٹے کے کھڑے نمودار ہوئے۔ انھوں
 نے فوراً کوئی جواب نہیں دیا۔ ہمارا گھوڑے سے ادرسری توجہ
 کے خلاف ٹھہری ہوئی آواز میں بولے۔ پھر زبانِ دلاں میں یہ بیٹے
 ”ہم اس قیدی پر پیچھے کر نہیں آپ کے اسی چلنا چاہیے۔“
 ”اسی صورت میں آپ کو کم و بیش ہی اُڑانے کا تم کرنے
 چاہیے تھے۔ تم غالباً یہ ضروری نہیں کہ ہم آپ کے سامنے وضاحت
 پیش کریں۔“

”مطلق نہیں۔“ جہاں جانے ہے ماضی کا۔ ہم تو محض اپنی
 ہی بات نہیں بیان کر رہے تھے۔ کیسے کیسے سوال اس دوران چارہ چارہ
 میں مثلاً سے رہے ہیں۔“

”ماف کیجیے۔ اس کی وجہ آپ کی لاعلمی ہو سکتی ہے، اے اعلیٰ
 صاحب۔ کوئی شہر نہیں کہ وہ اب صاحبِ قید سے آپ کے سرِ محترم
 میں لیکن چارہ لانا ہے۔ ابھی آپ اس خانو سے سے متعلق بہت
 سے حقائق سے نا آشنا ہیں۔ ہر حال ایک ایک بات سمجھ میں آتی ہے
 وہ اب صاحبِ اعلیٰ اپنے رابطہ و متعلق کی سہولت کی خدمت میں پہنچی
 ہیں۔ اگر کیا واقعی ایسی کوئی جواب دی جا جو موت و حیات پر ہر فرض
 میں نہیں۔ آپ سے بہت اگے کی بات کہ میں نے ہمارا کہے
 میں ہر شے پر فرق نہ پایا۔ اُن کے لیے کی فصاحت میں ہی ہوئی۔
 ”اگر آپ کو اور زبان کو اور ہو سکتی ہے۔ ہمارا جانے چہ تینوں
 طرف کوئی دھیان نہیں دیا تھا جیسے وہاں موجود ہیں۔ نہ
 سے اہل جان سے علیحدہ یا عورت کی تلاش میں ظاہر نہیں کی تھی۔“

بیٹھے جو کہ وہ لاہور میں شہریت و غلامی کے لیے بیٹھا آئے وہاں اسلام
 ہے۔ ہماری یہ چینی ایک تو بیٹھوں سے ان کی دوستی کے سبب
 تھی اور دوسرے فوج حشمت جنگ سے ہمارے تعلق کا تقاضا تھا
 کہ ہم ان کی حیثیت کے تحفظ کا خیال رکھیں۔ آپ درست فرمائیے
 ہیں۔ اس اضطراب کی وجہ ہماری یہ تھی کہ ہمیں ہو سکتی ہے اس کے علاوہ
 دوسرے بیوقوفوں پر بھی احباب نے ہماری خود بخود بدل کر لی تھی۔
 دیگر امور پر ہمیں خود بھی نگاہ رکھنی چاہیے تھی۔ ہمیں بتایا گیا کہ اگرچہ
 نے ہمارا دست فوج حشمت جنگ کے پاس جانے کے بجائے پول
 بیٹھا تھا تھا۔ دیکھا میں تو میں میں اور فوج صاحب سے آئی کے فخر
 میرے کانے کو کشش کی تھی میں اپنا منہ روایت کے سبب فوج میں
 نے انکار کر دیا۔ میں یہ بھی معلوم ہوا کہ فوج صاحب سے گھر پہنچا
 اور تہہ ملا وہاں تھا گھر پر ہی ملاقات ہوئی۔ بعد اس میں میں
 جناب کو کافی مہربانی۔
 ہمارا لہو کو ساری باتیں فوج کے معتقد خاص یا ہمارے پیوستہ
 سے معلوم ہو سکتی تھیں۔ آج کل کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ جیڑوں
 دینے والے نے یہ بھی آپ کے کوئی کار کیا ہو گا کہ فوج صاحب کو
 نے ہم سے گھر پر قیام کے لیے بے پناہ اصرار کیا تھا۔ یہی ہے انکار
 کو دیکھوں کہ ہمارے ساتھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے کہ فوج صاحب کے
 ساتھ کوئی ملازمین تھا۔ آج کل کی آواز ترش و شقی۔ انہیں میں
 صراحت کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے جیڑوں کے بھلے کی جانب
 دیکھا کہ وہ آج کل کو روکے جواب میں بھلے سے پہلے مندریں اور
 اشاروں سے اشاروں میں مجھے حق کی تلقین کی گئی تھی کہ میں خود میں
 باوجود آج کل کے گئے یہ ظاہر ہے۔ ایک زمانے بعد ہمارا راستہ
 کی طرف آنا ہوا تھا۔ ہمارا واسطہ فوج صاحب کے والدین پریم سے
 تھا اور میں کوئی ملازم نہیں تھا کہ انہیں والدین پریم کی روانگی
 تک دست نہیں ملتی ہے؟
 اور جناب میں ہمیں قربان ملک بتایا گیا کہ آپ نے ہوئی
 قیام کے کوئی اور بعد فوج حشمت جنگ کے آخر طرح کی تھا؟
 ہم ان کی طرف سے مطمئن ہوئے بغیر کسی طرح ان کے کہنے
 راز کر سکتے تھے اور میں بھی ہستی بگشتی تابع ہو سکتی تھی۔ آج کل
 کے لیے میں تھیں انہیں بھی، انہیں ہوئی آواز میں مجھے گھر کا
 ان انوں سے کیا حاصل۔ جناب والا کیا کرنا چاہتا ہیں؟
 دیکھ میں؟ عمارا جانے ٹھنڈی سانس جھکے گا؟ ہم نے تو
 کو اپنی فکر مندی کے اسباب کے طور پر عرض کیا ہے۔

میں ہمدانی جانے پر تودہ تو پیش رفتی نہیں تھی ہم آپ کا عرض کر رہے ہیں کہ اس کے سامنے جانے سے ہمیں آگاہی ملے گی کہ اس کی تعمیل فصول ہے۔

اور کیا؟ اب آجائے سے ضبط نہیں ہوا انھوں نے جھڑپ کرنا شروع کیا۔

پھر دیکھئے بھی؟ مہاراجا نے یہ بات سنی کہ اس نے اصل میں کپ کو تائیں کہ ہماری فوج کا مرکز کو تیرے ساتھ بلگ کو آپ کا دیا چارہ عطیہ ہی ہوا ہے۔ یہ تو یہ کہ دوسرے امور روزی ہیں۔ چھوڑوں سے شغل کرتے کرتے سر میں دھوپ لگ کر آئے۔ ان کے تعاقب میں ہیں کیسے کیسے عجیب خبروں سے اور بار بار پوچھا ہے یہ جی جانتے ہیں۔ راستہ میں اس کے ساتھ نہ لائیں تو میں بیت مانیں۔ ابھی چیرے کے لیے جوتے لیں کہاں دشت بھائی ہیں کی۔ اب کچھ ایسا ہو گیا ہے کہ خبریں سنائی طرف پلٹے پلٹے ہیں۔ وہ دھاروں کے بارہوں تو ہماری رگ پہنچ گئی ہے۔ لیکن یہاں آئے گا اور وہ جوتے بھی ہیں کہ گواہی میں ہیں نہیں کیا ہے۔ مناسب تھا کہ ہم پلٹے گھر واپس کے مختلف ڈاؤن کا بھی تجویز کر لیں۔ تجربے سے لگی شکوں کی گواہی ہمیں ہدی ہیں، ہم آپ سے درخواست گزار ہیں۔ ہمارے اہل خانہ قلعہ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ فرسوں پر آپ کچھ کسی طرح منتقل ہوا ہوئے تو یہاں ہی دشت دور کر دیکھئے۔

پھر وہیں حیرت ہو رہی ہے۔ اب آجائے نے نسبت بڑے سکون آواز میں کہا کہ آپ کا جنس دیکھ کے میں کچھ کھوئے گا اس سے ہو رہا ہے۔ اس پر میرے کی حرکت و طبع کا تصور است اذہا ہمیں بھی تھا لیکن انہیں قضا آپ کے عشاق سے ہوا ہے۔ بے شک اس ضمن میں آپ کی نگاہ مستند ہے۔ ہر اس بارے میں آتا بھو تھے تو ممکن تھا کہ وہ دوسرا فیصلہ کرے۔ اس سے زیادہ مطلوب و شائق تھا کہ لڑکے کرتے۔ متعین جانیے ہم وہ ہیرا آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے مگر اب یہ دگر ہی ہے مٹی ہے۔ وہ دگر ہی چیز کا مال ہمارے مسلک میں آنا ہے جب کہ اس میں مٹی میں ہمدانی خوشی کو قبول تھا۔

لوب صاحب نے ہم پر کی جبر میں کیا تھا۔ ہیرا آپ کے قہر کے بات اور دگر اور ہر نگاہ کی توہین نہیں مسموم، اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔ ہیرا جی آپ سے انعام ہے کہ ہادی مور کا تعلق کسی طور بھی اس پیش کش سے نہیں ہے۔ ہیرا کو لگا کہ لڑکے تو تیری ذری جانے ہیں انصوری بھی آپ سے متعلق ہے فرمایا ہے۔ ان سب کا ایک ہی جواب ہو سکتا تھا کہ ہم اپنی مرضی و مشاہدہ آواز میں جھانکی ہیں لیکن

برہمچاری کی ذات کو کسی پیش نظر میں اس کا احترام ملحوظ ہے۔ اسی لیے ہم خود کو بہت سے ہیں اور دگر مسموم کرتے ہیں۔

اب جان کی آواز کرتے ہیں گھبراہٹ میں پہلی مرتبہ ان کے لیے میں یہ کیفیت تعارفی تھی۔ اتنی دیر میں جیسے انھوں نے کوئی فیصلہ کر لیا ہو دیکھتے ہیں کہ ہیرا پوچھتے ہیں کیا میں اب کوئی دوسرے نظر نہ داری ہو۔ شکست خوردگی کی یہ علامت ہو سکتی تھی۔ وہاں پہلے انکے تھے۔ اب مہاراجا لگا تھا۔ ایک ایک کہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ انکی مہاراجا کے کندھے سے جھٹکے ہوئے کسی اور کے۔ جھٹکے اور ہیرا کی خاموشی اب آجائے کے دو ٹوک انداز کو تیرے ہی ہستی حق۔ اب ہیرا کو کچھ بڑھ کر دیکھوں۔ آدمی بہت سی ایک رنگت ہی کر سکتا ہے۔ اس دشمنی لازم ہے۔ اسے اپنے اور حکمت سے اس کا مال لے کر دیا تھا۔ مہاراجا نے جانتے بے وقافتگی کی اور دھڑلے سے مہاراجا کے سامنے آئے۔ ہیرا نے یہ سب دیکھ کر اس کے غماز میں کہا کہ مہاراجا کے کوئی قلب کی خاطر عرض ہے کہ ہمیں ہیرا دے دینا۔ والد گرامی کے ہاں اس سے کیا تھا؟ اس کے متعلق ہم بھی سے کچھ نہیں کہنے کی۔ لیکن مطلب ہے کہ انھیں اپنے ابا جد سے دے دینا۔ اس میں ظاہر ہو گیا کہ راست میں زندگی کا آخری دن گزارنے کا ارادہ ہے۔ والد گرامی کا ارادہ تھا کہ لوب صاحب محض جنگ کے خاتمے سے بعد ہی ہم کو اس صورت میں ہاں لڑنا ہمارے لیے آسان ہو جائے گی۔ ختم ہو کر رہ جائے اور مزید شہوت تعارف حاصل کرنے سے کی جو ہر سال کی آگے نہیں دینی تھی۔

اب آجائے نے پھر اصرار کیا۔ والد گرامی کو کہتے تھے۔ مہاراجا کی برہمچاری ہو گیا تھا اور تیرے سے کسی ہر تھا۔ اب آجائے نے اس سے کہا کہ آپ سے خور و نیاز ہر روز صاحب سے اپنی بقا کی لاشا کی طور پر پیش کیا گیا تھا۔ تصور صرف یہ تھا کہ یہاں آنے کے بعد میں ایک مشہور و مستحکم اور اہل اندکھ سے اپنے کو نظر حاصل کر رہا ہوں۔ ہمارے ہاں ایش کا وہ سب کچھ ہے۔ ایک پتھر کا شیشہ تھا۔ پتھر جو پتھر ہوتا ہے۔ ہمارے پاس نہ ہوا۔ ہمارے کسی شرف کسی عزیز کے پاس ہاں آجائے تھی۔ دگر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کے جواب میں ہیرا کا فی ہے۔ ہم نے یہاں یہ جوتی خرید کر ہے۔ اور ایک ہندوؤں کی بات نہیں۔ ہم یہاں مستقل کو شہر کا راہ دیکھتے ہیں۔ ہم یہاں ہوتا ہیں اور اب بھی ہیں ہیں۔ اب شہر لوب صاحب قبل کے اند میں ہاں کے سوا کسی بھی دھرم پر ضرورت ہے کہ اس کے سوا آجائے ختمی کو آواز میں بولے۔ ہیرا نے ہم آپ کو دیکھ کر عرض کر دیا۔

ہم نے لوب صاحب محفوظ کر لیا ہے۔ مہاراجا نے بھی ہیرا دشت

لے میں کہا۔ یہی بات اس کے چہرے پر کچھ نہیں بھری تھی۔ ہیرا نے یہ بات اتنی اہم نہیں کہ آپ نے ایک دورانیہ شام کا ایک پیشہ تحت پتھر سے لڑا ہے۔ اب ہیرا سے کہہ کر ہم اس سے کیوں محروم رہے اور اس سے زیادہ یہ کہ ہم اس کے متعلق اتنا کچھ کہیں نہیں جانتے پادہ ہیں۔ اس کا وجود ہیرا سے متعلق ہمارے علم کے لیے ایک اتنا متعلق ایک شیشہ کی ہیئت رکھتا ہے۔ ہمارے لیے یہ ایک عجیب اور حقیقی سند ہے۔ ہم زندگی بھر پتھروں کے عالم میں رہے ہیں۔ ہم پتھر پتھروں کے لیے کسی پتھر والے اس کے حالت کا روبرو کھتے ہیں۔ پتھروں سے دوستی کریں تو ان کو اس آتی ہے لیکن ہمارا اس کا سامنا اب دوستی کی حد سے گزر گیا ہے۔ یہ شیشہ کی منزل ہے۔ ہم نے ان کی منوں اور شاخوں کی درجہ بندی کی ہے۔ اس کے ہاتھ مدد خاناں ہوتے ہیں۔ شیشے کی تاریخ اور ان کے اپنے کردار ہوتے ہیں۔ کچھ غلط نہیں کہ پتھروں میں سیدوں کی ہی خصوصیات ہوتی ہیں۔ عجیب نہیں کہ وہ سیدوں کی زندگیوں کی صفات ہوں۔ اور ان کو ہم نہیں تفصیل سے کہہ سکتے کہ آپ اس سے ہیرا پتھر کے بارے میں اور کیا جانتے ہیں؟ ہماری ملی ہاں اس کے لیے۔ ہماری ہر جگہ کے لیے زمین پر زور دے کر یاد کیجئے۔ شاید اس طرح میں کچھ فراموش آجائے۔

ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں مسموم مہاراجا نے مجھے بھیج دیا۔ لوب صاحب نے اس سے بڑھ کر وقت بڑھانے کی سعی کر کر اس کی صاحب خانہ و لکڑی کو کسی صاحب تعارف کسی صاحب دل کو پیش کر دیا اور کچھ دیکھ کر پتھر کے ہاتھوں نے ان کی قیمت لینے سے منع کی تھا۔

قیمت لینے سے منع کی تھا۔ مہاراجا اچل کے بولا۔ اور ہم نے وہ کچھ کر دیا۔ اور کچھ کر لیا تھا۔ انھوں نے وہ

اور کچھ نہیں آجائے نے ظاہر کر دیا کہ مہاراجا صاحب کا آپ میں نہیں تائیں گے کہ پتھر کو پتھر کو ہی خصوصیت سے پتھر و شیشہ کو مہاراجا جیسے ہر شہر اس سے ہے۔ ہیرا کی ہمدانی انھوں کے مطابق راست کے ہیں۔ دوسرے ہاں بھی ہر گز نہ جھگڑتے ہیں۔ یہاں کوئی بھی ان کا شیشہ ہاتھ میں لے کر نہیں لے سکتا ہے۔ عرض ہو کہ اس کے ہاں مہاراجا نے مجھے ہی بولا۔ یہ صرف میں تھا کہ آپ نے کیا مہاراجا پتھر لوب شہر جنگ کو عطا کیا ہے۔ اس کی اپنی ایک تاریخ ہے اور اگر ہمارا قیاس درست ہے تو اس کی ایک طویل اور شاندار تاریخ ہے۔

ہمارے ہاں تو کچھ نہیں ہی تیار ہے ہر چند کہ اب یہ ہیرا پتھر

ہے۔ اب انھوں نے شیشہ کی صورت مجھے میں ہیرا دیا۔

کیا تائیں؟ مہاراجا نے اصرار میں انداز میں بولا۔ ابھی ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہیرا سے کچھ شام کا ایک پتھر ہے۔ ہیرا نے اس کی تلاش جاری ہے اور یہ ہیرا کی انھوں کے ہر ہیرا ہوا ہے۔ انھوں کے زبانی سے ہیں اس کا تعلق ہو سکتا ہے۔ ایک ایسی کی ساختہ ہیرا نہیں کیا۔ اس کا ایک حصہ لوب صاحب کے لیے کچھ پتھر دولت کو دیا گیا ہو اس کی حالت کے سبب ایسا ہو گیا ہو یا کچھ ہیرا حصہ ترانہ نہیں لگا ہے۔ حالانکہ ایسا ہو سکتا تھا۔ اس کی اب وہ اب بالکل نرو تازہ ہے۔ مسموم ہیرا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو اس کی حالت کا پتھر اس کا شیشہ تھا۔ ہیں اس کا دو سرا حصہ بھی دیکھ کر ہیرا حاصل ہوا ہے۔

دوسرا حصہ۔ اب آجائے نے چہرے سے کہا۔ وہ کہاں ہے؟

وہ وہاں نہیں ہے۔

اب آجائے کی نگاہیں پھٹی ہوئی تھیں۔ انھوں نے ہیرا کو میں پوچھا۔ کھلی ہوئی آواز میں بولے۔ کاشی ہم آپ کا لوب اور تائیں؟

ہر حال ہمدانی درخواست ہے کہ اپنی ہاں میں کسے کسے پیش کیجئے۔ ہم لوب شہر جنگ سے کہیں گے۔ اور ہم ان کو ہمیں اس کا پتھر کو دے دینے کی خاص اجازت عطا فرمائیں۔ مٹی ہے۔ ہیرا طرح طرح کوئی کڑی ڈھونڈت میں کچھ کچھ ہیرا ہیں۔

میں یہاں سے کچھ میرے کے لیے ہاں ہے۔ کچھ کر لیں گے کہ اس کی بات کوئی اور سرکاری ہے۔ آپ سے سب کچھ جان کے میں بھی لے گی کسی ہر جگہ ہے۔

ایک شہریت ہمدانی ہوا ہے۔ مہاراجا نے ہیرا میرے کہا۔ وہ ہیرا نے طرز کو جو کچھ میں نے دیا ہے۔ آپ کا لوب اور والی بات ان کو گزری تھی۔ ہیرا پتھر سے کچھ ہیرا کو کچھ ہیرا پتھر اس کی ہاتھوں سے کچھ ہیرا لوب دے دینا۔ ہیرا نے ہیرا پتھر کی ایک شہریت کا بھی میں اب پتھر سے ہیرا لوب جو ہے ہیں اور ہیرا پتھر کو کچھ ہیرا لوب دے دینا۔ ایک صورت حال ہیرا ایک کا روقہ عمل کیا ہوا ہے۔ ہمارا کام یہاں کے ہیرا ہیرا لوب کا نہیں ہوتا ہے۔ ہیرا کی نسبت سے ہم اب ہیرا لوب لے کر لے ہیں۔ اس میں ایک خصوصیت مشک بھی ملتی ہے۔ وہ آسانی سے ہیرا نہیں جانتے۔ بعض تو کسی کی طرح کی طرح کی شہریت لوب لے لیتے ہیں۔ ہیرا کو بھی کچھ ایک شہریت کی طرح ان کا تعلق لوب لے لیتے۔ ہمارے لیے آپ کے کوئی سا طریقہ عمل ہے کیا ہے؟ اب آجائے

243

ہونگے۔ دونوں ایک جگہ جا کر کھڑے۔ کئی سال تک سوار اپنے بیوی بچوں کی عیال سے غمگین رہے۔ ان کے غم سے ان کی عیال سے غمگین رہے۔ ان کے غم سے ان کی عیال سے غمگین رہے۔

”آپ کیا بولتے ہو؟“ قسمت نے دیکھا تو اس سے ابدھ اور مہرہ کیلئے
 بولے ”بولنا مجھے کس طرف سے آئے ہو؟“ دیکھ کر توئی بولے
 ”کون سا رہا ہے تم؟“

کون سا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کو ایسا کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ بن رہی ہے؟ کیا آپ کو کوئی چیز ایسا کرنے کی کوشش کرنا منع کر رہی ہے؟ کیا آپ کو کوئی چیز ایسا کرنے کی کوشش کرنا منع کر رہی ہے؟ کیا آپ کو کوئی چیز ایسا کرنے کی کوشش کرنا منع کر رہی ہے؟

2000

پس اپنی امان کا قصہ کہنے سے شہرت ہم کو ملے تو چلے جائیں گے روزِ محراب پر اور اُن بھی زندہ ہیں رہنے کا۔ اپنی بات میں اُن کی ہونک نہیں ہے سمجھو یہ کیا آیا ہر تو کب بار ہو بار ہو جائیں، اُن کی آواز نہ ملے۔ ہر ملکہ ہر کوئی نہ ہو۔

نہایت دھیمی آواز میں یوں کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔
 "تمہارا دل بڑا بڑا ہے، میں نے جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا، وہ بڑا بڑا ہوا
 ہوا ہے۔ ہم دوسری بات سے گفتگو نہیں کرتے۔"

بڑے اور کئی چھوٹے کھیتوں کے سامنے جاکے کھڑے ہو گئے۔ پہلے

”ہمارے اونی پر ہاتھ اٹھا ہے سارا دنیا ایک کچھ بکاتے
 کرتے مگر یہ ہاتھ اور کچھ چار ہاتھ ہمارے ہوتے ہیں۔“

کائنات کے لیے جیسا کہ ناسا نے نہیں رہا۔ مگر وہ ابابجان کو طرف سے مضمون کے کائنات کے سامنے ہو گیا۔ اس وقت ابابجان کو کئی اور ہونا ضروری ایک موقع نکلی، ابابجان کو گنگ گھر سے تھے۔

سر غزنی انھوں سے جنگوں میں نکل رہی تھیں۔ اُس
نے کاستے کی گولیاں پر تھپار کھدوا دیا اور نیچے کی جانب سے اُن کی
شورش برپا ہوئی۔ اُن سے تڑکا مارا۔ کاستے کا سر جھنڈا پر لٹکا۔

اُس نے بھی ایک پل کی دیر نہیں لی جواب میں اپنے جسم کو فنگر سے
کے جھک گیا۔ پھر فوراً دُور سے دُور پھٹا، چاروں آؤں کی
جھومک میں گئے گئے پئے۔ کائنات نے پھل کے سرخ کے پل میں

سات ماہی بہار بیت چڑھے ہوئے ابراہیمؑ اس کے پیڑ لگا گئے تھے۔ وہ بیٹھنے کے لیے فریضہ پڑھتا مگر نہیں پڑھ پڑھتے تھے ایک کو اس نے اسی وقت کہنے کے ارادہ رکھتا ہے ہونے لوگوں کو نعرہ لگاتے کے

وہاں سے لوگوں میں کچھ بھرتی ہو گئے۔ یہاں سے تھا ایک درویشی
جو دیکھ کر کہنے لگا تھا تھا۔ اس امر ضرور ہو گا کہ اس میں

1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 2679, 26

255

نگاہیں مغلط تھیں، کبھی بھٹک کر جانب اللہ بھی وہ سرخڑ کی طرف دیکھتے تھے۔ اُس نے اُن کے سر کو متدو جھٹکے دیے۔ گویا جان نے اُن تک نہیں کی مگر یکن اُن کے ہر سے سے اندر دنی خضر اب صاف اپنی کھار ہاتھا۔ میں نے ایک لمحے میں کئی بار ارادہ کیا کہ آتا جاؤ اگر انہاں کرتے ہوئے جھک رہے ہیں تو میں خود سرخڑ سے کمرہ دل کر رہے ہیں میں ابی حوری میں موجود ہیں۔ مگر میں نے خود کو ہر خشک کا بچے کو قہقہہ مٹی کر چند محو میں بہا جان خود اس قہقہے پر ہنسی جاتے گئے اور بھل اور پیر میں سے کوئی بول اُٹھے گا وہ تیوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ معلوم نہیں اُن کے ذہن میں کیا تھا کیا ابھی تک وہ یا اس کچے بونے تھے کہ جلد یا بدیر سرخڑ یاوس ہو سکے واپس چلا جائے گا۔ یہ مغلط اس کی گدڑ پھینکیاں ہیں وہ اسے سیراں کے سوا کسی اور بات سے سرگردا نہیں۔ رات خرم ہونے میں ابی حیا اپنا وقت نہیں وہ گیا ہے۔ ماگہ میں بات پیر۔ بھٹک یا آجا جان کے ذہن میں مغلط تو اس کی خوشی بھی تھی۔ اتنی دیر میں ابی حیا اس کے متعلق کوئی اندازہ نہیں ہوگا تھا کہ وہ کتنا آجڑ اور بگلی ہے۔ گشتے میں بھی بندھا نہیں ہے۔ اُسے قوبات کرنا بھی نہیں آتا۔ اس سے اب کچھ بھی بعید نہ تھا۔ جلتے کر قن اُس کے من میں کیا سما جائے۔

بہر حال میں نے بے فکر کیا تھا کہ وہ ٹیوں مزید خاموش رہے قن اُسے بتا دوں گا۔ چاہے بعد میں پیر اور بھل مجھ سے کہنے کی تاواضی ہو جائیں مگر برکت مجھے خوش آئے۔ میری زبان بے شکستے بستے نہ گئی کیا ایک لمحے خیال آیا کہ میں اُسے کیا بتا سکوں کہ صرف ہو کر پیر سے حویلی میں آئی۔ سرخڑ کے اس سوال کا جواب میرے پاس کیا ہے کہ وہ حویلی کے کون سے گوشے میں چپاٹے گئے ہیں۔ یہ تو آجا جان میں نہیں جانتے۔ رات کو آجا جان سے فیصلے کے صرف پیر اور بھل پر گئے تھے۔ یہ وہی جانتے ہیں کہ انھوں نے فیصلے کاں مغلط کی ہے اُن کے سوا کوئی کچھ نہیں جانتا کہ میرے میں واپس آئے انھوں نے کسی کچھ نہیں بتایا تھا۔ یہ کسی نے من سے یہ پوچھا ضروری تھا تھا یہاں تک ہے کہ وہ مزہ زار کی طرف گئے تھے۔ اور انھوں نے فیصلے کسی درست، غلط، مختصر، بھارتی میں کسی ایسی جگہ چھپائی ہوگی جہاں کسی کو نہ کہ زہر کے مگر یہ اُن کی اسی تھا میں اُن کے پیچھے پیچھے نہیں گیا تھا۔ پورے فیصلے سے کبھی بھی نہیں کہا جاسکتا تھا۔ جو مکنت ہے، انھیں ثروت میں کوئی یا باغشور نہ تھی۔ مگر یہ مومیرب اس بختان سے کو ان کی فکر دہر ہوئی تھی۔ باقی تو سب اُٹھ کر خضر تھا۔ شاید آجا جان کی خاموشی کی بھڑکی ہوئی مگر فیصل اور پیر دیکھتے تھیں کہ فیصلہ اس وقت

سے مغلط تھا۔ وہ مجھ انہی ہی بتاتے تھیں۔
 مگر فیصل اور پیر دیکھ کر سب کچھ دیکھ رہے تھے ابی حیا تو اس چیز سے کبھی برکت نہیں رہی نہ برکت سے واپس پر فیصل آباد ہیں آجا جان نے اشارہ انھیں مٹی کی مٹی کی اگر وہ پستہ کر کے تو ثابت سے رہے ہوئے اور تفسیر کریں۔ بھٹک یا آجا جان سے بھی کچھ سے سکتا تھا آجا جان کچھ نہ بولتے لیکن حرف بھل میں نے نہیں اُن سب نے آجا جان کی میٹھ کی نہیں میں ناں دلی تھی۔ پھر بھٹک کر یہ ہو گیا تھا۔ اب اُسے کوئی ہی نوع تھی کس مورق کی امید۔ اس انتظار میں تو کوئی بھی نڈال تلافی نقصان ہو سکتا تھا اُسے کہنے کا بھی اس میں نہیں تھا کہ اب کس حال میں رہے گا۔ جتنی دیر ہو رہی ہے، کاٹنے کے بلے آتا کر رہا ہوں۔ بلے۔ یہ سب دست و پاؤں ایسے جارہے تھے۔ مگر اُسے آجا جان کو بدل بنا رکھا تھا۔ آجا جان کا خلیہ خاص طور پر اُس کے ذہن میں کرایا گیا اور کچھ کچھ اُس نے مجھ سے اُٹھ کر خوب کیا تھا یا وہ اُن کو اُن میں تو کچھ زیادہ دیر تک ایک بڑھے آئی پر تم برداشت نہیں کر پائیں گے یہی ہوا۔ جبری چپ نہ رہے۔ مگر نہ آجا جان کے بچے پر سکتے کہ قرب لگان تو میری جینے گئے۔ اسے ٹھانوا لکھ تو خفا کا خوف کر۔ اتنے بزرگ آدمی یہ ہاتھ اٹھاتے ہو۔ خدا اسے بے رحم کر۔ خدا انھیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔ میری ہی کی طرفی آجا جان وہ شخص اور ہم ہوگی اور اُس نے پھر انداز میں انھیں قسم کیا کہ آجا جان کو کلام دینے اور اسے گے کھڑے رہیں۔ درزہ آجا جان کی گز نہیں بلالے گا۔ اُس نے اُن سے اور میں ہمت کیا کہ جو میری سنے ہے کبھی نہیں ٹھانوا لکھ۔ انھوں نے اپنا من چھپایا تھا اور بھٹک کے آندھ پھینکوں سے روٹنے گئے تھے۔ پیر اور بھٹک تک دیکھا کیے۔ کچھ کچھ میں نہیں رہا تھا کہ اب انھیں اور کون سا نظارہ مقصود ہے۔ میرے بچے میں کیا ایک آگ کی جھڑکے تھی ابی حیا اور آجا جان باگل اُٹھتے ہوئے آجا جان کے لیے تو مجھے کچھ بھی دکھا ل۔ ستانی نہیں وہ غلاب پیر و اور دورا لکھے ابھی تک جکڑے ہوئے تھے۔ مگر چل اُن کی گرفت میں پڑے میری کئی نہیں تھی۔ سرخڑ آجا جان کے بیٹہ میں سے دور تھا۔ آجا جان کو شدید تکلیف کسوس ہو رہی ہوگی۔ وہ اپنا بیٹہ پکڑے دوسرے ہوئے جارہے تھے۔ میں نے شلہ پانہ نظروں سے نہیں کٹی ہاب دیکھا اُن گھری ماسی بھٹکے وہ گیا۔ اُس کے ٹوٹے ہوئے یہ سب پر بے شمار گریں اُٹھ رہی ہوئی نہیں۔ اور اُس وقت مجھے حسرت ہوا کہ اُن کی حیا میں مجھ سے مختلف نہیں۔ وہ بھی اُسے کیا اور کتنا بے سکتہ۔ بہر حال کو موجودی کے اعتراض کا مطلب تو یہ ہے کہ آجا جان

”وہ تو اینٹ ماچی، تم جسے تو ایک پیر کہیں گے، وہ جاسے
 گا۔ تم اچھی پیر ایک بادشاہ کے، ایک بیٹے، نو خرم دستے کا، کمرے
 کا، پڑنے کا، صلیب کے، چپ تک تھا، اور آگ ایدر دوتے آگ
 ہے۔ پڑنے ذرا آگ سے ہے، قوم ہے پڑنے کی، دن سے، ٹھیک سے
 صوبہ چھائیں ہے۔ ابھی ایدر دن بود خرا کا صورت دیکھا تھا تو
 تم آگ“

لاست مالدار وہ دروازے کے اندر ہا کے گئے، پہرہ مانتے ہوئے
 تو میں وہ دروازے کی سی کھڑا، اندر سے کسی نے ہوت اسے
 قہقہے سے سنا، میں اندر چلا گیا، یہاں سے پس اندر جانے کا وقت میرے
 رہ جانے پر غصہ دروازے کے قفل کی جھنجھکی اڑنے کی ہو گئی۔
 زلزلے سے یہاں سے دوسرے قفل کو سمجھا دے یا۔ غصہ کی نسبت
 یہ جگہ نہ بد، موقوفہ تھی، یہی کہ جھنجھکی دروازے کے قفل کی
 سے گزرتی کہ وجہ اس قفل نے آکر یا غصہ میں گزرا تھا اس
 لیے یہ جھنجھکی سے آئے والوں کی رفتار میں تیزی کی تھی، غصہ
 نے میرے پاس آئے کے اعلان فرما دیا تھا، اسے اوجھا ہضو، وہ کچھ
 ہو گا، جب غصہ کوئی نظر نہیں آتا تو وہ یہاں سے کچھ دروازے
 کی طرف کھینچے وہ کسی میں تھے۔ وہ دروازے سے دامن ہونا ہی
 چاہئے تھے کہ قفل سے جھنجھکی اڑ رہی تھیں غصہ نے پھر غصہ یہاں
 اندر ہوتے ہوتے غصہ کے پھر غصہ کے پھر غصہ کے پھر غصہ کے
 مجلس اور میں قہقہے اور ہنسنے ان کے ساتھ غصہ تھے میرے
 کی ایک طرف کے بعد غصہ کو گھڑے کے اندر چھپنے سے غصہ وہ
 شام کو ان کی گردنوں میں اپنے بازوؤں کا پھندا ڈال آیا اور
 ہی حالت میں اگلے معمول اتھیں اندر چھپنے کی مگر گھبراہٹ میں
 کہ نہ پھر میں آگیا تھا وہ ان کے دل کے چھپنے تھا۔ اپنے دل سے سمجھتا
 کی کچھ اور کچھوں پر اس نے میرے ساتھ سے قہقہے
 وہ دروازے کی طرف نکلی کہ وہ نے فوراً اس پر نہ اٹھنے ماری،
 ماری، اتنی ہمت کی اس میں نہیں پہنچ سکتا تھا، میں یہ سوچا تھا کہ کچھ
 کی ہمت سے اس کے میرے ساتھ ڈالوں، اتنی دیر میں وہ ہمت پڑا، اتنا
 اس کی پہلی جگہ جاکے کی اور غصہ کی ہی، وہ پھر گئی، یہ بدوئی
 پہنچے کہ اس کی طرف پہنچا، میں یہاں سے پہنچنے تک وہ اپنی مسعودہ
 تقریر کو دہا تھا۔
 پھر میں اور غصہ باہر کی کھڑے رہے، پہرہ دینی دینے آئے
 تھا، باہر پہنچے کہ اسے کچھ اس آواز میرا دل ڈونے گیا، کچھ
 نہیں معلوم تھا کہ وہ اسے کون سے کسے سے لگے تھے میں اس
 کو دہراہ کو کچھ جان تھا، میں یہاں سے پہنچنے کے پہلے کہ اس
 کی کھڑے سے نہ یاد ہو گئی، دیکھتے ہیں ابھی ماں سے میں پھا چلا ہے
 تھا، میری توجہ میں سب تھی، چاروں اندر میرے جہات واسطوں کی آدمیوں
 پر کڑائی کی تھی، چاروں میں سے غصہ کی ہی، اس کی کھڑے تھے اور
 ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے، غصہ نے اس دوران اشارہ
 غصہ کے کچھ بندوں کے کھینچے رہ گئے ان دھیلی کھلی غصہ کو

اس شخص کی خدمت میں بھی، اتنی بات تو کہی نہ کہ نہ بگڑ جاتا تھا۔

آخر روٹن آرمی کے کمرے میں جانے کے بعد آپ غور اچھٹھا کر اٹھا، جہاں خیر ہو، جہاں خیر ہو، روٹ میں سنبھل کر رہے۔ کئے کئے طے، راہ وادار میں کسی جانب سے کوئی بہت نہیں ابھری، ایک ایک پہن ہو رہے تھے بہر حال۔

پیارے کی منہ نہیں راکت کھٹے ہوتے روٹ ہوں گے، روٹ میں دیں طرف سے پچھڑاؤں کو بھیج، وہ اور پھیلنے لگیں گئیں۔

سورس گھر کوئی ایک دو ہو سکے تھا، جس کی دی ہوئی چوڑی بھی دھواں سے مختلف تھیں، ایک متبہ اٹھ کے دم ہو ہو گئیں، چھٹا پائے دیں ہیں وہ وہ ابھری ہوئے سے نہ وہ واضح اور قریب تھیں، نہ وہ کوئی چھپ کے سر طرف رہا تھا۔

یہ ایک کمرہ کی منظر بہتر کوئی نہ داری کے در وہ میں سرسری "دواوا پر قہر ہے!"

میں نے شخص کی آواز سے منہ کی طرف دیکھ کر نہیں اٹھی تھیں کی تھیں وہ تھیں، وہ کہتا تھا ابھی میں ابی جگر رہتا رہا کہ چند آدمیوں کا انہر بھی کی حرکت سے ہوا، میں نے سب تک اسے ہاتھوں سے ڈال کے اٹھی حرکت دیکھ کر نہیں اٹھی تھیں ابی، مجھے دانت کیے کیسے دہرا رہے تھے، وہ کوئی نہ تھا اس کے چہرے، شلٹ اور ہاتھوں سے نکل رہا، ہاتھ پکڑے گئے، مگر سے پچھڑے ہوئے تھے، کچھ سے ہال، ساہا پہرہ ہو گیا ہوا ان میں غصہ ہوا ان میں اس کی آنکھوں میں خون کے بجائے دھند سی جھری ہوئی تھی، وہ اپنے سروں سے چلن ہوا ابی تھا اور اپنے سروں پر ہی پر تم تھا، اس کے سروں سے وہ دھندلک رہی تھیں اور ہاتھوں میں دوپٹے رہے تھے، میں نے اسے بازوؤں میں بھیجی۔

"وہ لوگ کب چھوٹے؟" بیروٹ بے تازہ اس سے پوچھا، "کمرے میں کہ نہ کہے آج بول کر ام کے بول کرے"

"ابھی کون سے کمرے میں ہے؟"

کانتے نے اس کو اس کی طرف اشارہ کیا جہاں سے وہ لوگ بچے کانتے، زورا، امجد، خامو اور دانی کو یہاں لائے تھے۔

"وہ سارا آڈور باؤد غور توں کر رہی تھی؟"

"وہ تو سگ دواوا، کانتے نے ہاتھ سے جواب دیا۔

کانتے سے ملنے کو بھیجے گا، کوا مسو تھا، نہ دے گا

تھے کیا کر اُسے اندر کے کسی سے جانوں۔
 ”ہم کو ادھر ہی رکھ دو ابا“ کہنے سے منھانے ہوئے نکلا۔
 ”خود کو جیسا بولا ہے، ویسا کرو“
 کاٹنے ٹیکر پاپا جانتا تھا کہ اُسے کوئی جواب دیتے کے
 بچا ہے بیوہ تھے۔ تھک سہنے ہی جو ہے کیا کر اُسے جلد از جلد اندر
 دو دروازے تک پہنچاؤں۔ پیرہن ٹھیک ہی گذریا تھا۔ ادھر لڑکی
 میں تادیب نما ایوں کھڑا رہنا مناسب نہیں تھا۔ کانٹے کو بھی
 اپنے پیروں پر اپنے دروازے تک نہ کہ وہ نہیں دانا چاہیے تھا۔
 میں اُسے اندر لے گیا۔ کانٹے کو دیکھ کے بھی چپس چپسے اور
 چھیننے لگے۔ جاؤ، شو، ماری اور فریق اُس کے گرد جمع ہو گئے
 کھڑے بی نے نہیں ٹوکا۔ میں خود اُسے وہاں سے ہٹا کے برکت
 اُس کو نہ بیٹے آیا جہاں ابا جان اور تینوں ملازم تھے۔ میں
 نہنے اُس کے کندھے سے بند تھیں اُتریں اور ایک تپا اپنے اُس
 دھک لیا۔ آئینے سے میں نے اُس کو مڑھانے کسے کی کوشش کی،
 خون ابھی تک چھبک رہا تھا، عضوں نے فرد اُس کو پیچہ اچھا
 کھٹکھٹا جو گہرے ناخنوں کے کھردھنے ہوئے تھے۔ کانٹے کو بہت
 تکلیف ہو رہی ہوگی۔ میری آنکھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُس کے پیچے
 کیا کروں، لوگوں سامہ برادوں کو اُس کے زخم میں انغور دیں ہو
 جائیں۔ مگر چارٹ تھا کہ اُسے پیسے ہیں پیسے بھی کھوں، اُس کی
 پشائی، اُس کے کانوں کو خوب پیار کروں۔ لنگو اور زور، مرنے اور
 اُس کے پاکیوں کو منسلک ہوئے تھے۔ کانٹے کو دیکھ کے اُن کو اُس
 کی آنکھیں بھی پھٹیں گئیں۔ میں نے باجہ جاتے کارہ اور نوک گردیا پر سر
 اور نکل وہاں خود ہی تھے۔ ادھر محمد رشتہ دار مائل دہارہ
 دو دروازے کے برابر دو دروازے کا صف چاک کے کھڑے ہو گئے تھے۔
 کانٹے کا خون روکنے کے لیے میرے پیٹے اپنا اُترا تھا اور باپ نے
 عاجوز دالے سر کے رومال سے اُس کے دھمکھانے کر کے۔
 کانٹے مسلسل اُٹھنے کی فکڑ کر رہا تھا مان میں رہتا، اُترا تھا
 جان کو اُٹھنا پڑا تب کہیں وہ چپ بولنے کی آمد نہ تھی عات
 جیسے برادر ہو گئے تھے وہ وہ دنگ لڑکی جو کہ نہیں بڑھانے بلکہ لگاتے
 گرم گرم بیٹھے تھے کانٹے اُٹھنے کی آہی حد کر رہا تھا مگر پیسے
 کا پیسے اور بے مددھ سامنے کا گنہگار نہ تھے اُسے قرعہ پڑنا دیا
 اور اُس کا سر پلنے زانوؤں پر رکھ لیا۔ وہ دیکھ اُس کا سر ہانپنے
 کہیں بولیں، اُنھیں اچھلے پھیلے، اُن کی جھلکیوں سے کانٹے پر عرض
 فادی ہو جاتی چاہیے تھی لیکن اُس نے انھیں بند نہیں کی۔ وہ

ابھی تک اپنے آپ سے لڑا تھا۔ آہستہ سے جس اوراد کی بات پھر چلاؤں گی کوئی سنائی دے گی۔ سب نے ایک دوسرے کو مسند پہنے کے لیے اشارے کیے۔ یہی آخری قہقہے کا رخ دروازے کی سمت کیے اُٹھ کھڑا ہوا۔ باہر نکل کر وہ دروازے میں روک کر خود رست نہیں چڑھتا۔ وہ دو بجتے۔ وہ دفن میرے اندر آئے۔ مجرور اور شاد و ناز کر گزرتے تھے۔ اس وقت نے اندر سے کھانچا تھا۔ وہی چٹوٹا پتہ،

کمرے میں آئے اور ان دونوں کی تعداد کی رو بہ ہوئی۔ چار آدمی کھاتے بند کر کے اُٹھا۔ اب پہلی آؤں باہر دے گئے۔ ہل گئے اور آؤں عمارت کے باہر نکلے۔ آؤں کو وہیں قابو کر کے لایا۔ اب آسان نہیں تھا۔ آخری دو آدمی کے بعد نکلے اور چار آدمی آگے اور انہوں نے اپنی جگہوں پر بند اور مجرور کو باہر بھیج دیا۔ اندازے ہی قبضے سے شام کو دیر تک کر دے۔ ان کو تو ان کے پھرول سے ڈھانچے فوج سے۔ قہقہے کی جگہ ٹھنڈی دھوپ کی کھیر اُٹھا۔ میرے اور قبضے کے قبضے کا پہلی آؤں کی طرف تھا۔ پہلے قبضے کے کسی قدر مزاحمت کی۔ شام نے قبضے کے آخری حلقے سے اُن کے پیٹ پر ہاتھ کی ضرب لگائی۔ ان کی آواز بھری ہوئی تھی۔ شام نے اُن سے گئے۔ یہاں آؤں کو تو وہی۔ وہ بڑی غصہ سے ہاتھ لگاتے۔ لگ بھائی دوسرے آدمیوں کے لیے شام کو یہ رحمت میں کر لی۔ آؤں کو دے پھر آؤں کو تو آؤں کی طرف تھا جس نے خود ڈھانچا آؤں کی شکل و صورت میرے قبضے سے اتنی مختلف نہیں تھی اور تقریباً بھی کسی۔ اُن کے قبضے کے رنگ سارے تھے۔ آؤں سے اور پتہ رنگ۔ سب میں سے چاروں کے گل جگت ہو گئے۔ ایک قبضے کی چھوٹی آؤں کی بھی تھی۔ باقی سب کی چھوٹی آؤں کو پکچھیں تھیں۔ آؤں سے اُن کا دور کا بھی قبضے میں ہو گا۔ وہ قبضے سے دہنے والے سوام دے تھے۔ اُن کے سب سے کھڑے اور صحت مند تھے۔ وہ ان کے ہرے ہند اور سارے پست پستی قبضے کی طرف تھے۔ اور ہر ایک سے سب کی ایک قبضے کے افراد تھے۔ شام نے چھوٹی آؤں کو پتہ۔ سب نے ہاتھ کو دھکی دیا۔ ان کے گھر میں کسی کام پر ملازمین کو لایا۔ وہ خود کوست جوں کی خدمات کیا دے دیا۔ آؤں سے جملہ کر لیں۔

قبضے اور چاروں کو اُن کے پھر سے لکھا۔ یہ پتہ بار بار پتہ پتہ۔ آؤں اور قبضے کی طرف لگتا۔ کمرے میں جی بھٹا۔ کد کوست چھا یا پھر تھا۔ سب قبضے کے قبضے اُن کے قبضے کیا قبضے کے

265

میں نے اپنے خط میں نہیں کرنا چاہا تھا اور کہتے رہے ہیں کہ "میں اُنھیں
 کی آواز کو بہت سن لے گا۔" اس سے سرخرو کی طرف متوجہ کر کے پوچھا تھا
 سرخرو نے قسمی کہ میں اُن کی طرف سے کوئی جواب نہیں دے گا۔
 "جرتے ہو ان سے کہ ابھی یہ ہمارا دور کہتے رہ گئے ہیں۔" "بھلے سے
 ان کی گواہی نہ لے لیا۔"

یاد رکھو۔
پیر داس سے کہنا چاہتا تھا کہ اگر انیس نے ذرا بھی غلو
کیا تو..... مگر اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ جیس نے شام
کو کبیر کی کردہ ان سب کی تلافی ہے۔

میں کی آنکھوں میں کھٹکے رہتے تھے جن کے متعلق بتایا گیا تھا
 کہ عمارت کے افرات فری قیدیوں کے اندر لگائی گئی تھیں۔

میں میں دو شخص ہونے کے لیے خوب ٹھارہ کھا رہا تھا یہ پہلا
بولنے کسی اور وقت سے انہوں نے کہا اچھا ہو گا ملازم کو کہہ
بھیجنا۔ گھر پر تھک کر آئے ہیں، لیکن جانتی ہوں میرا دل

دوم چوبیادکھانی شے نکلا:

”بم شکر کھاتے ہیں! ہم کو کسی نے نہیں بھیجا تھا۔“

میر تقی میر نے کہا کہ ان کا دل ہی عداوت پر ہے جو اچھا بھلا کوئی نہ
ایسا ہی بنا پڑا ہر مسئلہ کو پڑھتے ہوئے سوچنا کہ "اُردو پنشا" سنا
کر گٹ کا۔۔۔۔۔۔ ہر مسئلہ کو دیکھ کر کہیں گیارہ ویں صدی
سائنس نے گیارہویں صدی کے انھوں سے جنگ کر لیاں ایک دہائی
قبل کسی طرح اس کے ہاتھ سے تنہا ہے یہاں پہلے ہی تصانیف
نظر آ رہی ہیں کہ ان کے ہاتھ سے کسی نے کبھی چینی بنایا تو ہر کو
سینا اس کی ہر جگہ سے لگا۔

”اپنے کو ایسی جلدی نہیں ہے دادا! تمہارے کپڑے پر
 بھی آگ ہوگئی ہے جی، پتہ تو لگاؤ، ہونی چاہئے پہلے ہونے
 لازم اس نے باختر اٹھاکے چہرہ کو دکھا اور دیکھے بلے میں اس
 سے کہنے لگا کہ تھش کی۔ یہ جلدی کے نام تو کوئی بھی نہیں
 پر اپنے کو جان کے کیا کرنا ہے۔ اچھی سارے پتے کی ہینک کے لیے
 آئے ہیں کسی راہے خواب کے شوکے۔ اپنے کو پہنے اچھی کو کوجنا
 ہے۔ میرے والے اپنے ہاتھوں کو کھنکھناتے اور جھڑپا لیں گے۔ اگر نا
 خون ویلے نہ رہیں مارتا پر پتھر سے بھی تو ان کے پاس نہیں
 پہنچے۔ اس کے لیے ان کو اس جوت آج پہنے۔ ان کو ان سے
 تہ بات کر گئے۔ اچھی پہنے ان کو کولو دادا!“

”کیوں بولے نہیں جہانی“ پیر دادو اکھڑ گیا۔ ”مجھے پہنی آواز
 میں نہ سنی تھی جو کہ تو انہیں۔“ کھڑے سے کھڑے ہالے اکھڑ
 کر ڈالنے ان کو زیادہ دیر ہی۔۔۔ پیر کے صوفیوں میں سے کوئی تیز
 الٹ گئی تھی۔ چٹل کی طعنے ایک نفر دیکھ کر، دو تھی سے ہوا۔ ”ہاں
 اسی زیادہ دیر ہی نہیں بھر سکتا۔“

”بلبل استخوان: میرے دائیں طرف کھڑا ہوا اور گویا پھر سے
 بلبل میں بولا ”اپنے کو بس تھوڑی سی دیر کھنڈ چھوڑ دو پھر میں ہی آئے کرنا“

[illegible]

”ہاں میں یہ سب سے بڑا کتا ہے استقامت کا، اس کا ہونچنا کہ چلا۔
تو تو تم یہ حرامی آپ کا ہوتا ہے۔ اپنے کو مار بیٹھے تو سال بھر بھین

270

آجنا، سامنے وہابی خوارشاہ دیکھنے کو توڑ رہے تھے۔ یہ مسوگر کا بیٹا تھا اور
 کمرے میں بول رہا تھا۔ بابا یار باختر اٹھائے تو جیسے ان رشتی کے بھائی
 میں سے کسی کو روک رہا تھا۔ انہیں آکر روک بھی ہم لوگ کہہ کر فوجی ہو گئے
 تھے۔ شام کو آواز نہ بھرنے لگی۔

تجربہ کے عرصہ کو دیکھ کر وہ بے پرواہی سے کہنے لگا کہ میں نے اپنے ہاں
 پر ایسے نامور سائنس دانوں کی خدمت کی۔ وہ ایک کھڑا سب کچھ سمجھتا اور سب
 کو ہر شے کی مداخلت فرماتے اور انہماک کے خلاف سختی سے وہاں
 کی جگہ پر جمنا کہ ایک ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے
 آسان نہیں ہے۔ میں میں اب کہ یہ دیر ہو گئی تھی۔ جن کو ان کے
 پاس میں فوراً ان کے حکم میں تھا۔ مگر ایک ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے
 جس کو ان کے دیر سے کہنے کی ضرورت تھی اور اس کو بھی ایسے ایسے ایسے
 پر ہر بار اگر اس طرح کوئی فیصلہ دینے کی جانتا تھا۔ انہیں سخت
 سخت جانی اور جسمانی دقت پہنچتی تھی۔ ان سب کو ان کے تجویزات
 سے خیریت و مابودگی کیا جاتا تھا۔ مگر یہ کہ ان کے اور اب ان
 پر ہی گئی دست و داری کی توانیوں میں انہیں ہوتی تھی اور انہیں دیر
 تھی۔ آئے۔ ان کے عرصوں کی ضمانت بھی کسی فیصلے سے مشروط ہوتی

چاہیے کہ اس پر اور سناؤ کہ جسے دارالامان کی ضرورت تھی کہ اس کی
مصلحت بھی اس کے لیے موجود تھا اور اس کی پروا نہ تھی اس سے
مختلف زمین کی ضرورت نہ تھی بلکہ اس کے کمال میں اس کے
کے ساتھ رہا ہوگا۔ اس کے اس خزانے میں ہر جگہ کا یہ مطلب نہیں
تھا کہ اسے حاصل نہیں دیا تھا۔ زمینیں کو دیوار کے پیچھے رکھ کر زمین کی
موتی اور فیصلہ ہونا چاہیے تھا جو ان کی دیوار کے پیچھے رکھ کر
کے پیچھے رکھ کر ہر جگہ کو لے کر قابل قبول ہوا اور اس کے پیچھے
سے ہوا اور اس کے پیچھے ہونا چاہیے تھا اور اس کے پیچھے ہونا چاہیے تھا

دوبئی کی نہیں تھے۔ سورج کی کرنیں ان کے ساتھ ان کے رول کے ساتھ
 آؤ جو ایک راستے پر چاہتے۔ یا تو وہ اپنے دھڑ جہاں کھڑے ہوتے
 اپنے پر قبیلوں کی تلاش میں حکمت کے اندر۔ اصل سونے کا راز
 ہوتے۔ وہاں راہ وادبی میں جہز و زور ان کا انتظار کر رہے تھے۔
 جہنم کے لنگے کو اٹھنی سات پر نہیں ہوگی بلکہ ان دو رول پر بھی ہوگی
 وہ چلتے تھے وہاں اور دور رول کے لیے تھے۔

مرفقہ اور ان کے مافیہ بھیجے گئی ہدایت ہیں جس سے سیکھنے کے لیے مطلب کر رہے تھے۔ انکی کوششیں کامیاب ہو سکتے تھے کہ وہ باہر سے شہر میں آجائیں اور وہاں رہیں۔ ان کے مقصد سے ماہرین نے ان کی ہدایت کی۔ ان کے مقصد سے ان کی ہدایت کی۔ ان کے مقصد سے ان کی ہدایت کی۔

ہر چمکے تھے یا ان کے خیال میں اُن کی خاموشی ہی تھی جو نہ امت کا اہلِ باطنی، نہ سرفرازِ حس و حرکت کا شرافت، نہ کم لکھ کے پستے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں ہوئی جیسے کہ عین ممکن اُس کی حالت نظر اُس شخص نہیں نہیں تھی جو اہلِ دانشتہ پر چھوڑا اور کوئی دلیل کوئی بخوانا اور سوچنے کے لیے کو بھی نہ دیا گیا۔ ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور چارہ نہ ہونے کی صورت میں اُس کے اندر کجی تھی اور باطنی پلے نیازی اور دشمنی کا کوئی اس کا سر پیدا ہو گیا ہے۔ اُس کی یکلیت اُس شخص سے تھا جو سچی میں کسی اچانک حادثے کے سبب سکڑ سالا رہی ہو گیا ہو۔ وہ بھی جتنی آنکھوں سے موتِ حال دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر سب سے بڑا یہ تھا کہ اُس کے دل پر دماغ پر کبھی کبھت کا غلبہ نہ ملتا ہے۔ وہ نہ اپنا بسکون تھا نہ اپنے سابقہ قبول کی نسبت اُس کے پہلے سے طرزِ عمل کو انفر آتا تھا۔

۵۵ مزید پڑھو تا حوالہ آتا ہے۔

کافی دیر بعد یقین کے تسم میں جھپٹیں پڑتی۔ اُس نے بھاری آواز میں پھر کو غلطی طلب کیا۔ واہ وا! اپنی خیالات سے کہ چولیس کو ہوا لیا جاوے۔

تجھے اپنے کانوں پر دھوکا دیا۔ اے پولیس کو! چرچا رہے ہو کہ

ہاں نہیں کو!۔۔۔ منجھل سسپنڈ ہوتے ہیں بولتے ابھی وہی
ان سے ٹھیک طرح بات کرے گی؟

”تم کو کیا بول رہا ہے، بھائی؟“

”دوسرے کے گھر میں ہے“ بیٹھیا کو لونڈا کے ساتھ گنج بھی لائی ہے کہ دیکھ کے درویشی والوں کے دہسے اُٹھ جائیں گے۔

”پادریوں کی بھی کس کچھنے افضل جانی! ابھی کوئی سو بیسویں
 سالوں کا ستہ سالہ اور آٹھ کے باقی تین ماہ کے ابھی کوں سا۔۔۔“
 پیر نے بڑی سہ کے اور عجیب نظروں سے بعض کا ہر دو دیکھنے کے بعد
 چھلنے کوئی پست انھیں بات کہہ دی جو۔

۱۰۔ اچھی آتما چاہنے والی نہیں ہوگا اور اس لئے کوئی تھکے۔ تھکے
تھوڑے بہت آتے ہیں مگر جو کہ جانتا ہے۔ جانتا ہے کہ جانتا ہے
کی اسوجہ بھی کہتا ہے نہیں ہے۔ وہ اس لئے کہ اس لئے کہ اس لئے کہ

کامیابی کے لئے ہمیں خود کو تیار کرنا پڑے گا۔ ہمیں اپنی بات سنا دینا پڑے گی۔ ہمیں اپنی بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا پڑے گا۔ ہمیں اپنی بات کو دوسروں کے سامنے پیش کرنا پڑے گا۔

یہاں تک کہ ان کے لیے ایک ایسا ہیرو بن جائے جس سے ان کی زندگی بھر کی بات چیت ہو۔

نئے طنز پر لجنے میں کہہ دیا: "تجربہ کے بولہ میرے گمنا ہے قرآن مجید
دوم: جہان سے نہیں ہوا ہر گز ہے۔"

بھل کے بیٹے کی تھی آگئی، یہ کہو تو میں انکساریت بھی ہو سکتی ہے، وادہ اپنا کاغذ میں ختم ہو جاتے آگے نہ لانا کا فرق ہو رہا ہے۔ لیکن اگر زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں ہے تو اور ہم بولنے کا حق میں نہیں سمجھیں گے۔ رسید کر کے آگے بھیج دیا آگئی۔ اپنا خیال ہے تو یہ زیادہ عجیب دیکھ گئی، دینی سب آگیا چھپاؤں سے، ہاتھ میں گے کہوں کہ کونٹے پر بندھ میں اور دھوری کا کھڑکس جاتی ہے کسی کا واسطہ ان میں زور دیکھ کر شہر کے لوگوں میں بھی تو خرابا ہو چکا ہو اور پھر سے ملا کر کہہ جاتے میں اور کہوں ان کسب سے بڑا کرکس ہے۔ اور جو کسب کہ آئی دینی تو کمانی سالی دینی نہیں ہوگی سمجھ رہے ہو وادہ

۱۰۔ برابر سمجھ کر طاعون نقل جیاتی، اس پر سے ملے میں جھنڈے ڈالنے
 لگا کر، اچھی پانی کی بوتلی میں مقدار کا حکم ہے جو کو ایک سے لے کر تین
 تھری پائیس کو ایک دم جھون گیا ہے۔ یعنی اپریں سے کچھ پوچھتا ہے تو
 ہر دوسلے نہایت دور شہر لے کر، اس کے کمرے کے دروازے پر

ان سے بھی کوئی شے چاہیے۔ پولیس تو اپنی ایک ایک پٹریں لے رہی ہے۔

عقلمندان نے انہیں پولیس کی قیادت میں ٹیفن سے صاف ڈاکو کا راز
فجور نے اُسے کو ایک کوشش دیکھ کر کہ اگر وہ اس کے

درختی که در شمال دشت میوه می‌دهد و در میان مردم معروف است که درخت میوه است.

لیس میل دجوت سے کھائے گی اور اوہ صحرانہ حرکت کے وہابی آ

بہت سے لوگ کوئی کام کرنا نہیں چاہتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے سامنے بیٹھ کر
 ہاتھ دھو کر اور کھانا کھا کر اور پھر پوچھیں انا کام کیسے کر سکتی ہوں؟
 یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کے سامنے بیٹھ کر ہاتھ دھو کر اور کھانا کھا کر اور پھر پوچھیں انا کام کیسے کر سکتی ہوں؟

چراہٹ سے کہا: "تم کبیر ہو یا نبی؟"

پہلے ایک اور شخص نے کہا: "ابھی تو میں نے کہا تھا کہ یہ سب کچھ ہے۔"

سزا کرے میں جا کے پلچہ (پورا) لے کر لے۔ یہ پھر شاید اس کی سزا

21

میں آجائے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی اس نے کسی
 جھجک کے بغیر غصیل کی و مائی حالت پر جیسے کا اظہار کیا اور کہنے لگا
 "اپنے کے پاس ابھی ایسا فائز تم نہیں ہے کہ روزِ قضاے کچھ نئی جا
 کے راجا مٹری جو ہے گا۔ پیر جتنی بے میں بولا "ابن ان کو پیر
 یہی دیکھنے لگا۔"

مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں ان کے درمیان اس نکار
 سے کوئی گڑبڑ نہ پڑ جائے۔ ہر چند کہ اس کا امکان نہ ہونے کے برابر
 تھا، مگر وہ دونوں ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھ سکتے تھے پیر
 کے لیے میں غصیل کے لیے ذرا بھی مروت نہیں رہی تھی میں نے
 دخل لینے کا ارادہ کیا تھا مگر میں ان سے کیا کہتا۔ دونوں ہی اپنی
 جگہ کسی حد تک ٹھیک تھے۔

میں ہاتھوں جوڑنے کے ہوتے میں خدمت دو بارہ کبھی ایب نہیں
 بڑھا۔ ہم کو معاف کر دو سرکار! ایک تیسرا آدمی گڑبڑ کے بولا۔
 وہ سرخسے کے برابر کھڑا تھا سرخسے نے اسے پیسل برقی آنکھوں نے کھینچا
 مگر چپ رہا گویا بدلتے والے کو اس کی تائید حاصل تھی۔ وہ شخص
 بھگتے ہوئے بیٹھ میں اس بابی افسدہ رسول کی جیس کھلنے اور
 پٹنے بال چڑا کے واسطے لگا اور بولا کہ وہ ہمیشہ کے لیے بڑی
 غذائی میں تھے کہ تیار رہیں۔ جو اداری قسم کی کئی بے رہ رہا تھیں۔
 اسے خود بھی اس سس نہیں تھا کہ وہ کیا بک رہا ہے اور اس کا
 قبیلان کس حد تک ہم پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ بہ حال اس سے یہ
 تھا ہر دو بک تھا کہ دو پچھلے میں پھنسا پائے بیٹے زیادہ دیکھ
 دھکتے ہیں۔

ابھی وہ یہ دو بارہ کر رہی رہا تھا کہ پیر نے چھوٹ کے اس
 کارگزاران پکڑ لیا، محرم اس سے: "تم ابھی معافی کا رونا دھونا کر رہے ہو
 تم کو معاف کر دے گا؟" ابن کو تم نے کیا کہا ہے؟ ایک دم اس کا
 چہرہ پیر نے پیر نے پیر نے ہونے لگے اس کے گھٹنے کے بلے کھٹا
 باز شمشیر گرا پڑا۔ چنانچہ ان میں پیر نے اس پر اتنی عزتیں
 لگائیں کہ اس کی چیزیں پکڑ دیک باندھ کر بھی کسی نے پیر کو نہیں
 روکا۔ غصیل میں خاموش کھڑا رہا۔ غصیل میں پیر کے سر سے کھٹ
 جاری ہو گیا تھا۔ معلوم نہیں اس کے ذہن میں کیا تھا۔ مگر پیر
 ہی والا تھا اور صرف ایک تھیں اس کو آدمی ملنے تھے۔ پیر ایک
 ہی سے اٹھ بڑا تھا "ابن ان سب کا ابھی ایڑی پڑی ہے گا اور
 انکا وہ نہیں کریں گا۔" اس نے اس سے وہ اپنے دھکا تھا۔

آواز میں اسے گھوکاڑا۔ "پیر جانو! دادا اپنے کو استاد کو بات بھی
 ٹھیک لگتا ہے۔ یہ میں میں ان کو تھمتہ ہو جائے گا۔ اوپر سے
 یہی سمجھنے کی تو پوچھیں سالی۔"

پیر وہ پیر بولانی جی ہادی تھی۔ وہ شاموپر بگڑنے لگا اس
 نے شام کو بھی گولی دی اور ہانکا اور گرائے اپنی زبان بند نہ
 کی تو وہ اتنے بھی ان لوگوں کے ساتھ کھڑا کر کے گاڑا دھر با
 بھی مودہ میں۔ "شامو نے انکی زبان سے کھٹے کی کوشش کی
 "استاد کی بات تم کو نہیں جیتی تو ابھی بابا سے ہی پوچھ لو۔"

پیر کا ہاتھ رک گیا۔ اس نے پٹ کے متطابق غصیل
 سے آج جان کو دیکھا اور لوگھٹے ہوئے پٹے میں پوچھنے لگا۔
 "دن بابا! ابھی تھی دوا، اصل غم یہ تھا کہ کا ہی ہے؟"

آج جان گنگ کھڑے رہے۔ پیر نے پھر پوچھی آواز میں
 پوچھا کیا ان کت کھنوں کو پوچھنے کے حوالے کر دے؟ تو ان کو
 ایسا جانے دے گا؟ آج جان کے مذہب بابا اس نے تیر و تہ
 میں انھیں "دین" والیاں لگاؤں کی مرضی بھی تھی ہے تو وہ سامنے
 سے ہٹ جائے گا

آج جان کی وحشت نہ وہ لغز میں غصیل پر مٹا لے گئیں غصیل
 نے بابا میں اس کوئی اشارہ نہیں کیا تھا۔ آج جان کے ہونٹ پھڑکے
 رہے کہ وہ کچھ کہہ نہ سکے۔ پیر نے اس سے کچھ نہیں پوچھ سکتے تھے غصیل
 نے آج جان کے پاس آکے اور ان کی کمر باندھ کر کھٹ کے سرگشتی
 کے انداز میں کوئی آیت پڑھی۔ آج جان کے شکستہ جمع میں ایک
 ٹائپ کے لیے لہری اٹھی۔ مگر وہ سر سے ہی نے وہ اور انا حال اللہ
 شکست خورہ نظر آئے گئے۔ غصیل کے سوا سب کی نگاہیں اس پر
 جمی ہوئی تھیں۔ یہ ایک بڑی بڑی آدمی آواز میں بولے "میں یہ تو
 انھیں معاف کر دو پیر دھانی!"

پیر وہ ان کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ "تم... تم کیا بولتے ہو؟
 صاحب! وہ دھکا پھر پڑے ہوئے سر سے کہنے لگا۔ "ابن ابھی
 بابا سے پوچھتا ہے؟" آج جان بے حد کھٹ رہے۔ پیر نے پوچھی
 آواز میں ان سے دوبارہ پوچھا۔ آج جان پر کئی دھک آگے لڑکے
 انھوں نے سرخسے کے متطابق انکا کہا۔ "دن جانی! شاید ہی مناسب
 ہے۔" ان کی آواز جیسے کہیں دوسرے آدمی تھی۔

.....
 اس کے بعد سب نے غصیل سے اسٹاپ کے لیے کھٹ کر وہ غصیل سے

 اس کے بعد سب نے غصیل سے اسٹاپ کے لیے کھٹ کر وہ غصیل سے